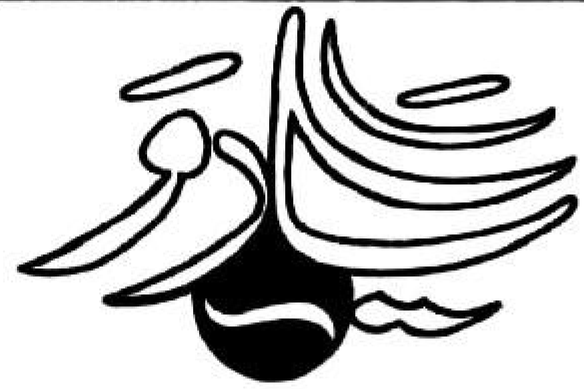
سمیرا حمید



امرحہ کی پیدائش کے وقت اتفاقی طور پر رونما ہونے والے چند ناگوار اور نقصان دہ واقعات کے سبب وہ اپنے خاندان میں "منحوس" مشہور ہو جاتی ہے۔ اس کے بابا' اماں' دادی اور تینوں بہن بھائی دانیہ' عماد اور علی اسے اکثر جنم جلی' منحوس' کالی نظر اور کالی زبان کہتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کی منگنی بھی ان ہی افواہوں کی وجہ سے ٹوٹ جاتی ہے۔ اپنی نحوست کے صبح شام قصے سن کر امرحہ خود ترسی کا شکار ہو کر روتی رہتی ہے۔

پورے گھر میں صرف دادا ہی اس کی دل جوئی کرتے ہیں اور گھر والوں کی باتوں کو لغو قرار دیتے ہوئے امرحہ کو بھی ان پر کان دھرنے سے منع کرتے ہیں۔ امرحہ کی اپنے دادا سے خوب بنتی ہے۔ وہ سارا دن ان کے ساتھ پنجاب لائبریری میں گزارتی ہے۔ جہاں وہ لائبریرین تھے دادا اسے سمجھاتے ہیں کہ تم پڑھائی پر دھیان دو اور اسکالرشپ لے کر باہر ملک چلی جاؤ۔ امرحہ اپنے باقی بہن بھائیوں کی طرح پڑھائی میں کمزور ہے' مگر دادا کی بات پر وہ ٹاپ کرنے کے لیے جدوجہد شروع کر دیتی ہے' مگر پھر بھی بہت اچھے نمبر حاصل نہیں کر پاتی۔ اسی دوران اس کی شادی کا سلسلہ چلتا ہے' مگر پندرہ روز قبل دولہا کی جوان بہن کے بیوہ ہو جانے پر اس کی شادی رہ جاتی ہے اور اس کی نحوست پر مہر لگ جاتا ہے۔ امرحہ دل برداشتہ ہو کر نیند کی گولیاں کھا کر خود کشی کی کوشش کرتی ہے تاہم بچ جاتی ہے۔ اس واقعہ کے بعد امرحہ کی زندگی مزید تلخ ہو جاتی ہے۔ وہ مختلف بیرون ملک کالج و یونیورسٹیوں کے ہزاروں آن لائن اسکالرشپ فارم بھرتی ہے' مگر ہر جگہ سے انکار ہوتا رہتا ہے۔ بالآخر مانچسٹر یونیورسٹی سے اسے اسکالرشپ مل جاتا ہے۔ جو اس یونیورسٹی کی طلبا سوسائٹی اپنے ذاتی فنڈ سے دیتی ہے۔ جس کی رو سے امرحہ کو تیس فیصد ادا کرنا ہوتا ہے باقی ستر فیصد کی ادائی ان کی طرف سے ہوگی۔ اس کے علاوہ دو دن کی میزبانی کے.

مکمل ناول





بعد امرحہ کو اپنی رہائش اور اخراجات کا خود بندوبست کرنا ہوگا۔ یہ سب باتیں اسے برطانیہ پہنچنے کے بعد دائم بتاتا ہے۔ دادا جی امرحہ کے لیے پیسے اکٹھے کرکے اسے برطانیہ بھجوا دیتے ہیں۔ باقی اسے خود اپنے بل بوتے پر کرنا ہوگا۔ عذرا' شرلی' بیٹی لو اور للی کول سے اس کی ابتدائی ملاقات ہوتی ہے۔

امرحہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ ایک کافی شاپ میں جاب کرنے لگتی ہے اور لیڈی مہر کے گھر اس کی رہائش کا بندوبست بھی ہو جاتا ہے۔ لیڈی مہر بے اولاد خاتون ہیں۔ انہوں نے شنل کاک نامی اپنے ہاسٹل نما گھر میں مختلف بچوں کو اولاد کی طرح رکھا ہے۔ ان ہی میں ایک عالیان مارگریٹ ہوتا ہے۔ وہیں سادھنا' ویرا اور این اون سے اس کی دوستی ہو جاتی ہے۔ جاب کے دوران وہ ڈیرک کے ساتھ مل کر ڈاکومنٹری فلم بنانے لگتی ہے۔

اسی دوران امرحہ کے بابا جن کی اعظم مارکیٹ میں قالین کی دکان ہوتی ہے' آگ لگ جاتی ہے۔ جس سے ان کا پچیس لاکھ کا نقصان ہو جاتا ہے۔ انہیں اٹیک ہو جاتا ہے۔ امرحہ انہیں تسلی دیتی ہے اور ڈاکومنٹری فلم سے ملنے والے پیسے ان کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کروا دیتی ہے۔ اس کے علاوہ لیڈی مہر بھی اسے ایک چیک دیتی ہیں۔ امرحہ وہ رقم بھی پاکستان بھجوا دیتی ہے۔ امرحہ کے والد بہت خوش ہوتے ہیں۔ امرحہ اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑی ہوتی ہے جب عالیان مارگریٹ کسی اسپائیڈر مین کی طرح اس کی کھڑکی میں جھانکتا ہے۔ امرحہ کی چیخ نکل جاتی ہے۔

عالیان بتاتا ہے' یہ اس کا گھر ہے' وہ اس کے کمرے کی کھڑکی سے کود کر باہر نکل گیا' تھوڑی دیر بعد گھر میں آوازیں گونجنے لگیں تو سادھنا نے بتایا کہ لیڈی مہر کا بیٹا آیا ہے۔ وہ لیڈی مہر کے کمرے میں گئی تو دیکھا کہ وہ لیڈی مہر کے بیڈ پر بیٹھا انہیں کیک کھلا رہا تھا۔ اسے یاد آیا کہ لیڈی مہر نے ایک بار بتایا تھا کہ ان کا بیٹا بھی اس کی یونیورسٹی میں پڑھتا ہے اور بہت قابل ہے۔

امرحہ کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس کا نام عالیان تھا اور اس کی ماں کا نام مارگریٹ۔ اسے عجیب سا لگا' ناجائز؟

دوسرے دن لیڈی مہر کی سالگرہ تھی' جو ان کے بچوں نے بڑے اہتمام سے منائی۔ انہوں نے امرحہ کو عالیان کے بارے میں بتایا کہ انہوں نے اسے ایک ادارے سے لیا تھا اور بڑی تن دہی سے اس کی تربیت کی ہے۔ امرحہ کو افسوس ہوا کہ اس کی اماں نے کبھی بیٹوں کی تربیت پر توجہ نہیں دی تھی۔

ویرا کا ساتھ امرحہ کو احساس دلا رہا تھا کہ عورت بھی بہادر ہو سکتی ہے۔ عالیان کی توجہ نے امرحہ کو ایک عجیب احساس سے دوچار کر دیا' وہ لاشعوری طور پر عالیان سے متاثر ہو رہی تھی۔

ہارٹ راک میں امرحہ اور ویرا کی باتیں ریکارڈ کرکے چلانے پر امرحہ ویرا سے ناراض ہو جاتی ہے۔ امرحہ کو شدت سے احساس ہوتا ہے کہ عالیان کے بارے میں یہ سب کہہ کر اس نے اچھا نہیں کیا۔ ہارٹ راک کیفے کے باہر امرحہ' عالیان کا انتظار کرتی ہے' مگر وہ اس سے صحیح سے بات نہیں کرتا۔ رات کو عالیان ویرا کو شنل کاک چھوڑ کر جاتا ہے امرحہ کو یہ بات بری لگتی ہے کہ عالیان اپنی سائیکل پہ ویرا کو چھوڑنے آیا۔ ویرا امرحہ کو بتاتی ہے کہ وہ گر گئی تھی۔ اس کے پیر پر چوٹ آئی تھی اس لیے عالیان اسے گھر تک چھوڑنے آیا تھا۔

امرحہ ہمت کرکے عالیان سے ملنے دوبارہ جاتی ہے۔ وہ اسے ٹوئیٹ میں چاکلیٹ دیتی ہے۔ عالیان حیران ہوتا ہے' مگر پھر اس کی ٹوئیٹ لینے سے انکار کر دیتا ہے۔ اس پر امرحہ کہتی ہے کہ اگر تم ٹوئیٹ دو تو میں ابھی بھی تیار ہے۔ عالیان لاجواب ہو جاتا ہے۔

۶
چھٹی قسط

"کون ہیں آپ؟"
"میرا خیال ہے تمہیں اس سے مطلب نہیں ہونا چاہیے' میں نے تمہیں ایک بہت بڑی رقم آفر کی ہے تم اس بارے میں سوچو۔"

"میں ابھی بھی پولیس کو فون کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں۔"

"تم جلد ہی مجھے فون کرو گی اتنے پیسے کم نہیں ہوتے۔۔۔" کہہ کر وہ چلا گیا۔

اس کے جانے کا انداز ایسا تھا جیسے اسے یقین تھا کہ اسے ضرور فون کیا جائے گا' کیوں کہ اس نے مبالغے کی حد تک ایک بہت بڑی رقم آفر کردی تھی۔ اس کے لیے کسی کا بھی لالچ میں آجانا فطری ہے۔

امرحہ خود کو کسی فلم کا کردار محسوس کرنے لگی۔ مارگریٹ جوزف کے بیٹے عالیان مارگریٹ کو کوئی ڈھونڈ رہا ہے۔۔۔ کون؟ مارگریٹ کے خاندان کا کوئی فرد یا اس کے باپ کے خاندان کا۔۔۔ یا اس کا باپ ہی۔۔۔ یہ شخص عالیان کا باپ یا کوئی انکل نہیں ہو سکتا کیوں کہ ایک تو وہ سیاہ فام تھا دوسرا وہ چالیس سال سے کم کا تھا۔

مگر عالیان کے لیے لیڈی مہر نے درخواست کی تھی کہ کوئی کچھ بھی پوچھے اسے نہ بتایا جائے' لیکن کیوں؟ وہ عالیان کو کیوں چھپا رہی ہیں؟

گھر آنے تک وہ کافی دیر اس سلسلے میں سوچتی رہی اور پھر لیڈی مہر کے کمرے میں جا کر انہیں سب بتا دیا وہ اس شخص کا حلیہ پوچھنے لگیں۔

"تم کسی سے ذکر نہ کرنا اس بات کا' خاص کر عالیان سے۔"

"یہ کون تھا؟"

"امرحہ! یہ سب معاملات اتنے نازک ہیں کہ میں اس بارے میں کسی سے بھی بات نہیں کر سکتی اور تمہارے لیے یہ جاننا ضروری بھی نہیں۔"

"کیا آپ عالیان کو اس کی ماں یا باپ کے خاندان سے چھپا رہی ہیں؟" امرحہ نے سنگ دلی سے پوچھا۔

انہیں اس بات سے تکلیف ہوئی۔ "نہیں جو کر رہی ہوں عالیان کے لیے کر رہی ہوں۔"

امرحہ کو تھوڑا غصہ آیا' وہ سب معاملات اپنے ہاتھ میں کیوں رکھنا چاہتی ہیں۔ انہیں عالیان کو اس سلسلے میں باخبر رکھنا چاہیے' اسے لگا کہ وہ اس معاملے میں خود غرضی دکھا رہی ہیں' انہیں شاید عالیان کے چھن جانے کا ڈر ہے' وہ عمر کے اس حصے میں اسے کسی کے ساتھ بانٹنا نہیں چاہتیں یا انہیں لگتا ہو گا کہ ایسے وہ ان سے بہت دور چلا جائے گا۔ امرحہ کے بیگ میں اس شخص کا دیا کارڈ رکھا ہے امرحہ اس بات کو گول کر گئی۔۔۔

اس نے اس بات کو مختلف انداز میں سوچا اور اندر ہی اندر اس کے منفی پہلوؤں پر ہی غور کرتی رہی۔

عالیان کا ایک خاندان ہو گا' شاید بھائی' بہن' انکل' آنٹی' نجانے کون کون۔۔۔ کسی وجہ سے اگر وہ عالیان سے دور ہوئے بھی تو اب تو وہ عالیان کو ڈھونڈ رہے ہیں نا۔۔۔ یونیورسٹی میں امرحہ نے عالیان کو دیکھا تو اس کا دل چاہا کہ اسے جا کر بتائے کہ کوئی اسے ڈھونڈ رہا ہے۔۔۔ یہ اتنی بڑی بات تھی کہ اس سے صرف اپنے اندر رکھی نہیں جا رہی تھی۔۔۔ اور وہ خود کو بار بار اس پر سوچنے سے بھی نہیں روک سکی۔

☆ ☆ ☆

سادھنا کے ساتھ وہ اس سے ملنے اس کے ہال آئی تھیں اور دونوں لان میں ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے تھے۔

"آپ نے یہاں آ کر مجھے حیران کر دیا۔"

"اگر میں تمہارے جیسی ہوتی تو میں بھی تمہاری کھڑکی سے آتی تم سے ملنے۔۔۔"

"اسی لیے تو میں چاہتا ہوں کہ میں سپرمین بن جاؤں اور آپ کو اپنے ساتھ اڑاؤں۔۔۔"

"اگر تم سپرمین بن بھی گئے تو بھی میں تمہارے ساتھ کسی چوٹی یا بادل کے ٹکڑے پر جانے کے لیے تیار نہیں ہوں گی۔"

"آپ کو تیار ہونے کی نہیں صرف آنکھ بند کرنے کی ضرورت ہو گی۔"

"اپنے ساتھ اڑانے کے لیے تم کسی اور کو تیار کرو۔۔۔ ڈگری کے بعد کیا پلان ہے تمہارا؟"

"مزید ایک اور ڈگری کے ساتھ کوئی بزنس شروع کروں گا۔"

"ٹھیک ہے... میں سوچ رہی ہوں ہم کسی اور ملک چلے جائیں۔"

"کس ملک اور کیوں ماما؟"

"کسی بھی ملک تم دیکھ لینا' جو تمہیں اچھا لگے۔"

"آپ نے ایک دم سے برطانیہ چھوڑنے کے بارے میں کیوں سوچ لیا؟"

"کافی عرصے سے سوچ رہی ہوں' بس تم اس بات کو ذہن میں رکھنا۔"

"ٹھیک ہے' لیکن میں حیران ہوں... میں جانتا ہوں آپ کو مانچسٹر سے کتنی وابستگی ہے۔"

"مجھے اپنے بچوں کے علاوہ کسی سے کوئی وابستگی نہیں۔"

"میں سمجھا نہیں ماما...!"

"تم اسے چھوڑو... مجھے یہ بتاؤ کہ امرحہ اور تمہارے درمیان کیا چل رہا ہے؟"

"کیا مطلب؟"

"دوستی ختم کردی ہے اس سے... تم ایسے تو نہیں ہو دوست بنا کر چھوڑ دینے والے... امرحہ لوگوں کو جلد ناراض کردیا کرتی ہے' لیکن اسے جلد ہی اس بات کا احساس بھی ہوجاتا ہے' اس میں خوبیاں اور خامیاں ساتھ ساتھ ہیں اور یہ کوئی ایسی غیر معمولی بات نہیں ہم سب ایسے ہی ہوتے ہیں۔" کہہ کر انہوں نے عالیان کی طرف سے کسی جواب کا انتظار کیا۔

"دیکھو' جواب میں تم خاموش ہو... یہ تمہارا ذاتی مسئلہ ہے... مجھے تم سے ایک اور بات پوچھنی ہے عالیان... میں تمہاری ماں ہوں' شاید تمہارا دل دکھے لیکن..."

"مجھے اس شخص سے نہیں ملنا ماما... نہ مجھے اسے ڈھونڈنا ہے۔"

"شاید تمہیں اس سے مل کر اچھا لگے..."

"وہ میرے لیے گالی ہے اور گالی کبھی اچھی نہیں لگتی۔ مجھے اس شخص کے تذکرے سے ہی اتنی تکلیف ہوتی ہے کہ مجھے لگنے لگتا ہے..."

"ٹھیک ہے بات ختم... بس خاموش رہو' پرسکون رہو... میں شارلٹ کی طرف سے مطمئن نہیں ہوں۔ فون پر اس کی ساس نے بہت سخت اور چبھتے ہوئے انداز میں مجھ سے بات کی۔"

"آپ جورڈن کا سوچیں' اس کی ماما کا نہیں... پریشان نہ ہوں۔"

"پریشان نہیں دکھی ہوں' اس نے کڈز سینٹر میں پرورش پائی ہے ایک مسلم خاتون کی وہ لے پالک بیٹی ہے۔ کتنی بڑی وجوہات ہیں یہ..."

عالیان سے زیادہ اب کون جان سکتا تھا کہ کتنی بڑی وجوہات ہیں یہ...

"اچھی بات تو یہ ہے ماما کہ جورڈن شارلٹ سے محبت کرتا ہے۔"

"اس ایک شخص کی محبت ناکافی ہونے لگتی ہے جب اس کے ساتھ جڑے دوسرے لوگوں کی ناپسندیدگی بڑھنے لگتی ہے۔"

"نہیں ماما...! پھر دوسروں کی ناپسندیدگیوں کی پروا نہیں رہتی۔"

"تو تم "محبت" کے بارے میں سوچتے ہو' اس شخص اور اس شخص کے بارے میں..."

"نہیں... آپ جانتی ہیں مجھے ماما مارگریٹ نہیں بننا۔"

"تو تم ماما مہر بن جاؤ... میں نے اپنے شوہر سے بے لوث محبت کی ہے۔"

"اور آپ کو بدلے میں بے لوث محبت ملی بھی..."

"تمہیں بھی ملے گی' مجھے خوف محسوس ہوا ہے یہ جان کر کہ تم محبت سے دور بھاگ رہے ہو' تم جوان ہو' زندگی کے عملی میدان سے ابھی دور ہو' اپنے ذہن و دل کو وسعت دو اور یاد رکھو "بھاگ جانا" کسی جذبے سے ہو یا عمل سے نقصان دہ ہوتا ہے۔"

"نہ بھاگنا بھی فائدے مند نہیں ہوتا ماما... مجھے

"یہ اور برا ہے' تمہاری زندگی صرف ایک تعلق تک محدود نہیں ہونی چاہیے۔" انہوں نے عالیان کو گہری نظروں سے بہت دیر تک دیکھا۔

"تم آج کل مارگریٹ کی ڈائریاں پڑھ رہے ہو؟ تم اپنی عمر سے بہت بڑے لگ رہے ہو۔"

"کیا آپ مجھے وہ ڈائری بھی دے سکتی ہیں جو آپ کے پاس ہے۔"

"جب تم شادی کرلو گے اور اپنے بچوں کو سائیکل ریس میں ہرادیا کرو گے تو وہ تمہیں ملے گی' تم نے پھر سے مارگریٹ کی باتیں شروع کردی ہیں' اسے یاد کرو' لیکن ایسے آہ کے انداز سے نہیں' خوش ہو کر یاد کرو اسے۔۔۔"

"جو انسان زندگی میں خوش نہیں رہا اس کے مرنے کے بعد اسے خوشی سے یاد نہیں کیا جاسکتا اور ہم اس شخص کی بدقسمتی کا موازنہ اپنی قسمت کے ساتھ کرنے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔"

"تم بدقسمت نہیں ہو' تمہیں میرے عالیان کے لیے ایسے الفاظ استعمال نہیں کرنے چاہئیں۔"

"اگر دنیا میں آپ نہ ہوتیں تو میں دنیا کے ہر انسان سے نفرت کرتا۔"

"میں نہ ہوتی تو کوئی اور ہوتا۔۔۔"

"نہیں ماما! کوئی اور نہ ہوتا آپ کے علاوہ کوئی مجھ سے ایسی محبت نہ کرتا۔۔۔ آخر کار میں نے یہ جان لیا ہے۔"

☆ ☆ ☆

بہار کی دلہن کی شادی کی تیاریاں اتنے زور و شور سے کی جارہی تھیں جیسے وہ شاہی خاندان کا آخری چشم و چراغ ہو' ڈیزائنرز' ویڈنگ پلانرز اور ان کی ٹیم گھر میں ایسے آتے جاتے نظر آتے جیسے وہ اسی گھر میں رہتے ہوں بس کچھ دیر کو گھر سے باہر چلے جاتے ہوں۔

"ماما! آپ اتنے پیسے کیوں برباد کررہی ہیں؟" ویک

"تم یہ کہنا چاہ رہی ہو کہ تم پر مزید اور احسان نہ کروں' کرسمس پر تحائف لیتے بھی تم سب کو شرم آتی ہے' اب تم مجھے دینا چاہتے ہو' لیکن کچھ لینا نہیں' ایسا کرکے تم سب مجھے دوسری عورت' دوسری ماں ہونے کا احساس دلاتے ہو' میرا سب کچھ تمہارا ہے' میری آنکھوں کا نور اور میرے زندہ رہنے کی قوت بھی۔۔۔ تم مجھ سے فرمائش نہیں کرتیں کیوں کہ میں دوسری عورت ہوں۔" وہ خفا ہوگئیں۔

"شادی کے دن مجھے ہاتھی چاہئیں' دس بارہ تو ضرور ہی ہوں' جھیل کنارے چہل قدمی کریں۔" شارلٹ نے ان کے گلے میں بانہیں ڈال دیں' فرمائشیں شروع ہوگئیں۔

"اگر تمہیں ہاتھی چاہیے تو شادی سری لنکا میں کرنی ہوگی یا افریقہ میں۔" "نہیں ہاتھیوں سے اب بھی مسئلہ نہیں تھا۔

"نہیں! مجھے تو مانچسٹر میں ہی ہاتھی چاہیے اگر آپ نے مجھے اور جذباتی کیا تو میں سفید چیتوں کی فرمائش بھی کرسکتی ہوں۔ آپ ہی میری آنکھوں کا نور اور زندہ رہنے کی قوت ہیں۔"

"تم اور جذباتی ہوسکتی ہو' لیکن صرف اتنا بتادو کہ تم شادی کرنا چاہتی ہو یا جنگل آباد کرکے شکار؟"

ماما مہر نے قہقہہ لگایا۔ شارلٹ نے دھڑا دھڑ ان کا منہ چومنا شروع کردیا۔

شادی سے ایک ہفتہ پہلے جورڈن کا خاندان امریکا اور دوسرے ملکوں سے مانچسٹر میں اکٹھا ہوگیا اور وہ سب عارضی رہائش گاہ میں رہنے لگے۔ شارلٹ ان کے استقبال کے لیے گئی اور کافی پریشان صورت واپس آئی۔ جورڈن ماما مہر کے بلانے پر اپنے ماما پاپا کے ساتھ ڈنر پر آیا تھا۔ تمام وقت ماحول میں تناؤ رہا' اس کی ماما اعصاب تانے سارا وقت خاموش بیٹھی رہیں اور پاپا نشست گاہ میں ٹنگی مشہور پینٹنگز دیکھتے رہے' کھانے کے نام پر چند نوالے کھائے گئے اور جانے میں جلدی کی گئی۔

”تمہیں یقین ہے جورڈن تمہیں خوش رکھ سکے گا؟“

اس کی ماں کی نظروں میں واضح حقارت تھی تمہارے لیے اگر تم اس سے محبت نہیں کرتیں تو چھوڑ دو اسے‘ میں نہیں چاہتی کہ دنیا میں کوئی بھی تمہیں ان نظروں سے دیکھے۔“ لیڈی مہر کی آنکھیں اس وقت سے نم تھیں۔

”جورڈن مختلف مزاج کا ہے ماما!“ وہ کہہ نہ سکی کہ وہ اس سے محبت کرتی ہے اب اسے چھوڑ نہیں سکتی وہ بھی صرف اس کی ماں کی حقارت کی وجہ سے....

”محبت کرتا ہے تم سے‘ خالی خولی بڑ تو نہیں مار رہا....“

”مجھے یقین ہے اس کے جذبے پر.... آپ ایسے پریشان نہ ہوں سب ٹھیک ہو جائے گا۔“

”تمہارا یہ یقین ہمیشہ قائم رہے.... میں دعا گو رہوں گی۔“

لیڈی مہر نے سادھنا اور امرحہ کو جورڈن کے گھر بھیجنا چاہا‘ جورڈن کے کچھ اور رشتے دار بھی آچکے تھے وہ چاہتی تھیں کہ دونوں جا کر ذرا جانچ پڑتال کر کے آئیں کہ جورڈن کے خاندان کے باقی افراد خاص کر خواتین کس مزاج سے تعلق رکھتی ہیں تاکہ شادی کے انتظامات میں وہ ان کی پسند کے مطابق ردوبدل کر دیں۔ میڈیا کو بلانے کا خیال تو انہوں نے دل سے ہی نکال دیا تھا‘ اتنے نازک مزاج لوگ تھے نہ جانے کس بات سے بھڑک اٹھتے۔

✡ ✡ ✡

یہ فرمائش سنتے ہی امرحہ اور سادھنا کا دم سا نکل گیا۔ جورڈن کی ماما کی تنی ہوئی بھنوؤں کو دیکھ کر ہی وہ ڈر گئی تھیں کہاں اب دوسری خواتین سے ملنا۔

”ہم بہانہ کیا کریں گے کہ کیوں آئے ہیں؟“ امرحہ گھبرا گئی۔

”سادھنا! تم کہہ دینا میں جورڈن کو ابٹن لگانے آئی ہوں‘ مارکیٹ سے تھال لیتی جانا‘ بتا دینا شارلٹ میری چھوٹی بہن جیسی ہے ابٹن کی رسم کرنی ہے۔“

سادھنا کا رنگ ابٹن جیسا پیلا ہو لیا۔

امرحہ شلوار قمیص‘ سادھنا ساڑھی میں ”دلہا جورڈن“ کو ابٹن لگانے آگئیں۔

”تمہیں فون کر کے آنا چاہیے تھا جورڈن گھر نہیں ہے۔“ جورڈن کی ماما نے بھنوؤں کی کمانوں میں تیر رکھتے ہوئے کہا۔

”اس رسم میں بنا بتائے آتے ہیں۔“ امرحہ نے مسکرا کر کہا۔ شکر ہے۔ ایسی باتیں گوگل نہیں ہو سکتیں۔

وہ دونوں چھ عدد خواتین کے نرغے میں بیٹھی تھیں کچھ ادھر ادھر ٹہل رہی تھیں۔ امرحہ نے ایک ہی نظر میں اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ سب بہت نازک مزاج اور جدید فیشن کی دلدادہ ہیں۔ ان سب نے ایسے ملبوسات اور زیورات پہن رکھے تھے کہ اگر ان میں سے صرف ایک خاتون کو اٹھا کر بھاگ لیا جاتا اور مارکیٹ میں بیچ دیا جاتا تو ساری عمر پیسے کے پیچھے بھاگنے کی ضرورت نہ رہتی۔ یا امرحہ کے سامنے بیٹھی جورڈن کی آنٹی کا ایک ہاتھ ہی کاٹ کر ساتھ لے جایا جاتا تو بہت ہوتا بلکہ بہت زیادہ ہوتا۔

دن روشن تھا اور وہ سب قلعے نما عمارت کے سامنے دور تک پھیلے لان میں بیٹھے تھے جس میں کئی لمبے لمبے درخت بھی تھے۔ دو مرد اور تین لڑکے درختوں سے ذرا آگے نشانہ بازی کا کھیل کھیل رہے تھے اور کافی ہنگامہ کر رہے تھے۔ امرحہ اور سادھنا کو اٹھنے کی جلدی تھی کہ کہیں دولہا جورڈن ہی نہ آجائے اور انہیں ابٹن کی رسم کرنی ہی پڑے‘ لیکن جورڈن کی ماما نے چائے کا آرڈر دیا تھا اور آرڈر تھا کہ آکر نہیں دے رہا تھا۔

”آنٹی جولیا! اب آپ کی باری۔“ نشانچیوں کے ہجوم میں سے ایک لڑکا آیا اور بندوق آگے کی۔

”میں نے مردوں کو ہرانا چھوڑ دیا ہے رافیل!“ آنٹی جولیا جواہرات سے سجی انگلیوں کو لہرا کر مسکرائیں۔

اسی دوران رافیل کی نظریں سادھنا سے ہو کر امرحہ پر آکر ٹھہر گئیں۔

”یہ کون ہیں؟“ وہ امرحہ کو دیکھے جا رہا تھا۔

"یہ شارلٹ کے گھر سے آئی ہیں کوئی ہندوانی رسم کرنے۔۔۔"

"کیا رسم ہوگئی؟" اس نے بندوق کی نال امرحہ کے کندھے پر رکھ کر پوچھا۔ امرحہ کو اس کی جرات پر حیرت ہوئی۔ وہ مسلسل مسکرا رہا تھا۔

"ہمیں چلنا چاہیے" سادھنا جلدی سے اٹھ کر کھڑی ہوئی۔

"چائے پی کر جانا۔۔۔ بیٹھ جاؤ، تم ہندوستانی لوگوں کو نشست و برخاست کے آداب کب آئیں گے؟" آنٹی جولیا کی آواز ناپسندیدگی کے جذبے سے پر تھی۔

امرحہ نے کندھے پر ٹکی بندوق کی نال کو ہاتھ سے جھٹکا "یہ کن آداب میں سے ہے؟" آنٹی جولیا کا منہ بن گیا، رافیل مزے سے امرحہ کو دیکھتا رہا۔

"رافیل! تم انہیں لے جاؤ ان کی نشانہ بازی دیکھو۔" انداز استہزائیہ تھا، لیکن ہتک سے بھرا۔

"او ہاں۔۔۔" رافیل نے کسی قدر کمینگی سے اپنی ٹھوڑی مسلی۔

"انہیں تو گانا آتا ہوگا یا ناچنا" ایسے کام ان کے مرد کرتے ہیں، یہ تو مردوں کے صرف پیر چھوتی ہیں جھک جھک کر۔۔۔" جورڈن کی ماما کہہ کر دیر تک ہنستی رہیں۔

سادھنا ضبط سے سرخ ہوگئی اگر بات شارلٹ اور لیڈی مہر کی نہ ہوتی تو دونوں اتنا ضبط بالکل نہ کرتیں، سادھنا خاموشی سے دوبارہ بیٹھ گئی۔

"دنیا بھر میں بے حس لوگوں کے انداز اطوار ایک جیسے ہوتے ہیں وہ ہتک کر کے شرمندہ ہوتے ہیں نہ خوف زدہ، انہیں دوسروں کو گراتے رہنے کا مشغلہ محبوب ہوتا ہے۔"

وہ سب ان دونوں کو ہندوستانی سمجھ رہے تھے۔

رافیل نے بلند و بانگ قہقہہ لگایا اور سادھنا اپنی انگلیاں چٹخانے لگی۔ امرحہ کھڑی ہوگئی اور ہاتھ آگے کیا کہ بندوق اسے دے دی جائے۔

"آہاں۔۔۔" وہ مسکرایا یعنی اسے چڑایا۔ بندوق اس کے ہاتھ میں ہی تھی۔ سادھنا اپنی جگہ سے گرتے گرتے بچی۔ "چلو جلدی گھر چلیں" وہ اس کے قریب جلدی سے اٹھ کر آئی۔

"رکو ذرا۔۔۔" امرحہ رافیل کے ساتھ چلنے لگی۔

"یہ پاگل پن ہے۔" ہندی میں سادھنا چلائی۔

"آج یہ پاگل پن ہو جانے دو۔۔۔ دنیا میں کسی بھی انسان کو کسی بھی ہنر یا قابلیت کی بنا پر کسی دوسرے انسان کی بے عزتی کرنے کا کوئی حق نہیں۔"

درختوں سے ذرا اس طرف پانچ بناوٹی کھوکھلے کدو مختلف فاصلوں پر رکھ دیے گئے تھے۔ ایک سے دوسرا دور تھا دوسرے سے تیسرا اور پہلے سے آخری۔۔۔ پہلے رافیل نے نشانے لگائے اور دیکھتے ہی دیکھتے چار کدو ہوا میں منتشر ہوگئے، پانچواں نشانہ چوک چکا تھا پھر بھی وہ سب اس کے لیے تالیاں بجا رہے تھے یعنی پانچواں کدو ذرا مشکل سے ہی منتشر ہوتا تھا۔ اس کا فاصلہ زیادہ اور نشانہ ذرا مشکل تھا۔

"دیکھنا تمہاری کلائی نہ ٹوٹ جائے۔" رافیل نے بندوق اس کے آگے کی۔

وہ سب استہزائیہ ان دونوں کو دیکھ رہے تھے یعنی ان کا خیال تھا کہ وہ سراسر جذباتی ہو رہی ہے۔ ناچ گانے کے علاوہ کیا آتا ہوگا انہیں بھلا۔

امرحہ نے بندوق پکڑی اور پکڑ کر ایسے اس میں کارتوس بھرا کہ رافیل کے ہونٹوں سے مسکراہٹ غائب ہوگئی۔

امرحہ دادا کے ساتھ بلوچستان جاتی رہی تھی نا، دادا کے اس دوست کے گھر میں تین لڑکے اور اس کی ہم عمر چار لڑکیاں تھیں۔ وہ سب رات دن یہی نشانے لگانے کا کھیل کھیلا کرتے تھے۔ دادا کے دوست کو شوق تھا کہ سالانہ مقامی مقابلوں میں ان کے بیٹے اول آئیں اور وہ آتے بھی تھے۔ لڑکے دن رات مشق کیا کرتے تو لڑکیاں بھی کر لیتیں اور جب امرحہ وہاں جاتی تو امرحہ بھی یہی کھیل کھیلتی تھی۔ امرحہ کی ہم عمر لڑکیاں تو اتنی ماہر تھیں کہ اپنے بھائیوں کو ہرا دیتی تھیں۔

بائیں آنکھ بند کر کے، سانس کو اندر گم کر کے، صرف ہدف پر نظر رکھ کے، آنکھ کی پتلی کو ساکت رکھ کر امرحہ نے ٹریگر دبا دیا۔۔۔ اور

سادھنا نے اپنا رکا ہوا سانس چھوڑا' دونوں بند آنکھوں کو کھول کر اسے دیکھا۔

دوسرا کدو پہلے سے زیادہ فاصلے پر تھا وہ بھی منتشر ہوا' تیسرا' چوتھا اور پھر پانچویں کی باری آگئی۔

"مقابلہ برابر نہیں ہونا چاہیے اب۔" سادھنا نے کان میں سرگوشی کی۔

"مقابلہ برابر نہیں ہونا چاہیے۔" اس نے خود سے کہا۔ بلوچستان میں اس نے جتنی بھی مشق کی ہو' وہ ایک ماہر نشانچی نہیں تھی کبھی کبھار وہ لاہور میں پٹھانوں سے بندوق لے کر غباروں پر مشق کرکے اپنا شوق پورا کرلیا کرتی تھی۔ اس نشانے کا لگ جانا قسمت ہوتا' معجزہ ہوتا...

ذرتاش نے کہا تھا "نشانہ بازی میں فاصلہ اتنا اہم نہیں جتنا ارتکاز' ہدف پر ایسے نظر رکھو جیسے پوری دنیا میں وہ ہدف ہی باقی ہے۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں... ہتھیار کو اپنے ارتکاز کے ہم آہنگ کرو۔ اور ٹریگر دبا دو۔"

اور اس نے ٹریگر دبا دیا۔

فاصلہ زیادہ تھا... نشانچی مشتی تھا... مجمع خاسد و متکبر تھا اور پانچواں کدو منتشر تھا۔

امرحہ نے بندوق پر سے دونوں ہاتھ چھوڑ دیے' وہ پٹاخ سے گری اس کی بلا سے بے کار ہو جائے' تب صرف مرد حضرات اور سادھنا نے تالیاں بجائیں۔

رافیل کی شکل دیکھنے لائق تھی۔ اس کے ہم عمر لڑکے نظروں ہی نظروں میں اس کا مذاق اڑا رہے تھے۔ وہ دونوں واپس آگئیں اور اپنے پیچھے سناٹا چھوڑ آئیں۔

"اینٹ کا جواب چمکار۔" سادھنا بہت خوش تھی "تم آریان کی فیورٹ آنٹی ہو۔"

گھر آکر انہوں نے نشانوں والی بات چھپا کر باقی سب بتا دیا۔ امرحہ شاید وہ نشانہ نہ لگاتی اگر سادھنا "کاش یہاں ویرا ہی ہوتی" نہ بڑبڑاتی۔

✡ ✡ ✡

"تم سب یونیورسٹی سے اپنے دوستوں کو بلا سکتی ہو

مہر نے ان سب کو اجازت دی۔

امرحہ نے سائی کو بلایا' ویرا نے کسی کو بھی نہیں این اون نے چند جاپانی دوستوں کو اور عالیان نے کارل کو...

"تمہیں کس نے بتایا کہ کارل بھی آرہا ہے؟؟"

"کارل ایک بورڈ پشت پر لٹکائے گھوم رہا ہے کہ جو اسے اپنا بہترین سوٹ دے گا یا لے کر دے گا وہ اس کے چند اہم کام کردے گا... تم جانتی ہو نا اس کے اہم کاموں کا مطلب؟"

"کوئی بھی اس کی نامعقول حرکتوں سے خوش نہیں' کسی سے سوٹ نہیں ملے گا اسے..."

"کسی سے؟ ویل پیاری ڈی کوئین مانچسٹر ٹاپ بزنس مین کی بیٹی اسے مک لارین میں بٹھا کر لے گئی تھی خریداری کروانے' سنا ہے اسے اپنے سابقہ بوائے فرینڈ کا کوئی حساب برابر کروانا ہے کارل سے..."

شانے اچکا کر ویرا ہنسنے لگی۔

امرحہ ہنس نہ سکی۔ وہ تو یہ بھی چاہتی تھی کہ شادی پر ویرا ابھی نہ ہو' لیکن اس کے چاہنے سے کچھ نہ ہوسکا اور شادی کا روشن نکھرا نکھرا دن سب سمیت آموجود ہوا۔ ہیڈن پارک کی طرز کا پارک تھا جہاں شادی کا انتظام تھا۔ گھاس کا وسعت لیے پھیلا میدان تھا' جھیل تھی' جھیل پر پل تھا' پل کے اس طرف گھاس کے میدان' لمبے لمبے درخت اور پھول تھے' کہیں کہیں پہاڑیوں کے ٹیلے بھی تھے۔ پل کے اس طرف سامنے ایک قدیم طرز کی عمارت تھی جس کے اندر رات کی پارٹی کا انتظام تھا۔

پل کے اس طرف سفید گھوڑے چہل قدمی کررہے تھے اور جابجا پھیلے سوان تھے جو آسمان سے نازل ہوتے دن کو خواب ناک بنارہے تھے۔

پریوں کی شہزادی ماما مہر کی بیٹی کی شادی تھی' انہیں یہی سب چاہیے تھا۔ گلابی پھولوں سے سجے گول چبوترے کے پس منظر میں' جھیل' پل' درخت' ٹیلے' سوان اور گھوڑے تھے اور چبوترے کے سامنے

دو اطراف نشستیں... امرحہ نے گلابی چوڑی دار پر سفید کامدار دوپٹہ لیا تھا' ویرا اور این اون شارلٹ کے ساتھ تھیں وہ باہر آگئی' مہمان آرہے تھے اور تقریب شروع ہونے میں کچھ وقت تھا۔ سفید گھوڑوں اور سوان کو دیکھنے کے لیے وہ پھولوں سے سجے پل سے جھیل کے اس طرف چلی گئی۔ اس طرف سے دھند بہت چھوڑی جارہی تھی تاکہ تقریب کے آغاز سے پہلے قدرتی شکل اختیار کرلے۔

ابھی اس نے پل کے اس طرف پیر رکھا ہی تھا کہ مشین سے مصنوعی دھند کا ایک اور ریلا چھوڑا گیا۔ پہلے ہی اتنی دھند چھوڑی گئی تھی کہ مزید چھوڑدی گئی'

ہاتھ کا پنکھا بناتی وہ دھند ہٹانے لگی کہ اس کا ہاتھ تھپڑ کی صورت انسانی کھال سے ٹکرایا۔

وہ انسانی کھال عالیان کی تھی۔ وہ اس کے عین سامنے کھڑا تھا۔ اس کے گال سے اس کا ہاتھ چھوا تھا۔

اگر ان کے درمیان آنے والے اس پل کو کھینچ کر لمبا کردیا جائے تو اس دوران کچھ یہ ہوا کہ اس نے عالیان کو دیکھا' اس کی سرد مہر' لیکن دنیا میں سب سے خوب صورت آنکھوں میں سے دو آنکھوں کو جن میں دیکھنے کے بعد نہ دیکھنے کا راستہ نہیں ملتا تھا' جن کی چمک چکاچوند میں بھی مدھم نہیں پڑتی' جو بینائی رکھنے کے علاوہ بھی کئی کمالات رکھتی ہیں' جن سے مل کر بچھڑا نہیں جاتا' پھر پیشانی پر گرتے اس کے بھورے بالوں اور ان کے نیچے تنی بھنوؤں کو' پھر چند دنوں کی بڑھی شیو کو اور پھر "عالیان" کو جس کے وجود سے شناسائی کی جھلک ابھر کر معدوم ہوچکی تھی اور اس کے اردگرد پھیلی دھند کو' اس دھند میں دھندلے نظر آتے درختوں' پھولوں' سفید گھوڑوں اور سوان کو...

"ہاں وہ ایک شہزادہ ہی تھا... بلاشبہ۔"

لیکن وہ سنڈریلا نہیں تھی وہ اس کا جوتا لے کر آیا تھا نہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے گھوڑے پر بٹھانے۔

وہ ایک لمحہ تھا... وہاں ایک امرحہ تھی اور ایک عالیان تھا۔

ایک ساحر تھا... اس کا سحر تھا۔

اور ایک باب محبت تھا جسے پڑھ کر بند کیا جاچکا تھا۔

زمین پر بکھیرتی دھند رقص کناں ہونے کے لیے تیار ہوئی اور پھر جھوم کر ان کے قریب آگئی۔ امرحہ نے چاہا کہ وہ دھند کو دونوں ہاتھوں میں سمیٹ کر اس کی آنکھوں میں بھردے کہ وہ کہیں جانے کا راستہ ڈھونڈ نہ پائے اور وہیں کھڑا رہے... پھر کیا حرج تھا اگر قیامت بھی آجائے۔

"اوہ ایم سوری!" اس نے اس سے معذرت کی جبکہ دھند سے شکریہ کہا۔

وہ آگے بڑھنے لگا اور اس کے دوپٹے میں الجھ کر گر گیا دھند میں اسے اس کا سفید دوپٹا کیسے نظر آسکتا تھا۔

"اف... مجھے پھر سے معاف کردو..." دوپٹے کا شکریہ جو ایک بار پھر سے اسے معافی مانگنے کا موقع دیا۔

وہ جھنجلا کر اٹھا اور ایسا کرتے اس کے بال پیشانی پر اور پھیل گئے اور اس پر سے نظریں ہٹانے کے لیے ارادے مضبوط کرنے پڑے۔

"تم اتنا غصہ کیوں کرنے لگے ہو عالیان؟" دوپٹا سنبھالنے کے بجائے اس نے اور پھیلا دیا کہ وہ پھر سے گر جائے۔

"تم اتنا غصہ کیوں دلاتی ہو؟" اس نے غصے سے کہہ کر آگے بڑھ جانا چاہا۔

"سرد ملک میں رہ کر تم اتنی جلدی گرم کیوں ہوجاتے ہو؟" وہ جلدی سے اس کے سامنے آگئی۔ عالیان کے پاس کئی جواب ہوں گے' لیکن اس نے اسے ایک بھی دینا ضروری نہ سمجھا۔

"اگر تم میری تھوڑی سی مدد کردو اور مجھے کسی ایک سفید گھوڑے پر بٹھادو..." چوڑی پاجامہ اونچی ہیل اور کانوں میں بندے پہنے امرحہ وہاں گھوڑے پر بیٹھنے آئی تھی۔

"اگر تم گھوڑے کی لگام پکڑ لوگے تو مجھے گھوڑے سے ڈر نہیں لگے گا۔" وہ اسے بتارہی تھی کہ اس کا' عالیان کا اور گھوڑے کا ایک ساتھ ہونا کس قدر

ضروری ہے۔

"چچ چچ کی شکل بنانا" تاسف سے سر ہلاتا وہ پھر سے آگے جانے لگا۔

"چلو تم گھوڑے پر بیٹھ جاؤ اور میں لگام پکڑ لوں گی۔۔۔ اب خوش۔۔۔ چلو اب مسکرا دو۔۔۔۔۔"

وہ پھر سے اس کے سامنے آئی جلدی سے۔

"ان گھوڑوں پر لگام اور زین نہیں ہے' انہیں تمہاری سواری کے لیے یہاں نہیں لایا گیا۔" وہ جواب دیے بغیر رہ نہیں سکا۔

"اچھا۔۔۔ زین اور لگام کیوں نہیں ہے؟؟"

"وہ تم گھوڑوں سے جا کر پوچھ لو۔"

"چلو ہم دونوں چل کر پوچھ لیتے ہیں' ویسے بھی مجھے گھوڑوں کی زبان نہیں آتی۔"

"تمہیں تو انسانوں کی زبان بھی نہیں آتی۔" اس نے گہرے انداز سے کہا۔

اس کی آنکھوں کی ماند پڑتی چمک سے امرحہ افسردہ ہو گئی۔

"تم پہلے والے عالیان کیوں نہیں بن جاتے؟؟"

"تمہیں خاموش رہنا سیکھنا چاہیے۔۔۔۔ ورنہ دور رہنا۔"

"تم سکھا دو یہ سب۔۔۔۔۔"

"تم تو خود ایک استاد ہو امرحہ' جو سبق تم دیتی ہو' وہ کوئی اور نہیں دے سکتا۔"

"ہو سکتا ہے میرے پلو سے یہ سبق باندھ دیے گئے ہوں۔"

"مجھے یہ سب جاننے میں دلچسپی نہیں۔"

"تمہیں اپنے بال تراشنے چاہیے تھے' تمہارے بالوں کی نوکیں تمہاری آنکھوں کو پریشان کر رہی ہیں۔"

غیر ارادی طور پر اس نے اپنے بال پیشانی سے اٹھائے اور امرحہ مسکرا دی جس پر وہ اور خفا سا ہو گیا۔

"میں نے تو صرف اس لیے کہا کہ تمہارے بالوں سے زیادہ مجھے تمہاری آنکھوں کی فکر ہے۔"

"میں اپنی فکر کرنے کے لیے خود ہی کافی ہوں۔"

اس کی آواز تیز ہو گئی۔

"میں جانتی ہوں۔ تمہیں خود پر ناز ہے۔" امرحہ اس کی تیز آواز سے گھبرا گئی' لیکن کہے بغیر وہ رہ نہیں سکی کیوں کہ وہ بات کو طول دینا چاہتی تھی۔

"ہاں اتنا تو ضرور ہے کہ میں تم جیسا نہیں ہوں۔" امرحہ کی آنکھوں میں ٹھہرے ہوئے انداز میں دیکھ کر اس نے کہا۔

امرحہ کے کانوں میں سائیں سائیں ہونے لگی

"جب تم مشرق کا سفر کرو گے تو تم پر بہت سے راز کھلیں گے۔"

"مجھے ایسے خطے کا سفر نہیں کرنا جہاں رازوں اور روایتوں کا احترام انسانوں سے بڑھ کر کیا جاتا ہے۔"

امرحہ لاجواب ہو گئی وہ آگے بڑھ گیا اور وہ اس کی پشت سے چلائی۔

"جب تم بوڑھے ہو جاؤ گے تو تم ضرور پچھتاؤ گے۔۔۔ تمہیں گھوڑے پر بیٹھنے میں میری مدد کر دینی چاہیے تھی۔"

امرحہ جھیل میں نظر آتے اس کے عکس کو دیکھتی رہی۔ جھیل خوب صورت تھی۔ اس پر تنا آسمان یا اس میں جھلملاتا اس کا عکس۔

اس کی نظروں نے اس کے عکس کے حق میں فیصلہ دیا۔

پل پر سے گزرتے عالیان نے برائے نام گردن موڑ کر اس کی طرف دیکھا اور ایسا کرنے پر اسے افسوس ہوا کیوں کہ اس نے خود کے ساتھ کیے عہد کو توڑ دیا تھا۔

امرحہ اسے جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ ایک پل ان کے درمیان بھی تھا۔ وہ اِس اور اُس طرف تھے۔

اب وہ جہاں ہوا کرتی ہے' وہ وہاں سے چلا جایا کرتا ہے اس نے خود کو اتنا بدل لیا ہے اور اسے اس پر افسوس بھی نہیں۔

امرحہ نے اپنا دوپٹا سنبھالا اور اس طرف آنے لگی

جہاں وہ شخص کھڑا ہوگا جو آج اہتمام سے تیار ہو کر آنا بھول گیا تھا اور جس نے ٹائی باندھنے کا تردد بھی نہیں کیا تھا' جسے تقریب میں آنے کی جلدی نہیں رہی ہوگی اور کان میں سرگوشی کرنے کی بھی۔

"مجھے بتایا جائے کیا دلہن صرف سفید لباس والی ہے... اچھا... اور سفید دوپٹے والی؟"

☆ ☆ ☆

شارلٹ کی شہ بالیاں اس بار صرف دو تھیں' شارلٹ کی دوست اور ویرا۔ امرحہ کو کہا گیا تھا' لیکن اس نے اور سادھنا نے انکار کر دیا' جورڈن کے خاندان کی نازک مزاجی نے انہیں برہم کر دیا تھا۔ انہیں ان سب کی نظروں میں آنے کی خواہش نہیں تھی۔

شارلٹ دلہن بن کر آئی تو امرحہ نے دیکھا کہ دلہن کے بعد سب نے جس چہرے کو دیر تک دیکھا' وہ ویرا کا تھا' اس نے ہلکا ارغوانی آف شولڈر فراک پہنا تھا اور وہ اتنی خوب صورت لگ رہی تھی کہ اگر بلیک آؤٹ کے دنوں میں اسے کسی عمارت کی چوٹی پر بٹھا دیا جاتا تو وہ آدھے شہر کو اپنے حسن کی چکاچوند سے منور کر دیتی۔

"ویرا نے اتنی خوب صورتی کا کیا کرنا ہے؟" امرحہ نے دیکھا کہ دور کھڑے عالیان نے بھی ویرا کو دیکھا اور امرحہ یہ سوچے بنا رہ نہیں سکی۔

"اگر ویرا صحرائے گوبی کی طرف کا سفر اختیار کر لے اور صحرا میں بھٹک جائے اور پیاسی... پیاسی..." امرحہ ایسے یہ بددعا دیے بغیر نہیں رہ سکی' وہ یہ کرنے پر مجبور تھی۔

دو خاندان ایک جگہ موجود ہو کر بھی کیسے الگ الگ رہتے ہیں یہ شارلٹ اور جورڈن کی شادی میں دیکھا جا سکتا تھا۔ تناؤ موجود تھا اور خوشی کے بجائے گھبراہٹ ہو رہی تھی' وہ سب آپس میں دھیمی آوازوں میں باتیں کر رہے تھے اور مسکرانے میں اس قدر کنجوسی کر رہے تھے کہ کہیں ان کی مسکراہٹوں کا غلط مطلب نہ نکال لیا جائے۔ ان کے بیش قیمت لباس' زیورات ان کے ہاتھوں کی حرکات' ان کے لبوں کا وا ہونا کچھ ایسا تھا کہ سانس گھٹنے لگتا۔ وہ ایک شادی میں شریک ہونے سے زیادہ کسی نیلامی میں شریک ہوئے لگتے تھے جہاں وہ اپنے رتبے کی بولی سننے آئے ہوں۔

شادی کی رسم شروع ہوگئی اور جب انگوٹھی پہنانے کی باری آئی اور دولہا نے اپنے شہ بالے کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ انگوٹھی اسے دی جائے تو شہ بالے نے اپنی جیبیں ٹٹولنی شروع کر دیں۔

"انگوٹھی تو نہیں ہے۔" رافیل نے ہاتھ اٹھا دیے۔

"تم دیکھو' شاید تمہارے پاس ہو۔" اس نے دوسرے شہ بالے سے کہا۔

اس نے بھی اپنی جیبیں ٹٹولیں اور ہاتھ اٹھا دیے۔

"میرے پاس بھی نہیں ہے۔"

دونوں نے یہ حرکت کرتے کافی وقت لیا تھا' پادری بے زاری سے انہیں دیکھ رہے تھے۔

"تم دیکھو' شاید تمہارے پاس ہو؟" دوسرے شہ بالے نے تیسرے سے کہا۔

تیسرے نے بھی خود کو ٹٹولا اور اس بار جورڈن کے انکل سے کہا۔

"آپ کے پاس تو نہیں انکل...! میرے پاس بھی نہیں ہے۔"

انکل نے بھی اپنا کوٹ کھنگالا اور ساتھ بیٹھی آنٹی جولیا سے یہی کہا۔ آنٹی جولیا نے اپنا پاؤچ اور ہاتھوں کی انگوٹھیاں دیکھیں اور اگلی خاتون سے کہا "آپ کے پاس ہو شاید" اگلی خاتون نے بھی کم و بیش یہی کہا اور اپنے سے اگلے کی طرف اشارہ کر دیا۔ آگے سے آگے... قطار در قطار وہ اپنے سے آگے بیٹھے کو اشارے کرنے لگے۔

پادری صاحب حد سے زیادہ بے زار ہو چکے تھے' دلہن رو دینے کو ہو رہی تھی۔ لیڈی مہر اپنی نم آنکھیں چھپا رہی تھیں۔

"یہ لوگ واقعی شارلٹ کو پسند نہیں کرتے۔"

آدھ گھنٹے سے زیادہ وقت گزر چکا تھا۔ ان کی

تلاشیاں ہی ختم ہونے میں نہیں آرہی تھیں اور پھر آخر کار جب ان کے ایک ایک بوڑھے 'عورت' مرد' لڑکے' لڑکی اور بچے نے خود کو کھنگال ڈالا اور کوئی ایک بھی نہ بچا تو وہ.....

"انگوٹھی نہیں ہے..... یہ شادی نہیں ہوسکتی۔" وہ یک آواز چلائے۔

سکوت چھا گیا..... تناؤ اور بوجھل پن اور بڑھ گیا۔

شہ بالے رافیل نے چھینک ماری اور انگوٹھی اس کے منہ سے نکل کر باہر گری اسے اٹھا کر اس نے دولہا کو دی۔

شادی کی رسم ہوگئی۔ لیڈی مہر کے چہرے کے سارے رنگ اڑتے ہی رہے۔

شادی میں ہنسی مذاق' شرارت معمول کا حصہ ہیں' لیکن اس مذاق پر ہتک غالب تھی۔ انہیں شارلٹ کے ساتھ یہ سلوک پسند نہیں آیا تھا۔ عالیان انہیں لے کر ذرا دور چلا گیا اور جب واپس لایا تو وہ مسکرا رہی تھیں۔

رات کی تقریب قلعے کے اندر وسیع ہال میں تھی جسے سفید اور بنفشی رنگوں کے امتزاج سے خواب ناک بنایا گیا تھا' جیسے کسی قدیم شہزادی کی خوشیوں کے نام جام لہرائے جا رہے ہوں۔ کارل اور عالیان شادی کی تقریب کے دوران سے ہی غائب تھے۔ اسے ان دونوں کے غائب ہوجانے کی سمجھ نہیں آئی' بلکہ کارل تو ایسے تیار ہو کر آیا تھا جیسے اسی کی شادی ہو۔ امرحہ کو کارل کے جانے کی خوشی تھی۔ اس نے سادھنا اور این لون کے ساتھ انگلش طرز پر گول گول گھومنے کی کوشش بھی کی تھی۔

ابھی کیک نہیں کاٹا گیا تھا۔ شارلٹ کافی مرجھائی ہوئی سی لگ رہی تھی۔ بہرحال کیک کی ٹرالی لائی گئی اور اس سے پہلے کہ وہ دونوں کیک کاٹتے' ہال کا دروازہ دہشت ناک انداز سے کھلا اور ایک پاگل دیوانہ شخص بھاگتا ہوا شارلٹ کی طرف آیا' جسے دیکھتے ہی شارلٹ نے چیخ ماری اور اتنی شدت سے ماری کہ ہال کا ماحول جامد ہوگیا اور سب اسے دیکھنے لگے اور ٹھیک اسی دوران اس پاگل نے سر سے ہاتھ اوپر اٹھا کر پسٹل سے فائر کیا۔

"فریز..... کسی نے بال برابر بھی جنبش کی تو میں اسے گولی ماردوں گا۔" فائر کی آواز سے سہم کر چیخوں سے گونجتا ہال سناٹے سے بھر گیا۔

"تم میرے ساتھ یہ کیسے کرسکتی ہو شارلٹ؟" وہ چلایا اور پسٹل کا رخ جورڈن کی طرف کردیا۔ "تم شادی کر رہی ہو..... تم شارلٹ..... تم..... یہ سب....."

شارلٹ بری طرح سے سہم گئی اور جورڈن تو تھا ہی ایکٹر وہ ایسے سہما کہ ذرا دور کھڑی اس کی ماں سے دل کا دورہ چند انچ کے فاصلے سے گزرا.....

"یہ پاگل خانے سے کیسے بھاگا۔" ہال میں سے کسی کی آواز ابھری اور وہ خود بھی..... وہ سائی تھا جو اس پاگل کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"اپنی جگہ پر واپس چلے جاؤ ورنہ مجھے اپنے اس ہاتھ کی انگلی کو زحمت دینی پڑے گی۔" اس نے شرٹ کے اندر سے دوسرا پسٹل والا ہاتھ نکال کر اور اس کی طرف تان کر کہا' پہلا پسٹل بدستور جورڈن پر تنا تھا۔

"چلے جاؤ یہاں سے میک!" سائی قریب جاتے چلایا۔

امرحہ نے حیرت سے سائی کو دیکھا بھلا اس کا کیا کام' یہ تو شارلٹ کو جانتا بھی نہیں تھا اور اس پاگل نے اپنی انگلی کو زحمت دے دی اور فائر کردیا۔ گولی سائی کے بازو میں لگی اور خون کی دھار اس کے بدن سے پھوٹی وہ وہیں گر گیا۔

"سائی!" امرحہ نے چیخ ماردی اور اس کی طرف لپکنے لگی کہ ویرا نے اس کا ہاتھ سختی سے پکڑ لیا۔

"ہمیشہ گڑبڑ کرتی ہو' بیٹھ جاؤ ورنہ تمہیں تو وہ شوق سے گولی مارے گا۔" ویرا نے ایک ہاتھ اس کی کمر میں دیا اور ایک اس کے منہ پر رکھا اور اس کے کان میں کہا۔

"میں نے کہا نا کوئی اپنی جگہ سے نہیں ہلے گا۔" وہ حلق کے بل دھاڑا۔

اس کا حلیہ ہی ایسا تھا کہ ہال میں سب دبک گئے... سکوت چھا گیا۔

ذرا دور سے ایمبولینس کے سائرن کی آوازیں آنے لگیں اور پولیس موبائل کی بھی... یعنی ان کے بچاؤ کے لیے لوگ آرہے تھے۔ جلد ہی شارلٹ کے سابقہ پاگل عاشق کو پکڑ کرلے جائیں گے۔

"تم تو مجھ سے پیار کرتی تھیں شارلٹ اور شادی... شادی... وہ کس سے کررہی ہو؟" پسٹل کا رخ جورڈن کی طرف رکھ کر وہ اچھل اچھل کر چلایا' اتنی اونچی آواز میں کہ ان کے کانوں کے پردے ہل گئے اور خوف سے آنکھیں بند کرلینے کو جی چاہا۔

"سائی!" امرحہ اس دوران سسک رہی تھی۔

"میری جگہ تم کسی اور کو لے آئیں۔" اس نے قہقہہ لگایا۔

"ٹھیک ہے میں اپنی جگہ خالی کروالیتا ہوں۔" اس نے جورڈن کی کنپٹی پر پسٹل رکھی۔ جورڈن کی ماما اور چند دوسری خواتین کی چیخیں نکل گئیں جس کے جواب میں اس پاگل نے پسٹل کا رخ ان کی طرف کرکے ہوائی فائر کردیا۔

"کوئی آواز نہیں..." وہیں ان کی آواز بند بلکہ گم سی ہوگئی۔

"چلو شارلٹ میرے ساتھ..."

"میری شادی ہوچکی ہے میک...! جورڈن میرا شوہر ہے۔"

"جورڈن تمہارا شوہر تھا... یہ ابھی مردہ ہونے جارہا ہے۔" اس نے تھا کو لمبا کھینچ کر کہا۔

"مجھے تم سے نفرت ہے... میں تمہارے جیسے پاگل انسان کے ساتھ ایک منٹ کے لیے نہیں رہ سکتی... سائیکو... نفرت ہے مجھے تم سے۔"

"مجھے اس سے نفرت ہے میں ایک اور منٹ اسے زندہ نہیں چھوڑ سکتا۔"

ہال کے اندر بھاگتے ہوئے تین چار لوگ آئے' حلیے سے وہ اسپتال کے ملازم لگتے تھے اور پاگلوں کا پاگل نظر آتا ایک ڈاکٹر جس کی آنکھوں پر بہت بڑا چشمہ تھا۔

"میک۔ چھوڑ دو اسے۔ ہمارے ساتھ واپس چلو۔" ڈاکٹر ذرا دور سے محتاط انداز میں چلایا۔ ہال والوں کی نظریں اب ڈاکٹر پر تھیں۔

"مجھے پاگل سمجھا ہے کیا؟" اس نے جنونی قہقہہ لگا لیا اور پسٹل کا رخ ڈاکٹر کی طرف کردیا۔ "حساب کتاب تو تم سے بھی باقی ہیں میرے۔"

"تم یہ نہیں کرسکتے۔" میک یعنی پاگل کو اور بھڑکایا۔

"میں یہ ضرور کروں گا۔" اچھل اچھل کر وہ چلانے لگا۔ اسے دیکھ دیکھ کر خوف اور بڑھنے لگا اور اس وقت خوف سے دم ہی نکل گیا' جب ڈاکٹر نے اچھلتے میک کو غافل سمجھ کر اس پر قابو پانے کے لیے ایک دم سے حملہ کردیا۔ حملے کی صورت دو فائر فوری ہوئے ہال خواتین کی چیخوں سے گونج اٹھا جن میں سب سے نمایاں چیخ جورڈن کی ماما کی تھی۔ فائر کے ساتھ ہی ہال کی لائٹس بجھ گئیں۔ لوگوں کے اٹھنے' گرنے' بھاگنے کی آوازیں بھی آئیں اور جورڈن کے کراہنے اور ماما جورڈن کے چلانے کی بھی۔

ایک منٹ سے بھی کم وقت میں یہ ہوا۔ اتنی چیخ و پکار پر بھی لائٹس آن نہ کی گئی اور جب لائٹس آن ہوئیں تو کیک کے پاس نہ مردہ دولہا تھا نہ دلہن' اور اس کا پاگل خانے سے بھاگا بوائے فرینڈ اور نہ ہی اس پاگل کا ڈاکٹر۔

وہ سب غائب تھے۔ وہ سب کہاں تھے۔ ہال میں نظریں گردش کررہی تھیں۔

ہال میں آرکسٹرا نے دھن چھیڑی اور اونچی چھت تلے بنے۔ وسیع گول دائرے نما اندھیرے ڈانس فلور پر اسپاٹ لائٹ روشن ہوئی اور روشنی چلتی چلتی ایک جگہ پر آکر رک گئی' دولہا اور دلہن پر۔ جورڈن نے ہاتھ اوپر اٹھایا جسے دلہن نے تھام لیا اور گول گول گھومنے لگی۔

دوسری اسپاٹ لائٹ چلتی دو اور لوگوں پر آکر رک گئی۔ پاگل کارل اور ڈاکٹر عالیان پر۔ انہوں نے سر کو جھکا کر داد لینی چاہی اور دولہا' دلہن کی نقل اتارتے گول گول گھومنے لگے۔ رکے ہوئے سانس 'تنفر سے بحال کیے گئے۔ انہیں گمان تک نہیں ہوا تھا کہ یہ کیا ہوا ہے۔

دلہن والوں اور دلہا کے صرف مردوں نے کھڑے ہو کر تالیاں بجا بجا کر ہال سر پر اٹھالیا۔ کارل اور عالیان کے ویڈنگ پرانک (مذاق) نے میدان مار لیا تھا۔ کچھ کو تو مار ہی ڈالا تھا۔

امرحہ بھی کھڑے ہو کر تالیاں بجارہی تھی آج اسے کارل اچھا لگا تھا۔ ویرا نے اس کے کان میں سب بتادیا تھا صرف چند گھنٹوں میں سب پلان کیا گیا تھا' شارلٹ اور جورڈن بھی ان کے ساتھ تھے۔ کارل اور عالیان کا گیٹ اپ ایسا تھا کہ امرحہ نے انہیں بہت دیر میں پہچانا۔ ان کی پرفارمنس لاجواب تھی۔ پاگلوں سے بڑھ کر کارل پاگل لگ رہا تھا۔

تو اسی لیے ہر چار میں سے تیسرے کو کارل ہونا چاہیے۔ ہر تین میں سے دوسرے کو اور ہر دو میں سے پہلے میں تھوڑا کارل ضرور ہونا چاہیے۔ کیونکہ کبھی کبھی یہ بہت ضروری ہو۔

☼ ☼ ☼

"مجھے اچھا لگا امرحہ نے میرے لیے اتنی دردناک چیخ ماری۔"

"مجھے تو یہ لگنے لگا تھا کہ پرانک ،مذاق الٹا ہمارے گلے ہی پڑجائے گا۔ خواتین کی چیخوں کی حالت کچھ ٹھیک نہیں تھی۔"

"میں دیکھ رہا ہوں کہ بات بدلنے میں تم کافی ماہر ہوچکے ہو۔"

"تمہیں ایسی بات نہیں کرنی چاہیے کہ مجھے بات بدلنی پڑے یا جس کا میں جواب دینا نہ چاہوں۔"

"عالیان! میں اچھا برا سب سنتا ہوں لیکن صرف وہ کہنے کی کوشش کرتا ہوں جو ٹھیک ہو۔ میری بات غور سے سنو عالیان! اگر میری جگہ کوئی تمہیں لگتی تو تم دیکھتے کہ ہال امرحہ کی چیخوں سے گونج اٹھتا اور تم یہ بھی دیکھتے کہ۔"

"یہ تمہارا وہم ہے۔ مجھے ایسی کوئی خوش فہمی نہیں نہ پالنی ہے مجھے۔"

"تم سائی پر وہم کا الزام نہیں لگاسکتے۔"

"ٹھیک ہے لیکن اب میں اس سے آگے نکل آیا ہوں۔"

"پلٹ کر دیکھو' کسے پیچھے چھوڑ آئے ہو۔ اور یاد رکھنا ہمیں صرف یہ گمان ہی ہوتا ہے کہ ہم آگے بڑھ آئے ہیں۔ صرف گمان۔ میں چاہتا ہوں اس گمان کے غلط ثابت ہونے سے پہلے تم خود ہی اسے غلط ثابت کردو۔"

"سائی ہم خود کو کتنی بھی بلندی پر کھڑا کرلیں 'کچھ لوگوں کے لیے ہم ہمیشہ پستیوں کے پاس ہی رہتے ہیں' ان دیکھے سیاہ دائرے جو ہمارے گرد کھینچ دیے جاتے ہیں ہمیں نظر آئیں نہ آئیں ان لوگوں کی نظروں سے اوجھل نہیں ہوتے۔"

"میں اختلاف نہیں کروں گا تم سے۔"

"تم میں یہ خوبی ہے سائی کہ تم ہر بات کو جلد سمجھ جاتے ہو۔"

"عالیان میں بات کو نہیں 'جس حالت میں وہ بات کی جاتی ہے بس اسے سمجھ جاتا ہوں۔ اور تم سے بھی یہی کہوں گا اس حالت کو سمجھنے کی کوشش کیا کرو جس میں ناپسندیدہ باتیں کی جاتی ہیں۔"

"میرا خیال ہے ہمیں سب چھوڑ دینا چاہیے اور پرسکون ہوجانا چاہیے۔ کیا تم مجھے اجازت دو گے کہ میں کوئی اور بات کروں؟"

سائی نے ٹھنڈا سانس لیا۔ "تم چاہتے ہو تو ٹھیک ہے۔ کرو کوئی اور بات۔"

"کیا تم نے کبھی کسی کا انتظار کیا ہے کہ وہ تمہارے پاس آئے اور تم اسے سنو۔"

"بہت سے ہیں اور ان میں سے ایک کارل ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں وہ کبھی میرے پاس نہیں آئے

گا۔"

"ہاں وہ کبھی نہیں آئے گا وہ خود پر یہ نوبت ہی نہیں لائے گا' جانتے ہو وہ اپنا اتنا بڑا مداح ہے کہ اپنے کمرے میں لگے شیطان کے پوسٹر کے پاس کھڑا ہو کر کہہ رہا تھا۔ "کارل کے بعد میں تمہاری ذہانت کا مداح ہوں۔"

"شیطان کہتا ہو گا" خود سے پہلے میں بھی تمہارا ہی مداح ہوں جناب کارل!" کہہ کر سائی اور عالیان دیر تک بچوں کی طرح ہنستے رہے۔

جناب کارل کہیں اور دل ہی دل میں قہقہے لگا رہے تھے۔

"این! تم بیٹھے بیٹھے اتنی موٹی کیسے ہو گئیں؟" ایک دم سے اسے سائیکل وزنی لگنے لگی تھی۔

"موٹی نہیں موٹا۔" نیلی آنکھوں کو مٹکا کر وہ مسکرایا۔

اپنے خدشے کے سچ ہو جانے کے خوف سے اس نے گردن موڑ کر دیکھا۔ اس کے پیچھے کارل بیٹھا تھا اور این ذرا دور کھڑی دانت نکال رہی تھی۔

"کیا ہوا امرحہ چلاؤ نا سائیکل۔"

کھڑے ہو کر اس نے سائیکل کو جھٹکا دیا کہ وہ گر جائے بھلا وہ کوئی عالیان تھا جو جھٹ سے گر جاتا۔ وہ آرام سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"اگر تم مجھے اپنی سائیکل کے پیچھے بٹھا لو تو میں اس وقت تک بیٹھا رہ سکتا ہوں جب تک پاکستان نہ آ جائے۔ حتیٰ کہ چاند تک لے جانا چاہو تو بھی۔"

"میں تمہیں اس وقت تک ضرور بٹھائے رکھ سکتی ہوں جب تک جہنم نہ آ جائے۔"

"ٹھیک ہے اپنے ٹھکانے تک لے چلو۔ آگے جنت تک میں پیدل چلا جاؤں گا۔"

امرحہ پیدل ہی سائیکل لے کر آگے آگے چلنے لگی اس کے ہوتے وہ اسے چلانے کی غلطی نہیں کرنا چاہتی تھی کہ اسے ایسے گرا دے کہ وہ بستر سے ہی نہ اٹھ پائے۔

"میں دیکھ رہا ہوں کہ تم سائیکل اچھی چلا لیتی ہو۔ ایک ریس ہو جائے؟"

امرحہ کو اس کی بات پر ہنسی آئی لیکن وہ ہنسی نہیں سنجیدگی سے آگے آگے چلتی رہی وہ ساتھ آنے سے باز نہ رہا۔

"تم مجھے نظر انداز کر رہی ہو۔ چلو میں تمہاری اس حرکت کو نظر انداز کرتا ہوں۔ سنو چند سالوں بعد میں میئر بن جاؤں گا پھر بہت جلد ہی وزیر اعظم' پھر میرا ارادہ تیسری عالمی جنگ شروع کروانے کا ہے تاکہ تم جیسے بے کار اور ڈرپوک لوگ ختم ہو جائیں' تم سمجھ ہی رہی ہو گی کہ میں کیا کہنا چاہ رہا ہوں کہ مجھ جیسی عالمی شخصیت جس پر کئی ہزار کتابیں لکھی جا رہی ہوں گی۔"

"اور جو کئی ملکوں کی پولیس اور فوج کو مطلوب ہو گا۔" امرحہ نے معصومیت سے اس کی بات مکمل کی۔

"تمہیں مجھے ٹوکنا نہیں چاہیے تھا لیکن میں تمہیں اس حرکت پر معاف کرتا ہوں۔ تو مجھ جیسی بے مثال شخصیت سے ہار جانا بھی بہت زیادہ قابل فخر ہو گا۔"

"سوری میں تم اس فخر کو حاصل کرنے کا اعزاز دوسروں کو کیوں نہیں دیتے۔"

"میں اپنے مقابلے میں عام لوگوں کو نہیں لاتا' اس پر خوش ہو جاؤ کہ تم خاص ہو۔"

"تم اور عالیان ایک ریس کیوں نہیں لگاتے۔ میں عالیان پر بیٹ لگانا چاہتی ہوں۔"

"تم عالیان کی سپورٹر ہو۔ آئی سی۔"

"بالکل۔"

"ہمیشہ بھی۔؟"

"ہمیشہ رہوں گی۔"

"بے چارا عالیان۔"

"دی گریٹ عالیان۔" اس نے گردن کو فخریہ اٹھا کر کہا کہ کارل دیکھتا ہی رہ گیا۔

"میں تمہیں بتادوں کہ میں اس سے حسد رکھتا ہوں نہ اسے ہرانے کی خواہش، میں اسے کئی بار ہرا چکا ہوں۔ اگر تم نے مجھے ہرادیا تو میں تم دونوں کی دوستی کرواسکتا ہوں۔ یہ میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ تمہیں میری قابلیت پر شک نہیں ہونا چاہیے۔"

"اس سے دوستی کرنے کے لیے مجھے تمہاری مدد نہیں لینی چاہیے۔ یہ میرے دماغ کے بائیں حصے کا مشورہ ہے۔ مجھے اس بائیں حصے کے مشورے پر شک نہیں کرنا چاہیے۔"

"ریس تو ہوگی امرحہ۔ ورنہ تمہاری بہت بے عزتی ہوگی۔"

"دیکھتے رہو خواب۔" وہ سائیکل لے کر چلی گئی۔

☼ ☼ ☼

دادا آج کل بہت خوش رہتے تھے جیسے وہ مل گیا ہو جس کی تلاش ہو۔ وہ پوچھتی تو ہنس کر خاموش ہوجاتے۔ ان کے ایسے انداز کے بعد اسے بے سکونی سی رہتی، وہ کلاس میں توجہ سے لیکچر سن پاتی نہ اسٹور پر ٹھیک سے کام ہوپاتا، دادا کے رویے اسے سہما دیتے، اتنا کہ وہ بزنس ڈیپارٹمنٹ کی طرف جاتے جاتے پلٹ آتی۔

"میں کئی بار مل چکا ہوں اس سے، اور میں بتا نہیں سکتا کہ میں کس قدر خوش ہوں، میں اسے "تقریباً" ہر طرح سے آزما چکا ہوں، ابھی میں نے گھر میں بات نہیں کی۔"

اسے پہلی بار دادا کی آواز بھدی لگی اور الفاظ بدنما۔

"آپ کو مجھ سے ایسی باتیں نہیں کرنی چاہئیں دادا۔" وہ بہت مشکل سے یہ کہہ پائی۔

وہ حیران ہوئے "تم شرمارہی ہو تو نہیں کرتا۔"

"بالکل نہیں، بس مجھے تعلیم مکمل کرنے دیں۔"

"شادی تمہاری ڈگری کے بعد ہی ہوگی امرحہ۔"

"میری شادی نہیں ہوگی، مجھے شادی نہیں کرنی۔"

"شہریار بہت روشن خیال اور۔"

"وہ ورلڈ بینک کا صدر اور کسی یونیورسٹی کا چانسلر ہی کیوں نہ ہو۔"

"تو تم فیصلے کا اختیار اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتی ہو؟" دادا کا انداز ایسے سنجیدہ ہوگیا کہ پہلے کبھی نہیں ہوا ہوگا۔

دونوں کے درمیان سکوت چھا گیا جس سے دادا کے خدشات کی تصدیق ہوئی۔

"ٹھیک ہے، لیکن مجھے تم سے یہ توقع نہیں تھی۔"

"میں صرف ہاں ناں کا اختیار استعمال کررہی ہوں۔"

"میں تمہاری ناں سے بھی واقف ہوں اور ہاں سے بھی انجان نہیں، مجھے پاگل مت بناؤ۔"

"تو آپ چاہتے ہیں، میں خود کو پاگل کرلوں۔" وہ چیخ کر بولی۔

ایک بار پھر سکوت دونوں کے درمیان تن گیا۔ دادا اس کے انداز پر دنگ رہ گئے۔

"کون ہے وہ امرحہ۔ پاکستانی، امریکی، مصری، روسی، برطانوی کون ہے وہ؟ مسلم۔ غیر مسلم۔ جو کوئی بھی ہے مجھے بتانے لگو تو اس کا حسب نسب ہاتھ میں رکھ کر بیٹھنا، تمہیں ملک سے باہر پڑھنے کی اجازت دی تھی، بغاوت کی نہیں، جانتی ہو نا تم سے متعلق سب مجھ سے سوال کرتے ہیں یہ بھی جان لو تم سے پہلے انگلیاں مجھ پر اٹھیں گی۔" دادا کا انداز بھی تیز تھا اور آواز بھی۔

"آپ غلط سمجھ رہے ہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" وہ اندر ہی اندر چیخ کر ٹوٹ گئی۔

"ڈگری لے لو پھر بات کرتے ہیں۔" دادا نے مزید اسے سننا گوارا ہی نہ کیا۔

"حسب نسب ہاتھ میں لے کر بیٹھنا" کتنے ہی دن کتنی ہی بار اس نے سر کو جھٹکا، لیکن وہ اس فقرے کی گونج سے جان نہیں چھڑا سکی اس کے دل پر اس پہاڑ کا بوجھ آگرا جسے کبھی سر نہ کیا جاسکا ہو۔ یونی میں وہ عالیان کے راستے کی طرف جاتی اور پلٹ آتی۔

"کیا فائدہ؟" خود سے کہتی بھی اور پوچھتی بھی۔

سمسٹر ختم ہونے کو تھا لیکن زندگی تو ختم نہیں ہو رہی تھی نا۔ اور پھر ایسے لوگوں کی زندگی ویسے بھی بہت لمبی ہو جاتی ہے جو من چاہے راستوں کی طرف جاتے بھی ہوں اور پلٹ آنے پر بھی مجبور ہوں۔ وہی لوگ جو بے اختیار ہو کر جاتے ہیں اور کسی اختیار والے کے خوف سے لوٹ آتے ہیں۔ سفر شروع کرتے ہیں نہ ختم۔ پابند رہتے ہیں نہ آزاد۔

اس نے سیف روم میں جا کر کئی نوٹ دیواروں سے چپکا دیے۔

"کاش اللہ انسان کی عظمت اور پستی اس کی پیشانی پر کندہ کر دے "یہ میرا بندہ ہے۔" "یہ میرا بندہ نہیں ہے۔" پھر حسب نسب، خاندان، ذات، مذہب پر سوال نہ اٹھیں۔"

وہ کالی سیاہی سے سنہری حروف لکھتی جاتی۔

"مجھے افسوس رہے گا کہ کائنات کی بہترین چیز اٹھا لینے کا اختیار میری ہتھیلیوں کو نہیں دیا گیا پھر اس نے یہ بھی لکھا کہ "لاچاری اور بے بسی اپنے عروج پر ہے، میں اپنی آنکھوں کو مائل ہونے اور کانوں کو متوجہ ہونے سے روکنے سے معذور ہوں۔ سمعی اور بصری حسیں میرے اختیار سے پہلے نکلیں اور پھر مجھے یاد نہ رہا کہ کبھی یہ میرے حلقہ اختیار میں بھی تھیں، میں دنیا میں کسی بھی انسان کو ٹھیک ٹھیک یہ سمجھا نہیں سکوں گی کہ اپنی ہی چیزوں کا اپنے اختیار سے نکل جانا کب ہونا شروع ہوتا ہے اور پھر اسے ختم کر دینا ناممکنات میں سے ایک ہو جاتا ہے، میں ایک کمزور انسان ہوں ناممکنات کی طرف پیش قدمی کیسے کروں؟ مجھے رک جانے کا عندیہ نہ دیا جائے۔ مجھے چلتے رہنے کی نوید سنا دی جائے۔ کوئی سجدوں میں سر جھکائے اور صرف میرے لیے ہاتھ اٹھائے۔ میں یہاں وہاں پابند ہوں وہ مجھے آزاد کروا لے جائے۔"

☆ ☆ ☆

"میری ایک چھوٹی بہن ہے فیشن ڈیزائننگ پڑھ رہی ہے ماسکو میں، اور چھوٹا بھائی نیویارک فلم اکیڈمی کا اسٹوڈنٹ ہے۔ ماما پاپا دونوں ریسٹورنٹ دیکھتے ہیں میں نے اپنے ریسٹورنٹ میں بہت کام کیا ہے ان فیکٹ پاپا نے مجھ سے بہت کام لیا ہے۔ وہ خود بھی بہت بہت کام کرتے ہیں اگر تم ہمارے ریسٹورنٹ آؤ تو تم کسی بھی چیز کا اچھی طرح سے مشاہدہ کرنے کے بعد بھی یہ معلوم نہیں کر سکو گے کہ وہ کتنی پرانی ہے اور کتنے عرصے سے وہاں زیر استعمال ہے۔"

"یعنی تمہارے پاپا چیزوں کو سنبھالتے نہیں ان سے پیار کرتے ہیں؟"

"ہاں بالکل۔ ویسے وہ تم سے مل کر بہت خوش ہوں گے۔"

"واقعی؟"

"ہاں! وہ کہتے ہیں اچھے انسان کا دنیا میں موجود ہونا قدرت کی طرف سے انعام ہوتا ہے۔"

"میں اچھا انسان ہوں؟" عالیان گھاس پر نرمی سے ہاتھ پھیر رہا تھا اور یہ سوال کرتے اس کے ہاتھ رک گئے۔

"بالکل۔" ویرا نے سر کو خم دے کر مسکرا کر کہا۔

"تمہیں کیسا پتا؟"

"اچھے انسان کے بارے میں پتا کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی، اپنی اچھائیوں کے سارے پتے وہ اپنی ذات میں رکھتا ہے۔"

"اگر میں اچھا ہوں تو ماما کی وجہ سے۔"

"تم یہ کیوں نہیں مانتے کہ تم اپنی وجہ سے اچھے ہو؟"

"کیونکہ میں نہیں ہوں۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ مستقبل میں تمہارا ہوٹل کھولنے کا ارادہ ہے؟"

"ابھی اس کے بارے میں میں نے نہیں سوچا۔ ڈگری کے بعد میں دنیا گھومنے کا ارادہ رکھتی ہوں، جب سے پیدا ہوئی ہوں، پڑھ ہی رہی ہوں، اچھا کیا میں تمہیں وہ باتیں بتا سکتی ہوں جو مجھے تم میں اچھی لگتی ہیں؟"

"نہیں۔"

"میں پھر بھی بتاؤں گی اور اس سے پہلے یہ بتانا چاہوں گی کہ جب میں نے تمہیں پہلی بار دیکھا تھا تو تم ڈیپارٹمنٹ کے کسی اسٹوڈنٹ کے ساتھ آنکھیں بھینگی کرنے کی مشق کررہے تھے' پھر تم دونوں زبان کو تھوڑی سے لگانے لگے' آئی مسٹ سے تمہاری زبان بہت لمبی ہے پھر تم دونوں نے کانوں کو پھڑپھڑانا شروع کردیا' میں نے اپنی کلاس فیلو سے پوچھا کیا اسپیشل لوگ بھی یہاں پڑھتے ہیں تو اس نے ہنس کر آنکھ مار کر تمہاری طرف دیکھ کر کہا "یہ تو واقعی اسپیشل ہے۔"

ہاہاہا۔ "اچھا؟"

"ہاں' اور جب کلاس میں سب اپنا تعارف کروا رہے تھے تو مجھ سے اگلی رو میں بیٹھے تم ایک ایسے پھول کی پتیاں بنا رہے تھے جو تخیل میں تو ہو سکتا ہے زمین پر نہیں۔"

"تو یہ اچھی بات ہے؟"

"ہاں' کیونکہ تم ان چیزوں کے بارے میں بھی سوچتے ہو جو سرے سے موجود ہی نہیں ہیں تو تم ان کے بارے میں کتنا سوچتے ہو گے جو موجود ہیں۔ تم انجان رہنے والوں میں سے نہیں ہو۔"

"اپنے بارے میں جان کر اچھا لگا ویرا۔ تم ایک سمجھ دار لڑکی ہو۔" عالیان مسکرا دیا۔

"تم ایک اچھی لڑکی ہو۔" "اگر تم یہ کہتے تو مجھے اچھا لگتا۔"

"تم ایک اچھی لڑکی ہو۔"

"ہاں' اب ٹھیک ہے۔"

ویرا مزید اسے اس کی خوبیاں بتاتی کاغذ کا بنا ایک جہاز اڑتے ہوئے ان کے درمیان آکر گرا۔ اس نے اسے اٹھایا اور پڑھا۔ پہلے وہ حیران ہوئی پھر مسکرانے لگی۔

"اچھا عالیان پھر ملتے ہیں۔" ہاتھ ہلا کر وہ چلی گئی۔ عالیان نے جہاز اٹھا کر پڑھا "امرحہ!" بس اس کی نظر یہیں ٹھہر گئی۔

ویرا امرحہ کے سر پر پہنچ چکی تھی "تم نے میرا سر فخر سے بلند کردیا ہے میں روز تمہیں دو تین گھنٹے مشق کرواسکتی ہوں' صبح جلدی اٹھ جایا کرنا۔"

"کیا کہہ رہی ہو اور کس چیز کی مشق؟"

"سائیکل کی۔"

"وہ کیوں؟"

"کارل کو چیلنج دیا ہے نا تم نے' اب کیا ریس میں ہارنا ہے؟"

وہ کریم کافی پینے کی تیاری کررہی تھی کہ پورا مگ گرا بیٹھی "کس نے کس کو چیلنج دیا ہے؟"

"تم نے کارل کو۔"

"ویل ڈن امرحہ۔۔۔" اسی دوران آرٹ ڈیپارٹمنٹ کی ثنا خاص اس کے پاس آئی۔

"میں نے تم پر پندرہ پونڈ شرط بھی لگادی ہے۔"

امرحہ اس کی شکل دیکھنے لگی کہ آخر یہ ہو کیا رہا ہے۔

"شکر ہے کسی نے تو کارل کو ٹکر دینے کا سوچا۔"

امرحہ دیوانوں کی طرح سامنے کھڑی ثنا اور قریب بیٹھی ویرا کو دیکھنے لگی۔ دونوں کے ہاتھ میں کاغذ سے بنے جہاز تھے۔ جس کے ایک طرف "امرحہ کارل سائیکل ریس" اور دوسری طرف وقت' دن' جگہ لکھی تھی اور نیچے یہ تفصیل کہ امرحہ نے کارل کو چیلنج کیا ہے اور کارل نے قبول کرلیا ہے۔

یہ جہاز یونی بھر میں خوب اڑتے پھر رہے تھے' ایک امرحہ کے سر پر بھی آکر لگا دور کارل کھڑا دانت نکال رہا تھا۔ امرحہ فوراً" اس کے پیچھے لپکی تو وہ بھاگ گیا۔ تھوڑی دیر وہ اسے ادھر ادھر ڈھونڈتی رہی' لیکن وہ نہیں ملا اور جب وہ پیر پٹخ کر چل رہی تھی تو وہ ایک دم سے اس کے سامنے آگیا۔

"مجھے ڈھونڈ رہی ہو؟ لو میں حاضر ہوں۔"

"یہ کیا ہے؟" اس نے جہاز اس کے آگے لہرایا۔

"ہماری ریس۔۔۔ اگلے ہفتے۔۔۔ امرحہ اور کارل۔۔۔ ساتھ ساتھ۔۔۔"

"میری طرف سے ہزار دو ہزار جہاز اور اڑا دو یونی میں' مجھے فرق نہیں پڑتا۔"

"فرق پڑے گا تمہاری بہت بے عزتی ہوگی' ریس ضرور ہوگی۔"

"اگر میں تمہیں قتل کردوں تو.... تو تمغہ ملے گا۔"

"نہیں سیلوٹ.... جو میں خود تمہیں دوں گا' اگر تم مجھے قتل کرنے میں کامیاب ہو گئیں تو.... سنو امرحہ' بلکہ دیکھو ڈی کو ئین تم ڈر کیوں رہی ہو.... چلو تم یہاں کھڑے کھڑے مان لو کہ آئی ایم کارل دی گریٹ۔ اور تم کارل دی گریٹ سے ڈرتی ہو۔"

"ہونہہ.... کارل دی گریٹ...." کارل سے بحث فضول جان کر وہ پلٹ آئی' اسے کوئی دلچسپی نہیں تھی' نہ فکر کہ کارل یونی میں کیا اعلان کرتا پھر رہا ہے' وہ کیا پاگل تھی جو اس کے ساتھ ریس لگاتی۔

"چلو آؤ' میں تمہیں مشق کروادوں۔" رات کو ویرا اسے کمرے سے لے جانے آئی۔

"پاگل ہو گئی ہو تم بھی' چار دن مجھے سائیکل چلاتے نہیں ہوئے کہ میں ریس لگانے چل پڑوں.... ناممکن اور مجھے کوئی دلچسپی بھی نہیں۔"

"ناممکن کا سوچ کر بیٹھی ہو تو اسے ممکن کیسے کرسکتی ہو بھلا۔"

"یہ پاگل پن ہے ویرا۔"

"گرگز روپہ پاگل پن.... پاکستانی اور ہندوستانی کافی جذباتی ہو رہے ہیں۔ تم پر شرط لگائی ہے۔ تم لوگ عجیب ہو ویسے' مقابلے میں کوئی تیسرا غیر ملکی ہو تو تم پاکستانی' ہندوستانی ایک ہو جاتے ہو.... اینی وے تم اب پیچھے نہیں ہٹو گی۔"

"ویرا! مجھ سے تو سائیکل ہی نہیں چلے گی۔"

"میدان میں اترو گی تو دیکھنا کیسا جوش آئے گا تم میں۔"

"ہوش آئے گا تو جوش آئے گا نا۔"

سادھنا' لیڈی مہر کو معلوم ہوا تو انہوں نے بھی ہاتھ لہرا لہرا کر تقریریں کیں کہ معمولی سی ریس ہی تو ہے۔ کون سا اولمپک کی دوڑ ہے۔

این اون بھی آگئی اور جاپانی مقولے ترجمہ کر کر کے سنانے لگی۔ ساتھ اس نے کھڑے کھڑے تین' چار شجاعت اور بہادری سے لبالب بھری جاپانی کہانیاں بھی سنادیں۔ اس کے علاوہ سب پر جوش تھیں اور اس میں ناک تک جوش بھر دینے کو تیار تھیں۔ نشست گاہ میں رات بھر چار خواتین اسے اپنے نرغے میں لئے بیٹھی رہیں اور تب تک نہیں چھوڑا جب تک اس کا سر ہاں میں نہیں ہل گیا۔ صبح سب سے پہلے وہ بزنس ڈیپارٹمنٹ گئی۔ کارل اور عالیان کھڑے باتیں کر رہے تھے.... وہ ان کے قریب گئی۔

"میں ریس کے لئے تیار ہوں۔" اس نے این کی کہانی کے کردار کی طرح گردن کو بلند کر کے کہا اور صرف عالیان کو مسکرا کر دیکھ کر آگئی۔

"پوری یونی میں تمہیں امرحہ ہی ملی تھی ریس لگانے کے لئے؟"

"ہاں.... جیسے پوری دنیا میں تمہیں ایک وہی ملی تھی پرپوز کرنے کے لئے۔" کارل نے مذاق بالکل نہیں کیا تھا' وہ یہ بات کہتے سنجیدہ تھا۔

☼ ☼ ☼

وہ لائبریری کے اطراف میں ٹہل رہی تھی کہ کب وہ آتا ہے اور وہ اسے آتا نظر آگیا۔ وہ جلدی سے اس کے پاس گئی۔

"ہائے عالیان کیسے ہو.... بال کٹوا کر بڑے اچھے لگ رہے ہو' اچھا سنو ہفتے کو میری ریس ہے' تم آؤ گے؟"

وہ خاموش چلتا رہا.... اور اچھا لگ رہا تھا ایسا کرتے۔

"کیا تم مجھے تھوڑی سی مشق کروا سکتے ہو' میں نے کارل سے اس لئے ہاں کہی' کیونکہ تم نے ایک بار کہا تھا۔ "ہار جانے والے ان لوگوں سے ہزار درجے بہتر ہوتے ہیں جو مقابلہ کرنے کی ہمت ہی نہیں کرتے۔"

جواب کے انتظار میں وہ اس کی طرف دیکھنے لگی' لیکن وہ خاموش تھا۔ دونوں ہاتھوں کو پینٹ کی جیبوں میں ڈالے وہ بے نیاز نظر آنے کے نئے انداز ترتیب

دے رہا تھا۔

"دیکھو مجھے تمہاری ساری باتیں یاد ہیں۔ ایک بار پھر مجھے داد دو' میں ہمیشہ یہ بھول جاتی ہوں کہ مجھے کس نمبر کا جوتا آئے گا' لیکن مجھے یہ یاد ہے کہ میرے اسٹور میں تمہیں کس نمبر کا جوتا فٹ آیا تھا۔ کس نمبر کا تمہیں ذرا سا تنگ تھا اور کس جوتے کو اٹھا کر تم نے کہا تھا۔ "اتنا مہنگا جوتا... اگر مستقبل میں' میں اتنا مہنگا جوتا لینے کا ارادہ کروں گا تو میں سمجھ جاؤں گا میرا دماغی توازن کھوچکا ہے۔

اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم اپنے بے کار جوتوں کے کار آمد لیسز دوسرے جوتوں میں بدل بدل کر استعمال کرتے ہو اور یہ بھی کہ تمہارے پاس ایک بند رسٹ واچ ہے جسے تم سات دنوں میں ایک بار ضرور پہنتے ہو' وجہ میں نے جان لی ہے' تم چیزوں کو صرف اس لئے نہیں پھینک دیتے کہ وہ بے کار ہو چکی ہیں۔ تم ان سے وابستہ ہو جاتے ہو' تمہارے لئے ان سے الگ ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔ تم چیزوں کے ساتھ بھی خودغرضی کا مظاہرہ نہیں کرسکتے۔ تم میرے ساتھ ایسا کچھ رحم دلی کا مظاہرہ نہیں کررہے' لیکن فی الحال میں اسے نظرانداز کردیتی ہوں۔"

رک کر اس نے سانس لیا اور اسے دیکھا... ابھی بھی وہ بولنے پر مائل نہیں تھا۔

"ایک بار پھر مجھے سراہا جانا ضروری ہے' میں نے تمہاری سائیکل کی کہانی بھی معلوم کرلی ہے۔ سائی جیسا ایک فرشتہ صفت لڑکا تمہارا دوست تھا۔ تم دونوں ایک دوسرے کی سائیکلوں کے پیچھے بیٹھ کر آیا جایا کرتے تھے۔ ڈگری لینے کے بعد جب وہ جانے لگا تو یادگار کے طور پر تمہیں اپنی سائیکل دے گیا اور تمہاری ساتھ لے گیا۔ اس نے ایک اچھا کام یہ کیا کہ وہ یادگار کے طور پر تمہیں ہی اٹھا کر نہیں لے گیا... میرے ڈیپارٹمنٹ کی کچھ شرارتی لڑکیوں کا کہنا ہے کہ تمہیں اغوا کیا جانا ضروری ہو گیا ہے اور ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ اگر انہیں کسی نائٹ رائیڈر کی خدمات حاصل ہو گئیں تو وہ یہ کر گزریں گی۔ تم کتنے لوگوں کو مطلوب ہو عالیان... خیر... مجھے ایک اور بات بھی معلوم ہوئی ہے کہ سینئرز میں کوئی لنڈا نامی لڑکی تھی۔ وہ جب تک رہی بہانے بنا بنا کر تم سے ٹکراتی رہی اور یہ ٹکریں اتنی مشہور ہو گئیں کہ اسے "لنڈا دی بل" اور تمہیں "عالیان دی فائٹر" کہا جانے لگا۔ اسے دیکھتے ہی تم ادھر ادھر ہو جایا کرتے تھے۔ پھر بھی وہ تمہیں ڈھونڈ لیتی تھی۔ ویسے اچھا ہوا وہ لڑکی چلی گئی۔ میں اسے ایسی بچکانہ حرکتیں کرتے ہوئے دیکھتی تو یقیناً" اسے سمجھا دیتی کہ "دی بل" آخر کہتے کسے ہیں۔

اور میں نے یہ بھی سنا ہے کہ جو تمہارا دوست نہیں بھی ہوتا وہ بھی یہ چاہتا ہے کہ تم اس کی پارٹی میں ضرور آؤ' اور یہ بھی کہ ایک ڈری سہمی معصوم دل لڑکی نے اس وقت تمہیں دیکھتے ہی تھپڑ مار دیا تھا' جب تم نے کارل سے کوئی گیم ہارنے پر اپنے سر کے بال صاف کروالئے تھے۔ "اپنا سر کٹوا لیتے بال کیوں کٹوائے۔" اس نے تم سے یہ کہا تھا۔ ویسے وہ کچھ زیادہ ہی کہہ گئی اسے کہنا چاہئے تھا۔ "کارل کا سر کٹوا دیتے۔ اپنے بال کیوں کٹوائے۔"

اور مجھے تم سے ایک شکایت بھی ہے۔ چند دن پہلے مجھ پر یہ انکشاف ہوا' کہ پچھلے سال ہالوین پر تم اور کارل کسی اونچی عمارت پر چڑھ کر ہالوین کدو آنے جانے والوں پر لڑھکا رہے تھے۔ مجھے تم سے یہ شکوہ ہے کہ تم نے کارل کو اوپر سے نیچے کیوں نہیں لڑھکایا... اگر تم یہ کردیتے تو کتنا ثواب کماتے... ویسے عالیان ایک اور راز کی بات بتاؤں... اگر میں عالیان ہوتی تو فوراً" امرحہ سے دوستی کرلیتی... اسے ٹوئیٹ میں چاکلیٹ کا ڈبہ دیتی... اور پھر یہ ٹوئیٹ واپس بھی نہ لیتی اور ہر روز ٹوئیٹ دیتی رہتی اور لینا بھول جاتی۔" اس کے بولنے کا انداز قابل دید تھا۔ "اگر میں عالیان ہوتی۔

"میں باتوں میں بھٹک چکی ہوں' لیکن ایک اور بات سن لو' میں زندگی میں بہت بار فیل ہوئی ہوں۔ الیف

ایس ای میں ٹاپ نہیں کر سکی۔ بی اے میں اے پلس نہیں لے سکی۔ تمہیں اندازہ نہیں کہ میں زندگی میں بڑی بے چاری' بے چاری سی رہی ہوں۔۔۔ اب میں چاہتی ہوں کہ تم مشق میں میرا ساتھ دو' تاکہ اگر میں ہاروں بھی تو ذرا قابل فخر انداز سے۔۔۔ لیکن شاید تم مجھے جتوا ہی دو۔۔۔ ہے نا۔"

"بیسٹ آف لک!" دو قدم اس سے آگے چلتے عالیان نے مڑے بغیر کہا' اور چاکلیٹ نکال کر کھاتے لائبریری کے اندر چلا گیا۔

امرحہ واپس پلٹ آئی۔ وہ یہ محسوس نہیں کر سکی تھی کہ آگے آگے چلتے عالیان نے اپنی رفتار آہستہ کرلی تھی۔۔۔ ریک سے کتابیں نکالتا عالیان بھی لاعلم تھا۔ اس نے لائبریری آنے میں اتنا وقت کیوں لیا تھا۔

ویرا کے ساتھ جی جان لگا کر مشق کرتے وہ ایک بار بھی ویرا کو ہرا نہیں سکی تھی۔ وہ جانتی تھی وہ کارل کو تو کسی صورت نہیں ہرا پائے گی۔ لیکن ظاہر ہے مقابلہ اہم ہے نا کہ صرف جیت۔

گراؤنڈ میں ان دونوں کو جاننے والے کافی اسٹوڈنٹس موجود تھے۔ سب کی خواہش تھی کہ کارل ہار جائے' جبکہ سب جانتے تھے کہ یہ ناممکن ہے۔۔۔ ویرا اس کی کوچ اس کے کان میں گھسی ہوئی تھی۔

"بھول جاؤ کہ یہاں کوئی کارل یا کوئی اور موجود ہے۔ پوری قوت لگا کر سائیکل دوڑانا۔۔۔ پوری قوت لگا کر۔۔۔ بس آج تمہیں یہی کرنا ہے۔"

امرحہ نے دعا کی' بلکہ منت شنت کی کہ کتنا مزا آئے' اگر وہ واقعی میں جیت جائے' اگر کارل پر سائیکل چلانے کے دوران فالج کا حملہ ہو جائے تو کیسا رہے؟ یا اس کی نظر دھندلا جائے۔۔۔ بلکہ اگر وہ نابینا ہی ہو جائے۔

"اگر تم نے مجھے ہرا دیا تو تم جو کہو گی میں وہ کروں گا مینڈکی۔۔۔" کارل نے سائیکل اس کے برابر میں لا کر کہا۔

"اگر میں جیت گئی تو پتا نہیں کیا کر گزروں گی۔۔۔ آہ۔۔۔" اس نے دل میں سوچا۔

کھلونا گن سے فائر کیا گیا اور ریس شروع ہو گئی۔ ساری دنیا غائب ہو گئی۔ ایک ٹریک رہ گیا اور اس پر دوڑتی امرحہ خاتون پاکستان کی سائیکل۔۔۔

اور کارل۔۔۔ وہ مزے سے پیڈل چلا رہا تھا۔ امرحہ بہت دور آگے جا چکی تھی۔ کارل کو کوئی جلدی نہیں تھی۔ وہ سہانے موسم کا لطف لیتا۔ سیٹی بجاتا بہت آہستہ سائیکل چلا رہا تھا۔ پھر امرحہ جب بہت آگے جا چکی تو اس نے ایک دم سے رفتار پکڑی اور بجلی کی سی تیزی سے امرحہ کو پیچھے چھوڑ کر آگے نکل گیا اور پھر رفتار آہستہ کرلی امرحہ پوری جان مارتی کارل کے پیچھے سے ذرا سی آگے نکلی اور ذرا سی دور ہوئی کہ کارل نے پھر رفتار پکڑی۔ پلک جھپکتے میں امرحہ سے آگے ہوا اور پھر رفتار آہستہ کرلی اور سیٹی بجاتے سائیکل کو واک کروانے لگا۔ وہ اسے عام انداز سے نہیں' شان دار انداز سے ہرانا چاہتا تھا۔

امرحہ اسے دیکھ رہی تھی' نہ ہی اسے اس وقت معلوم تھا کہ کارل یہ سب کر رہا ہے۔ یہ سب اسے بعد میں بتایا گیا۔ وہ صرف ونگ لائن کو دیکھ رہی تھی۔

اور پھر جب دور سے ونگ لائن نظر آئی تو ویرا کے کہنے کے مطابق اس نے اپنی قوت کو سو سے ضرب دی جو کہ دی نہ گئی۔ لیکن جتنی بھی حاصل قوت ملی۔ اس نے سائیکل پر لگا دی۔

کارل اس سے پیچھے سیٹی بجا رہا تھا۔ اس نے اب ایک دم پیڈل مارے۔۔۔ اور۔۔۔ اور۔۔۔ جو خرگوش اور کچھوے والی کہانی میں خرگوش کے ساتھ ہوتا ہے۔ وہی کارل کے ساتھ ہوا' وہ تیزی سے امرحہ کے عین ساتھ آیا ہی تھا کہ وہ سائیکل سے گر گیا۔ بعد ازاں اس کا بیان تھا کہ ایک چھترا اس کی کنپٹی سے آ کر لگا تھا۔ اس کا سر گھوم گیا تھا۔ کسی نے اس ڈرامے باز کارل کی بات کا یقین نہیں کیا۔ سب کا ماننا تھا کہ اپنی بری حکمت عملی سے جب اسے اپنی ہار صاف دکھائی دینے لگی تو اس نے خود کو گرا لیا۔

لیکن امرحہ... وہ وننگ لائن کے اس طرف تھی۔
"میں سو بار پہاڑ پر چڑھا اور گر گیا اور جب میں نے پھر چڑھائی شروع کی تو پہاڑ کو اپنے سامنے جھکا ہوا پایا۔"
"میدان سفر کے پرندے میدان عمل میں گرا نہیں کرتے۔"
اور...
"مقابلہ دیکھنے والے کبھی یہ نہیں جان سکتے کہ جیت جانے والے کس آسمان کا سفر کر کے زمین پر پلٹتے ہیں۔"
امرحہ نے جیت کر اسٹوڈنٹس میں اس شخص کو ڈھونڈ کر دیکھنا چاہا جس کے قول پر اس نے اس ریس میں حصہ لیا تھا اور جیت بھی گئی تھی۔ اس شخص کی باتیں اسے دعا کی طرح لگتی تھیں۔ وہ خود بھی ایک دعا ہی تھا۔

☆ ☆ ☆

"وہ فائر تم نے کیا تھا؟" کارل کو صرف عالیان پر شک تھا۔
"مجھے کیا ضرورت تھی۔"
"تم مجھے ہرانا چاہتے تھے۔"
"میں کون سا خود تمہارے مقابلے پر تھا۔"
"تم نے تو کہا تھا تمہیں ایسی بچکانہ ریس دیکھنے سے کوئی دلچسپی نہیں، پھر تم آئے کیوں؟"
"تمہاری سپورٹ کے لئے۔"
"سپورٹ کے لیے تم آئے تھے، پر میری نہیں... میری ساتویں حس کہہ رہی ہے کہ وہ تم ہی تھے۔"
"میری پہلی حس میری زبان یہ کہنا چاہتی ہے کہ بکواس نہ کرو۔"
"اگر وہ تم نکلے تو وہ تمہارا اس زمین پر آخری دن ہوگا۔"
"اگر وہ میں نہ نکلا تو وہ تمہاری ساتویں حس پر لعنت ملامت کا دن ہوگا۔ شاید کسی نے یہ سوچ کر ایسا کیا کہ اگر وہ ہار جاتی تو آئندہ کبھی مقابلہ نہ کر سکتی۔"

"بھاڑ میں جائے اس کی مقابلے کی حس، میرا ریکارڈ خراب کر دیا۔"
کارل کو چڑانے کے لئے عالیان منہ کھول کر ہنسنے لگا۔ سب ہی ہال میٹس باقاعدہ ہنس چکے تھے کہ وہ ایک لڑکی سے ہار گیا۔ وہ بھی امرحہ سے، انہوں نے میوزک بار کی دیوار پر چاک سے کارل کا کارٹون بنایا تھا جو موٹے موٹے آنسوؤں سے رو رہا تھا۔
"میں تمہارے دانت توڑ دوں گا عالیان..."
"کس کس کے توڑو گے؟" عالیان نے دوسرے ہال میٹس کی طرف اشارہ کیا جو کھی کھی کر رہے تھے۔
"شروعات تم سے کرتا ہوں۔" اس نے گلاس اٹھا کر اسے دے مارا جو عالیان نے کیچ کر لیا۔
"گلاس پھینکا جائے یا کیچ کیا جائے۔ ٹوٹنے کی صورت میں پیسے تم دونوں سے لوں گا۔" کاؤنٹر بوائے چلایا... کارل نے ایک گلاس اسے بھی دے مارا جو وہ کیچ نہ کر سکا اور ٹوٹ گیا۔
"اب تم بھی بھرنا پیسے۔" کارل چلایا اور تیسرا گلاس بھی اٹھا لیا۔
جس کے لئے ایسے لڑا جا رہا تھا۔ وہ اگلے دن یونی محراب کے پاس اداس سی کھڑی تھی، جہاں بچھڑے اور بکھرے دوستوں کا ایک ٹولہ موجود تھا۔ "دوست..."
اگر تیز اور طاقت ور بگولہ آدھی دنیا کو اٹھائے اپنے ساتھ گول گول گھما رہا ہو تو اس بگولے کے ساتھ گول گول گھومتے بھی جو شخص آپ کی فکر میں گھل رہا ہوگا وہ آپ کا دوست ہوگا۔
وہ چار تھے اور دنیا کے مختلف ملکوں میں رہتے تھے اور ہر سال ایک مخصوص دن وہاں ضرور موجود ہوتے تھے۔ وہ اٹھارہ سال پہلے یونی سے پڑھ کر نکلے تھے اور اٹھارہ سالوں سے ہر سال اس ایک دن وہاں آ رہے تھے۔ محراب کے پاس اٹھارہ سال پہلے کھینچی گئی تصویر سی تصویر کھنچوانے... اسٹوڈنٹس ان کے گرد گھیرا بنائے کھڑے ان سے باتیں کر رہے تھے۔ وہ اپنے پانچویں دوست کا انتظار کر رہے تھے۔

"یہ عالیان ہے۔۔۔" جو ان میں سب سے زیادہ خوب صورت تھا۔ اسے امرحہ نے عالیان کا خطاب دیا۔

"یہ لمبی لڑکی ویرا۔۔۔ اور وہ نرم خو' پیاری سی گلابی گلابی لڑکی امرحہ اور وہ۔۔۔"

"وہ سائی۔۔۔" وہ کارل کا نام لینا نہیں چاہتی تھی۔

وہ چاروں بار بار گھڑی دیکھ رہے تھے۔ انہیں پانچویں دوست کا انتظار بہت شدت سے تھا۔

"تو وہ آگیا۔۔۔" ویرا چلائی۔

"اتنی دیر۔۔۔" عالیان نے آنے والے کو سر کے بالوں سے پکڑا۔

"فلائٹ میں سیٹ نہیں مل رہی تھی۔ بہت مشکل سے ایک بڈھے کو یقین دلانے میں کامیاب ہو سکا کہ آج ہوا کا دباؤ اتنا زیادہ ہے کہ پچاس سال سے اوپر والوں کو جہاز میں ہارٹ اٹیک کا جان لیوا خطرہ ہے۔ انتظامیہ یہ بات چھپا رہی ہے۔ لیکن جان کا رسک لینا بے وقوفی ہو گی۔"

"کارل!" امرحہ نے منہ بنایا۔ وہ ریس جیت گئی تھی اور اس نے کارل سے کہا تھا۔ "تمہارے سر اور بھنوؤں پر پورے ایک سال تک ایک بھی بال نہیں رہنا چاہئے۔" اور کارل نے یونی میں موجود دوسرے کارل کو سر اور بھنوؤں کو صاف کر لینے پر راضی کر لیا اور اس کے سامنے لا کھڑا کیا۔

"کارل نے یہ کر دکھایا۔" اس نے دوسرے کارل کی طرف اشارہ کیا اور دانت دکھا کر چلا گیا۔

"ان پرانے دوستوں کا ٹولہ تصویر بنوانے لگا۔ اسٹوڈنٹس جن کے ہاتھوں میں ان کی پرانی تصویریں تھیں انہیں ہدایات دینے لگے۔ مسٹر مارٹن آپ کا ہاتھ مس کیرولین کے کندھے کے اوپر ہو گا۔۔۔ ہاں ذرا سا اوپر۔۔۔ بس۔۔۔ اور مسٹر بلاٹر آپ کی گھڑی کلائی پر مضبوطی سے بندھی ہے۔ ڈھیلی نہیں ہے' مس لینا آپ اپنی چھنگلی کو ذرا سا کھولیں۔"

ان کی سالانہ تصویر بن گئی تو اسٹوڈنٹس ان کے ساتھ تصویریں بنوانے لگے۔ امرحہ پر رقت سی طاری ہونے لگی۔

"وہ یہاں سے چلی جائے گی تو سالانہ تصویر کے لئے بھی نہیں آسکے گی۔ وقت گزر جائے گا۔ وہ بوڑھی ہو جائے گی۔ ویرا روس میں بزنس کر رہی ہو گی' کارل مر چکا ہو گا۔ سائی دنیا کے مفلوک الحال خطوں میں ٹرسٹ چلا رہا ہو گا اور عالیان؟"

وہ سوچوں میں ہی خاموش سی ہو گئی۔

ایک جگہ اکٹھے رہنے والے آئندہ آنے والے وقت میں اکٹھے نہیں ہوں گے۔ یہ تصور بہت بھاری گزرتا ہے دل پر' اس کا دل بھر آیا کہ وہ رونے لگی۔

"کتنا مشکل ہوتا ہے ایک ہو کر دو ہو جانا' چار' چھ' آٹھ ہو جانا۔"

کارل نے اسے ٹشو دیا۔ وہ بھی پرانے اسٹوڈنٹس کے ساتھ تصویریں بنوا رہا تھا۔ امرحہ نے ٹشو لے لیا تو وہ حیران ہوا۔

"تم اپنے گھر والوں کو یاد کر کے رو رہی ہو؟"

"نہیں۔۔۔ تم سب کو۔۔۔"

"ہم سب کو؟"

"ہاں۔۔۔ ایک دن سب ختم ہو جائے گا۔ سب۔۔۔ میں پاکستان چلی جاؤں گی' ویرا روس' سائی افریقہ' این جاپان اور تم۔۔۔ تم مر چکے ہو گے۔"

کارل کو اس سب میں صرف اپنے اکیلے کے مرنے پر افسوس ہوا۔ "اور عالیان؟"

"وہ دنیا کے کسی گم نام خطے میں بزنس کر رہا ہو گا۔"

"وہ بزنس کر رہا ہو گا اور میں مر چکا ہوں گا۔ تم کبھی ایک اچھا انسان ہونے کا ثبوت نہیں دے سکتیں امرحہ۔" اس کے ہاتھ سے ٹشو چھین کر وہ چلا گیا اور پھر گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ وہ اس قدر اداس تھی کہ اسے دیکھ کر اسے بھی اداسی ہونے لگی۔

وہ عالیان کے پاس جانے لگی' ٹھیک ہے۔ وہ بولتا نہیں۔ لیکن سنتا تو ہے نا۔۔۔ اتنا بھی کافی ہے۔۔۔ سن لینا بھی نعمت ہے۔

گھاس پر بیٹھی ویرا جو گٹار بجا رہی تھی سے ہوتی، اس کی نظر عالیان پر گئی اور سارے الفاظ اپنے اپنے پنجوں میں پھر سے مقید ہو گئے۔

ویرا کوئی روسی گانا ہی گا رہی ہو گی، لیکن دنیا میں کوئی گانا کتنا بھی اچھا ہو وہ اتنا اچھا تو نہیں ہو سکتا تا کہ ویرا عالیان کے سامنے گائے اور عالیان اتنی توجہ سے اسے سنے۔

آس پاس بیٹھے دوسرے اسٹوڈنٹس بھی اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے اس کا گٹار اور گانا سن رہے تھے۔ دھوپ اس کی پشت پر پھیلے سنہری بالوں سے چھن کر اس کے گالوں پر پڑ کر انہیں سرخ کر رہی تھی۔ اس کی لمبی گردن دائیں بائیں ہل رہی تھی اور سر ایسے جھوم رہا تھا جیسے روسی گیت فراک کا کونا ہاتھ میں پکڑے پیروں کے بل محو رقص ہو۔

ویرا کی آواز اچھی تھی اور انداز بھی، وہ اسے بھی کئی گانے سنا چکی تھی۔ لیکن اسے عالیان کو گانا نہیں سنانا چاہئے۔

"کارل میئر بن چکا ہو... عالیان بزنس کر رہا ہو گا اور روس کے برفانی طوفان میں گھر کر ویرا مر چکی ہو گی۔"

اس نے کھڑے کھڑے اپنے خیال میں رد و بدل کی یہ اس نے خود کو تسلی دی تھی۔ لیکن قدرے بھونڈے انداز سے....

کارل، عالیان اور ان کے ہال میٹس اینڈی اور نیل رات گئے لڑکیوں کے ہال کے سامنے کھڑے تھے۔ انہوں نے ہاتھ سر سے اوپر اٹھا کر ایک ایک بورڈ پکڑ رکھا تھا۔ جن پر اندھیرے میں دکھائی دینے والی روشنائی سے "Will You Marry Me" (کیا تم مجھ سے شادی کرو گی؟) لکھا تھا۔

وقفے وقفے سے کارل تیسری منزل کی ایک کھڑکی پر سرچ لائٹ کی تیز روشنی ڈال رہا تھا۔ لیکن کھڑکی کھل رہی تھی نہ کوئی اور ہلچل دکھائی دی رہی تھی۔

"وہ تمہیں پسند نہیں کرتی۔" کارل نے بیان جاری کیا۔

"نہیں ایسا نہیں ہے... میں جانتا ہوں اسے اس انداز میں ایک پرپوزل چاہئے تھا۔ وہ اسی قسم کی فلمی سی لڑکی ہے۔"

"اگر وہ فلمی لڑکی ہے تو تمہیں اسے ایفل ٹاور کی بلندی پر کھڑا کر کے طیارے میں گول گول گھومتے ہوئے پرپوز کرنا چاہئے تھا۔ جیسے ٹام کروز نے کیٹی کو کیا تھا۔ تم نے تو کافی بھونڈا فلمی انداز اپنایا ہے۔"

"میں یہی بھونڈا انداز افورڈ کر سکتا تھا۔ میں خود ٹام کروز ہوں نہ میرا باپ جارج کلونی۔"

"کیا تم نے اس سے کہا تھا کہ تم آج رات آؤ گے۔" عالیان نے پوچھا۔

"نہیں... یہ تو سرپرائز ہے۔"

"وہ گہری نیند سو رہی ہو گی اور جب اسے خواب آئے گا کہ کھڑکی کے نیچے تم کھڑے ہو تو وہ کھڑکی پر آ کر تمہیں کوئی جواب دے گی۔" کارل بھنا گیا۔

"ہرگز نہیں، اس نے کہا نہیں، لیکن میں سمجھ گیا تھا کہ وہ ہر رات میرا انتظار کرتی ہے۔"

"پروفیسرز کے لیکچرز تمہاری سمجھ میں آئے نہیں اور اس نے کچھ کہا بھی نہیں اور تم سمجھ گئے۔ میں تمہیں یاد دلا دوں کہ ہمارا صبح تک یہاں کھڑے رہنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔"

کارل سے لائٹ لے کر عالیان نے کھڑکی پر ماری۔

"اندھیرے میں پردے کے پیچھے کوئی مجھے کھڑا نظر آیا ہے۔" وہ جوش سے بولا۔

اینڈی نے سرچ لائٹ کھڑکی پر ماری تو وہاں اندھیرا تھا اور کوئی وہاں نہیں کھڑا تھا۔ آخر جب وہ کھڑے کھڑے تھک چکے اور کارل نے آنسو صاف کرنے کے لئے اینڈی کے آگے ٹشو کیا اور بورڈ نیچے کر کے وہ اپنی سائیکلوں پر بیٹھ کر جانے لگے تو ایک دم تیزی سے ہال کی کئی کھڑکیاں کھلیں اور ان چاروں پر کئی سرچ لائٹس پڑیں کہ سڑک روشن ہو گئی اور چلا کر ان سب نے کہا۔

"یس.....!" لڑکیوں کی آواز میں شرارت حد سے زیادہ نمایاں تھی۔

"یس....." کی تان اتنی لمبی تھی کہ ان چاروں نے کانوں میں انگلیاں دے لیں۔

"تم اتنی ساری لڑکیوں سے شادی کرو گے؟" کارل نے دانت نکالے۔

"اگر سارہ نے اجازت دی تو....." اینڈی کے بھی دانت نکل آئے۔

پھر ان اتنی ساری کھڑکیوں میں "یس" کے بورڈ نظر آنے لگے۔ فلمی انداز سے پرپوز کرنے پر فلمی انداز سے ہی جواب دیا گیا تھا۔

"میں سارا مانچسٹر اکٹھا کرلاؤں گا۔ اپنے کمرے کی کھڑکی کے باہر جب تم سارے مانچسٹر کو کھڑا دیکھو گی تو تمہیں "ہاں" کا بورڈ اٹھا کر سب کو دکھانا ہی پڑے گا۔"

ان سارے بورڈوں پر عالیان کو اپنے الفاظ لکھے نظر آئے۔ اس کا جوش ٹھنڈا پڑ گیا اور اس نے اینڈی کے مسکراتے چہرے سے نظر پھیر لیں۔

ان کا اگلا پڑاؤ ایک پرائیویٹ ہال کی طرف تھا۔ خوشی سے اینڈی سے سائیکل ہی نہیں چلائی جارہی تھی۔ وہ دو' تین بار خوشی سے سائیکل گرا چکا تھا۔ وہ سب آگے نکل جاتے اور وہ پیچھے گرا پڑا ہوتا اور اٹھنے کی جلدی بھی نہ کرتا۔

پرائیویٹ ہال کے سامنے تناور درخت کے ساتھ انہوں نے کئی سو پرچیاں چپکائیں۔ یہ وہ پیغامات تھے جو نیل کی طرف سے ابجیل کے لیے درخت پر ثبت کیے جارہے تھے۔ جب وہ سب پرچیاں..... چپکا چکے تو انہوں نے ایک بڑا بورڈ درخت میں ٹھونک دیا جس پر "میسج ٹری فار ابجیل" بڑے حروف میں لکھا تھا۔

ہال میں اپنے کمرے میں واپس آکر عالیان نے اپنے وارڈ روب میں سے ایک بڑا باکس نکالا اور اس میں موجود ننھے منے ہاتھ سے بنے کارڈز کو نکال کر جلا دیا۔ یہ کارڈز اس نے رنگ برنگے دھاگوں میں پرو کر شٹل کاک میں کھڑکی کے سامنے لگے درخت سے باندھنے تھے..... اور وہ گھنٹیاں جوان دھاگوں کے ساتھ ننھی کرنی تھیں۔ اسے اس نے کوڑا دان میں پھینک دیا۔

"ان سب کے ساتھ یہ بہت پہلے ہوجانا چاہیے تھا۔" وہ رات بھر خود سے کہتا رہا۔

شٹل کاک کے باغ میں لگے تناور درخت کے سامنے کی کھڑکی میں رات کے اس وقت بیٹھی وہ رنگے برنگے کاغذوں پر مختلف رنگوں کے مارکرز سے پیغامات لکھ رہی تھی۔ وہ کئی گھنٹوں سے بیٹھی یہ کام کررہی تھی۔ یہ پیغامات اسے سیف روم کی دیواروں پر نہیں چپکانے تھے۔

ان پیغامات کو وہ عالیان کو دینے کا ارادہ رکھتی تھی۔ کب وہ یہ نہیں جانتی تھی کیسے..... اس نے اس بارے میں بھی نہیں سوچا تھا ابھی وہ صرف ان پیغامات کو لکھنے کی جرات ہی کرسکی تھی۔ وہ پیغامات کو سجا بنا رہی تھی۔ جیسے اس کے شاہکار آخری مراحل میں ہوں۔

☼ ☼ ☼

دیر رات کا وقت ہے' سڑکیں سنسان سی ہیں۔ کہیں دور سے کسی کے کراہنے اور بے ہنگم طریقے سے گٹار بجانے کی آوازیں گڈمڈ ہو کر آرہی ہیں۔ ایسی آوازیں جن پر کان کھڑے ہوجائیں اور مسام پسینے سے بھیگ جائیں۔

ہفتے کی رات ہے' بڑی تعداد میں اسٹوڈنٹس اپنی اپنی جاب' بار' کلب سے واپس اپنے اپنے ہاسٹل کی طرف آرہے ہیں۔ کچھ ہوش سے بے گانہ بھی ہیں۔ انہوں نے پی رکھی ہے۔ سنسان سڑک سے گزرتے ایسے مختلف ٹولوں کو رات کے مختلف اوقات میں ذرا دور ایک جوکر نظر آتا ہے۔ وہ اسے کسی فاسٹ فوڈ کمپنی کا ورکر سمجھتے ہیں۔ جوکر کے ہاتھ پشت پر ہیں۔ پھر وہ ایک دم ان ہاتھوں کو سر سے اوپر اٹھاتا ہے اور ہاتھ میں پکڑے ہتھوڑے کو پوری قوت سے زمین پر گرے انسان کی کھوپڑی پر دے مارتا ہے۔

انسانی کھوپڑی' پاش' پاش ہوجاتی ہے۔ خون فوارے کی صورت سڑک پر بکھرتا ہے۔ ذرا دور سے یہ

منظر دیکھ لینے والے اسٹوڈنٹس بمشکل اپنی چیخیں دباتے ہیں کہ جوکر ان کی طرف متوجہ نہ ہوجاتے اور خود میں بھاگنے کی قوت بیدار کرتے وہ الٹے پیروں بھاگتے ہی ہیں کہ عین ان کے پیچھے سے دوسرا جوکر نمودار ہوتا ہے۔ جس کے ہتھوڑے سے خون ٹپک رہا ہوتا ہے۔ آگے اور پیچھے والے دونوں جوکرز "خر خر" کی آوازیں نکالتے' ان کی کھوپڑیوں کا نشانہ لیتے بھاگنے والوں کی طرف لپکتے ہیں' جبکہ تیسرا جوکر قہقہے لگاتا' گٹار بجاتا ماحول کو مزید خوف ناک بننے میں معاون ثابت ہوتا چہل قدمی کرنے لگتا ہے۔

سڑک اسٹوڈنٹس کی چیخوں سے گونج اٹھتی ہے۔ خاص کرتب تو مزا ہی آجاتا ہے جب ان ٹولوں میں بڑی تعداد لڑکیوں کی ہوتی ہے۔ پورا ماچسٹرل جاتا ہے.... آگے آگے وہ پیچھے پیچھے "ہتھوڑا مار جوکرز...."

پرانک سیزن آن ہے۔ سینئرز فارم میں آچکے ہیں۔ "دی کلون کلر" سے عملی مذاق کی ابتدا کردی گئی ہے۔ انہیں آفیشلی بھی نہ روکا جائے۔

عالیان.... کارل.... سائی اور شاہ ویز نے اس ڈرامے کی پہلی قسط سڑک پر چھپ کر دیکھی اور ہنس ہنس کر ان کے پیٹ میں درد ہوگیا تھا۔ انھیں اس پرانک کی خبر پہلے سے ہی مل چکی تھی۔ کارل نے تو یہ تک سوچا تھا کہ ایک جوکر وہ بھی بن جائے' لیکن عالیان نے اسے روک دیا۔ "ہم اپنے وقت پر کریں گے۔"

یونی لائبریری جانے والے راستے میں ایک مصروف جگہ ایک مجسمہ کھڑا دیکھا گیا' جس کے ایک ہاتھ میں کتاب تھی اور دوسرا ہاتھ ٹھوڑی پر تھا۔ پھر ایک دن ایسا ہوا کہ جو کوئی اس مجسمے کے قریب سے گزرتا اور سر پر کتاب پڑنے کی صورت میں پیچھے پلٹ کر دیکھتا تو دو' تین ہارٹ اٹیک اس کے جسم کے آر پار ہوجاتے' کیونکہ ان کی پشت پر کھڑا وہی مجسمہ انھیں کتاب مار رہا ہوتا اور مسکرا کر ہائے کے لیے ہاتھ بڑھا رہا ہوتا۔

دھوکے کے لیے وہاں اتنے دن اصلی مجسمہ رکھا گیا تھا۔ اس دن مجسمے کی جگہ سینئرز اسٹوڈنٹس میں سے ایک نے مجسمے کا بہروپ بدل کر مجسمے کے انداز میں خود کو وہاں کھڑا کرلیا۔ کبھی وہ گزرنے والوں کے آگے ہاتھ کرکے ہائے کہتا' کبھی ٹھوڑی پر سے ہاتھ اٹھا کر بال ٹھیک کرنے لگتا اور کبھی ہاتھ سے اپنی جمائی روکتا اور کبھی گزرنے والے کو "ہاؤ" کہہ کر ڈرا دیتا۔

کئی کمزور دل لڑکیاں پوری جان سے چلاتی ہوئی پائی گئی تھیں۔ ان میں سے ایک امرحہ بھی تھی۔ وہ بس بے ہوش ہوتے ہوتے بچی تھی۔'

جتنے زیادہ مذاق یونی میں کیے جارہے تھے۔ اس سے زیادہ ہالز میں کیے جارہے تھے۔ ایک مذاق کی بازگشت یونی تک آئی کہ عالیان اپنے کمرے کو لاک کرنا بھول گیا تھا۔ یہ وہ فاش غلطی ہوتی ہے جو پورے تعلیمی دورانیے کے دوران کسی بھی اسٹوڈنٹ کو مر کر بھی نہیں کرنی چاہیے۔ جب تک اسے احساس ہوا کہ وہ کمرہ کھلا چھوڑ آیا ہے۔ تھوڑی دیر ہوچکی تھی۔ اس کا سارا سامان' اس کا بیڈ' میز' کرسی' کپڑے' جوتے' شیمپوز تک ہال کے لان میں رکھے تھے اور ان پر پرائز ٹیگ لگ چکے تھے۔ اس کے دو جوڑے جوتے' ایک شرٹ اور پرفیوم تو بک بھی چکے تھے۔ اس دن بہت سے اسٹوڈنٹس کمرے لاک کرنا بھول گئے تھے۔ کیونکہ وہ رات کو ٹھیک سے سو نہیں پائے تھے اور اس لیے سو نہیں پائے تھے کہ رات گئے فائر الارم بجنے لگا۔

سب ہڑبڑا کر اٹھے اور کمروں سے باہر بھاگے' اسی دوران بجلی بند ہوگئی۔ گرتے پڑتے جب وہ سب باہر نکلے تو کوریڈور میں بکھرے کئی سو غبارے جن میں پٹاخے بھرے گئے تھے۔ ان کے پیروں سے پھوٹنے لگے۔ پٹاخوں کی دھمک' اندھیرا اور ایک دوسرے کے دھکے.... ماحول مضحکہ خیز بھی تھا اور المناک بھی' ساتھ مزے دار بھی۔

ایک دوسرے پر گرتے وہ زخمی بھی ہوگئے۔ عالیان کی ناک پر چوٹ آئی اور اسے ناک پر بینڈیج لگاتے کافی

شرم سی آئی۔ یہی پرانک لڑکیوں کے ہال میں بھی ہوا تھا اور عینی شاہدین کا کہنا تھا کہ پٹاخوں اور لڑکیوں کی چیخوں نے ہال کی عمارت کو زمین سے چند فٹ اوپر اٹھانے کا ریکارڈ بھی بنایا تھا۔ ایسا ہونا ممکن ہے.... بالکل۔

لاتعداد پرانک کالز کی گئیں۔ ایک کال دادا کو بھی موصول ہوئی کہ امرحہ نے ایک عیسائی لڑکے سے رجسٹر میرج کرلی ہے۔ دادا کی صحت اچھی تھی۔ ورنہ انہیں ہسپتال جانے سے کوئی نہ روک پاتا۔ امرحہ کے لئے دادا کو یہ سمجھانا محال ہوگیا کہ یہ سینئرز لڑکیوں کی شرارت ہے اور کچھ نہیں۔ لیکن دادا یقین کرنے کو تیار ہی نہیں تھے۔ ویرا کے پاپا کو بتایا گیا کہ ویرا ماسک پہن کر چاقو کی نوک پر مانچسٹر والوں کو لوٹتے ہوئے کئی بار دیکھی گئی ہے اور لیڈی مہر کو کال گئی کہ عالیان نے ہال کی بلڈنگ سے کود کر خودکشی کرنے کی کوشش کی ہے۔

انگلش ڈیپارٹمنٹ کے سینئرز نے ایک دن سو رنگ رچائے تھے۔ ایک مصری لڑکی امرحہ بنی تھی اور اس نے اتنا لمبا دوپٹا لیا تھا کہ سب اس دوپٹے سے الجھ کر گرنے کا ڈراما کرتے پائے گئے اور آرٹ ڈیپارٹمنٹ کے سینئرز نے یونی کے مشہور، ذہین اور کچھ زیادہ ہی مضحکہ خیز قسم کے اسٹوڈنٹس کی عجیب و غریب تصویریں ڈیپارٹمنٹ میں آویزاں کی تھی کہ ساری یونی الڈ آئی تھی۔ ان تصویروں کو دیکھنے کے لئے، ان میں کارل "ناگہانی بلا" نامی پوسٹر کی صورت سب سے زیادہ دیکھا گیا۔ وہ تو "ہارٹ بریکر" پوسٹر کو ہی دیکھتی رہی۔ تصویر میں عالیان کی آنکھیں بھیگی تھیں پر پھر بھی اسے اچھی لگ رہی تھیں۔ اس نے اس پوسٹر کی ایک کاپی حاصل کرلی اور اپنے پاس محفوظ کرلی۔

ان ہی دنوں یونی میں ٹوئیٹ بہت عام ہوگئی تھی۔ خاص کر سینئرز بہت فیاض ہوگئے تھے۔

"ٹوئیٹ امرحہ!" اس کے پاس سے گزرتی سارہ نے چاکلیٹ اس کے آگے کی جو امرحہ نے "فوراً" لے لی اور کھول کر ایک بڑی بائیٹ لی.... آخ تھو.... اس کا منہ صابن، سرخ سیاہی اور نجانے کس کس چیز سے بھر گیا۔ اس کے ہونٹ.... زبان، دانت اور ٹھوڑی کا کچھ حصہ سرخ ہوچکے تھے۔ اس نے عالیان کو دیکھا تو اس کا بھی یہی حال تھا۔ وہ اتنا ہنسی، اتنا ہنسی کہ اس کی آنکھیں پانی سے بھر گئیں۔

"دو بھوکے...." اس نے اس کے پاس جاکر اشارے سے اپنی اور اس کی طرف اشارہ کیا اور بچی ہوئی صابن ٹوئیٹ اس کے آگے کی جو اوپر نیچے سے چاکلیٹ میں ڈوبی ہوئی تھی۔ "ٹوئیٹ.... میری طرف سے.... اسے بھی کھالو...." ہنسی کے دوران وہ بمشکل بولی۔

"تم مانو یا نہ مانو عالیان ہم دونوں ایک جیسے ہیں....

اور تم یہ بھی مان لو کہ دنیا میں کوئی تم سا ہے اور نہ ہی مجھ سا...." وہ چابی کی گڑیا کی طرح سر مٹکا کر کہہ گئی۔

✡ ✡ ✡

جوجو سے درخواست کرکے اس نے عالیان کا ایک اسکیچ بنوالیا تھا اور اب وہ یہ اسکیچ عالیان کو دینے جارہی تھی، یہ کہہ کر یہ اس نے کئی ہفتوں کی محنت کے بعد اس کے لئے بنایا ہے۔ جبکہ وہ تو سیب ایسے بناتی تھی کہ پتا نہیں چلتا تھا کہ یہ سر پراگی دم والی کرکٹ کی گیند ہے یا ٹینس کا.... یا گیند کی شکل کی کوئی دوسری چیز.... بس وہ کچھ بھی ہوتا سیب نہ ہوتا۔

آخری کلاس لے کر وہ باہر نکلا ہی تھا۔ اس نے اسکیچ ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا۔ یونی میں آس پاس معمول سے زیادہ ہی اسٹوڈنٹس ٹہل رہے تھے۔ فارغ فارغ سے، پھیلے ہوئے سے، جیسے یونی کے اندر کوئی نہ ہو سب باہر ہی ہوں۔ وہ عالیان سے ذرا سی دور ہی تھی کہ آس پاس پھیلے ہوئے چلتے اسٹوڈنٹس نے منہ سے یک آواز رولو ٹک طرز کا ساؤنڈ نکالا.... ساؤنڈ اونچا بھی تھا اور سر میں بھی جیسے اسپیکرز سے نکل رہا ہو۔

"زیرو... ون ٹو... زیرو ون ٹو..."

امرحہ اور امرحہ جیسے دوسرے چونک کر ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ بہت تیز اور مرتب آواز تھی۔

"زیرو ون ٹو... اسٹارٹ ساؤنڈ... ایکشن آن۔"

فوجوں کی طرح پیر زمین پر مارے گئے اور جو جہاں کھڑا تھا وہ وہیں کھڑا ہو گیا۔ جامد... فریز... کئی سو اسٹوڈنٹس... کئی سو مختلف انداز میں...

امرحہ اور عالیان جیسے دوسرے اسٹوڈنٹس سر اٹھا اٹھا کر ارد گرد دیکھنے لگے۔ دور، دور تک یہی منظر تھا۔ جو اسٹل تھے۔ ان کے درمیان جو اسٹل نہیں تھے۔ وہ اڑسے، پھنسے کھڑے تھے۔ کلاسز لے کر نکلتے دوسرے... اسٹوڈنٹس اپنی اپنی جگہ کھڑے ہو کر یہ منظر دیکھنے لگے... دور، دور تک یہ ساکن انسانی مجسمے کھڑے تھے۔

امرحہ دو لڑکیوں اور ایک لڑکے کے درمیان پھنسی کھڑی تھی۔ عالیان پانچ لڑکوں میں گھرا کھڑا تھا۔ سمجھنے میں وقت نہ لگا، بڑے پیمانے پر کچھ ہونے جا رہا ہے۔ کچھ وقت ایسے ہی گزر گیا، جب یونی کے اندر سے اپنی آخری کلاسز لے کر دوسرے اسٹوڈنٹس بھی نکل آئے تو روبوٹک آواز پھر گونجی۔

"کیپ کام... اسٹے اسٹل... ایکشن آن۔"

کوئی گھوم گیا، کسی نے سر گھما لیا، کسی نے پیر، کسی نے ہاتھ اور کوئی جھک گیا اور وہ نئی روبوٹک شکل میں ڈھل گئے۔ جیسے روبوٹس رک رک کر بھاگ رہے ہوں... اور پھر اگلے ایکشن پر انہوں نے ایک ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ لیے اور چوکور خانوں کی شکل اختیار کر گئے اور ان چوکور خانوں میں جونیئرز آ گئے۔

عالیان اور امرحہ آمنے سامنے کے خانوں میں تھے۔

"ہائے عالیان میں یہاں ہوں۔" امرحہ نے خوشی سے اسے آواز دی۔

غیر ارادی طور پر عالیان نے فوراً گردن موڑ کر دیکھا، وہ اپنے موبائل سے ویڈیو بنا رہا تھا۔

"میں تمہارے لیے کچھ لائی ہوں۔" اس نے ہاتھ میں پکڑے اسکیچ کو لہرا کر کہا۔ عالیان نے واپس ایسے گردن موڑی جیسے کچھ دیکھا ہی نہیں۔

ایکشن آن کی ایک اور زوردار گونج اور پیروں کی دھمک چوکور خانے تکون کی شکل اختیار کر چکے تھے۔ دور، دور تک ایک دوسرے سے جڑا تکونی جال بنا نظر آنے لگا۔ کئی سو اسٹوڈنٹس اب کئی ہزار ہو چکے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ اس میں شامل ہوتے جا رہے تھے۔ یونی کے کونے کھدروں سے نکل کر انہوں نے یقیناً اس کی مشق کی تھی۔

کارل دور سے بھاگتا ہوا آیا اور ایک تکونی ڈبے میں کود گیا۔ ایسا ہی دوسرے ان اسٹوڈنٹس نے کیا جو اس تکونی جال سے باہر کھڑے تھے۔ انہیں تو انتظار تھا اس لمحے کا...

"زیرو ون ٹو، ون ٹو اسٹے فوکس۔"

اس بار وہ گھومے ہاتھ چھوڑے، پھر ہاتھ پکڑے... اب وہ دائروں کی شکل اختیار کر چکے تھے۔ لاتعداد دائروں کی... ایک ساتھ جڑے دائروں کی...

"اسٹے فوکس... کیپ کام... اٹس ٹریبوٹ ٹائم۔"

آوازیں اور... اور بلند ہو گئیں۔ ہاتھ چھوڑے، گھومے اور پھر پکڑ لیے... پہلے سے بڑے دائرے بن گئے تھے۔

عالیان، امرحہ ایک دائرے میں آ چکے تھے اور کارل سامنے والے میں۔

"اٹس ٹریبوٹ ٹائم۔" آوازیں پیروں کی دھمک کے ساتھ گونج رہی تھیں اور پھر انہوں نے ان کے گرد گول گول گھومنا شروع کر دیا۔ فوجی مارچ کرنے کے انداز میں... کئی پروفیسرز بھی آ چکے تھے اور ڈین کو بھی آنا پڑا۔ سینئرز کی آوازوں کے علاوہ ہر کوئی خاموش رہنا چاہتا تھا۔ وہ کئی ہزار تھے اور جس انداز سے وہ یہ سب کر رہے تھے وہ قابل تحسین تھا۔ ان کی ریہرسل کی اڑتی اڑتی خبریں ان تک پہنچی تھیں۔

We are Champions -

ان کے گرد گول گول مارچ کرتے انہوں نے اپنی آواز کو ایک ساتھ ملا کر گانا شروع کیا۔ انہوں نے کامیاب ریہرسل کی تھی۔ ان کی آواز کورس میں

تھی۔

وہ گا رہے ہیں۔۔۔ وہ جو یونی سے جا رہے ہیں۔

ٹو' ون' زیرو.

ایکشن ری لوڈڈ۔۔۔ اسٹے اسٹل گول دائروں میں گھومتے وہ رک گئے۔ ان کا رک جانے کا عمل قابل داد تھا۔

"ایکشن ری لوڈڈ۔۔۔ ایکشن آن۔"

دائروں سے باہر نکلے کھڑے سینئرز نے دائروں کے درمیان میں آکر بڑے بڑے غبارے چھوڑے اور جیسے ہی وہ تھوڑے اوپر اٹھے انہیں فائر کر کے پھوڑ دیا گیا۔

وہ اور بلند آواز سے گانے لگے۔ ساتھ تالیاں بجانے لگے اور داستان گو نے اپنا پین اور ڈائری بیگ میں رکھ کر بیگ کراس کیا اور بھاگ کر دائرے بنانے والوں میں شمولیت اختیار کی اور آواز کے ساتھ آواز ملائی۔

غبارے، جو فضا میں پھوٹے تھے ان سے نکلی افشاں بکھرنے لگی۔ سنہری' سبز' سرخ' پیلی' ہر رنگ کی۔۔۔ ان کے بالوں اور سروں پہ۔۔۔ ان کے ہاتھوں اور چہروں پہ۔۔۔

امرحہ نے ہاتھ میں پکڑا اسکیچ کھول کر پھیلا لیا۔ افشاں اس پر گرنے لگی۔ اس نے اسے افشاں سے بھیگ جانے دیا' خود کو بھی۔

ہر چہرہ سج گیا' رنگ گیا۔۔۔ کاش تالیوں کی گونج' قدموں کی دھمک اور گانے کے بول کبھی ختم نہ ہوں۔ کاش فضا میں بکھری افشاں کبھی سمیٹی نہ جائے اور کاش کوئی جادوگر کمال کر دکھائے' وہ وقت کو ٹھہرا جائے۔

مانچسٹر یونیورسٹی کو یہ یاد رکھنا پڑے گا۔۔۔ جاتے ہوئے سینئرز نے اسے کیسا خراج پیش کیا تھا۔

رہ جانے والوں کی آنکھوں میں نمی آنے میں وقت نہ لگا۔ دائروں میں مقید اسٹوڈنٹس نے اسے اعزاز سمجھا۔ ان کے لئے جو گانا گایا انہیں وہ ترانہ لگا۔

اور امرحہ کو یہ ٹریبوٹ اس لئے بھی زیادہ اچھا لگا کہ اس نے ایک ہی دائرے میں خود کو اور عالیان کو کھڑے پایا۔۔۔ کاش ایسے دائرے روز بنیں۔۔۔ اور پھر کبھی نہ ٹوٹ سکیں۔

سینئرز نے ایک پارٹی کا اہتمام کیا تھا جو ایک اسٹوڈنٹ کے گھر کے لان میں ہو رہی تھی۔ امرحہ آچکی تھی۔ ویرا نے کہا تھا وہ دیر سے آئے گی۔ البتہ کارل وہاں پہلے سے موجود تھا۔ عالیان بھی کہیں نظر نہیں آرہا تھا۔ پارٹی میں سب نارمل ہی تھا۔ بس تین چیزیں ذرا سی ابنارمل تھیں۔ "روئی سے بنی شرٹس۔" جنہیں تین اسٹوڈنٹس نے پہن رکھا تھا۔ مختلف نظر آنے کے لئے یا ایونٹ کو یادگار بنانے کے لئے روئی کی گول گول گیندوں کو سی کر شرٹ کی صورت دی گئی تھی۔ بقول ان کے اپنی طرز کا ایک مختلف پہناوا۔

"بھالو ہی لگ رہے ہیں۔" امرحہ اس طرف دیکھنے سے اجتناب کر رہی تھی کہ پھر اس کی ہنسی نہیں رکنی تھی۔ ایک لڑکی آئی اس کے پاس اسے اپنی لپ اسٹک پکڑائی۔

"اسے تھوڑی دیر کے لیے پکڑو میں ابھی آئی اپنا پاؤچ کہیں رکھ کر بھول گئی ہوں۔"

امرحہ نے لپ اسٹک پکڑی اور جیسے ہی لڑکی گئی۔ اسے کھول کر دیکھا کہ اس کا شیڈ کیسا ہے' لیکن اس میں سے شیڈ کے بجائے آگ کا شعلہ نکلا۔ وہ ٹھیک اسی دوران اس سے ذرا دور شور اٹھا' اسے آگ کے شعلے نظر آئے ساتھ چلانے کی آوازیں۔ میزوں پر سجے مشروبات ان پر اچھالے گئے' ان پر جنہوں نے روئی سے بنی شرٹس پہن رکھی تھیں اور جن کی شرٹس میں آگ بھڑک اٹھی تھی۔ تینوں بری طرح سے اچھل رہے تھے' اچھا خاصا ہنگامہ ہو گیا تھا پارٹی میں۔

"آگ بجھا دی گئی لیکن یہ آگ ان کی شرٹس میں لگائی کس نے؟"

"اس نے۔" کارل نے امرحہ کی طرف اشارہ کیا۔

"ہر وقت مذاق کا وقت نہیں ہوتا کارل!" امرحہ نے بہت سخت انداز سے کہا۔ ماحول بہت سنجیدہ ہو چکا تھا ان تینوں کو فرسٹ ایڈ کے لیے اندر لے جایا گیا تھا۔ ساری پارٹی کا ماحول بدل چکا تھا اس پر کارل کا یہ مذاق۔

"یقیناً تم نے مذاق میں نہیں سنجیدگی سے یہ حرکت کی۔؟ امرحہ کی سنجیدگی دیکھ لی آپ نے" کارل نے سب سے پوچھا۔

"جھوٹ بول رہا ہے یہ۔ مجھے کیا ضرورت تھی یہ سب کرنے کی۔" امرحہ نے دیکھا سینئرز کے موڈ ایک دم سے بدل گئے۔

"میں نے خود دیکھا ہے اسے آگ لگاتے' اس کے ہاتھ میں لائٹر بھی ہے۔" کارل مذاق کے موڈ میں قطعاً "نہیں تھا۔

"یہ حرکت صرف تم کر سکتے ہو۔" امرحہ بھی مذاق نہیں کر رہی تھی۔

"لیکن اس بار تم نے کی۔ انتہائی فضول حرکت امرحہ۔ بہت فضول!"

"ایسے کام میں نہیں تم کرتے ہو' یہ لائٹر مجھے اس نے پکڑایا۔" کہہ کر اس نے لڑکی کی تلاش میں آس پاس نظر دوڑائی لیکن وہ وہاں نہیں تھی۔

"کس نے؟" کارل پوچھ رہا تھا۔

"ایک لڑکی نے۔ اب وہ یہاں نہیں ہے۔"

"وہ یہیں ہے۔ وہ تم ہو۔"

"وہ تم ہو۔" امرحہ کو تیز آواز سے چلانا پڑا۔ "سب جانتے ہیں ایسے کام صرف تم کرتے ہو۔"

"ٹھیک ہے۔ میں مانتا ہوں اسی لیے اس بار تم نے یہ حرکت کی' تاکہ سب مجھ پر الزام لگائیں' تم نے مجھے تنگ کرنے کے لیے انہیں جلانا چاہا۔ ایسی جان لیوا حرکتیں میں نے کبھی نہیں کیں۔"

"تو تم مجھ پر کبھی کیسے الزام لگا سکتے ہو۔ یہاں اور بھی تو لوگ ہیں۔" اس کی آواز اور تیز ہو گئی۔

"کیونکہ میں نے خود تمہیں دیکھا ہے اور میرا دعوا ہے کچھ اور لوگوں نے بھی تمہیں دیکھا ہوگا۔"

"جھوٹ' غلط' مجھے تو ہنسی بھی نہیں آرہی ایسے گھٹیا الزام پر۔"

"شرمندگی تو ہونی چاہیے نا امرحہ!" کارل اور سنجیدہ ہو گیا۔

"جس کسی اور نے مجھے آگ لگاتے دیکھا ہے وہ بتائے؟" امرحہ نے سب کے سنجیدہ چہروں کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"جو بھی ہوا اسے جانے دیں' لیکن امرحہ! تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔" پارٹی ہوسٹ نے قدرے تاسف سے کہا۔

امرحہ اسے دیکھتی رہ گئی "تم میری بے عزتی کر رہے ہو تم کارل کی بات کا۔"

"بات کارل کی نہیں ان لوگوں کی جان کی ہے' مجھے اچھا نہیں لگا تم نے یہ کیا۔"

"جب میں نے کچھ کیا ہی نہیں۔ تم دونوں ملے ہوئے ہو۔"

"میرا خیال ہے ہمیں بات ختم کر دینی چاہیے۔ پارٹی شروع ہونے سے پہلے ہی ختم ہو گئی' لیکن ایسی شرارتیں بڑے نقصان کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہیں امرحہ۔" سینئر لڑکی سارہ نے افسوس سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ان سب کی نظروں میں ملامت اور افسوس تھا۔ اس کا دل بھر آیا۔ ان سب سے اس کی کتنی اچھی ہائے ہیلو تھی پھر بھی وہ کارل کی بات کا یقین کر رہے تھے۔ ایک صرف لائٹر اس کے ہاتھ میں تھا اور ان کے پاس کیا ثبوت تھا۔ امرحہ کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔ اسے یہ خیال بھی آیا تھا کہ وہ سب مذاق کر رہے ہوں گے' لیکن ان کی شرٹس میں آگ لگی تھی ماحول گواہی دے رہا تھا کہ وہ مذاق نہیں کر رہے اور وہ اسی پر شک کر رہے ہیں۔

"میں نے آگ نہیں لگائی' میں پاگل ہوں جو ایسی حرکت کروں گی' شرٹس کے ساتھ انہیں بھی آگ لگ سکتی تھی' اتنی عقل ہے مجھ میں' آپ سب اس کارل کی بات کا یقین کر رہے ہیں' یہ تو دشمن ہے میرا۔ ہاں میں اسے ضرور آگ لگاتی اور پھر مان بھی لیتی اگر یہ جل

کر مر جاتا تو۔" اس کی آنکھیں چھلک جانے کے قریب تھیں۔

"میں نے بھی تمہیں آگ لگاتے دیکھا ہے امرحہ!" جیک نے اپنی پیشانی رگڑتے ہوئے کہا۔

امرحہ نے جیک کو بے یقینی سے دیکھا "کیا تم سب میرے ساتھ پرانک کر رہے ہو؟"

"پرانک تو تم نے کر دکھایا۔" جیک نے طنزاً کہا۔

اور جیک کے اس انداز پر اس کی آنکھیں چھلک پڑیں' آنسو بہہ نکلے۔ ایسے ماحول میں رہنے کا کوئی جواز نہیں رہ گیا تھا اب۔

"میرا خیال ہے مجھے یہاں سے چلے جانا چاہیے۔"

وہ مڑ کر جانے لگی۔ اسے اب یہ امید نہیں رہی تھی کہ کوئی اسے آواز دے کر روکے گا' لیکن جیک کی آواز آئی۔

"تم ایسے نہیں جا سکتیں امرحہ۔!"

"کیوں؟ تم پولیس بلوانا چاہتے ہو؟" اس نے تلخی سے مڑ کر کہا۔

"نہیں۔"

"تو پھر اور بے عزتی کرنی ہے میری؟"

"نہیں صرف اتنا بتانا ہے کہ تمہاری روتی صورت دیکھے بغیر ہم میں سے کوئی بھی یہاں سے جانا نہیں چاہتا تھا۔ وہ روئی کے بھالو بھی۔" جیک نے ہاتھ سے ایک طرف اشارہ کیا۔ تینوں بھالو نئی شرٹس میں بنے ٹھنے کھڑے دانت نکال رہے تھے۔

کارل نے آنکھ دبائی' "انہیں میری مدد چاہیے تھی اور میں انہیں انکار نہیں کر سکا۔" امرحہ ان سب کو دیکھ رہی تھی۔

"آخر بڑھاپے میں ہمارے پاس کچھ تو اثاثہ ہونا چاہیے۔ ہمیں معاف کر دینا۔ اور ہمیں یقین ہے تم جانے والوں کو معاف کر دو گی۔"

وہ ضرور جانے والوں کو معاف کر دے گی۔ لیکن انہیں کبھی یہ نہیں بتا سکے گی کہ انہوں نے اسے اس کیفیت کا شکار کر دیا ہے۔ وہی پارٹی ہے' وہی اسٹوڈنٹس' وہی ماحول' وہی پرانک اور ان کا شکار وہی امرحہ۔ لیکن وہ کہاں ہے جو اس کی روتی صورت پر ہنس نہیں سکا تھا وہ جو عین اس کے سامنے آ بیٹھا تھا۔

جس مرد کی آنکھوں کو اتنے قریب سے اس نے پہلی بار دیکھا تھا۔ تو کیا وہ ابتدا تھی۔ وہ اس کے رونے پر فدا ہوا تھا۔ وہ اسے روتا نہیں دیکھ سکا تھا۔ یہ سب اسے اب کیوں معلوم ہو رہا ہے اس نے پہلے کیوں نہیں سوچا کہ ابتدا کہاں سے ہوئی تھی۔

وقت ایک بہروپیا ہے' یہ ہمیں ڈھونڈ کر ایک نئے سوانگ میں ہمارے سامنے آ کھڑا ہوتا ہے اس کا ہر سوانگ ہمیں محظوظ کرتا ہے نا محظوظ۔ وقت ایک ظالم بہروپیا ہے۔

آخری لمحوں میں عالیان پارٹی میں آ چکا تھا ہاں اس نے محسوس کر لیا تھا۔ اور وہ اس میں غلط نہیں ہو سکتی تھی اور اگر اب بھی وہ دھاڑیں مار کر رونا شروع کر دے گی تو کیا وہ اس کے عین سامنے آ بیٹھے گا۔ کیا اس کی صورت سے لگے گا کہ وہ اب بھی اس کے ساتھ رونے کو تیار ہے۔

عالیان نے آخری منظر دیکھ لیا تھا اس کی ڈبڈبائی آنکھوں کا اور دیکھ کر فوراً" اپنی نظریں پھیر لی تھیں اگر وہ ایسا نہ کرتا تو اس کے پاس اس کے عین سامنے جا کھڑا ہوتا۔ اور یہ ٹھیک نہ ہوتا کیونکہ کل رات ہی تو اس نے مارگریٹ کے الفاظ اپنے ذہن میں نقش کیے تھے۔

"میں ہر رات اس سے نفرت کرنے کا عہد دہرا کر سوتی ہوں ہمیں ہر صبح اس عہد کو توڑتے ہوئے اٹھتی ہوں۔ دنیا میں ہر بیماری کا علاج ہو گا محبت کا نہیں۔ بے شک محبت ایک بیماری ہے اس صورت میں جب یہ ختم ہونے میں نہ آئے اور ختم کر دے۔"

اور وہ خود ختم ہونا نہیں چاہتا تھا وہ اس بے لگام جذبے کو ختم کرنا چاہتا تھا' وہ بے قاعدہ مارگریٹ کی ڈائریاں پڑھنے لگا تھا جس درد کے احساس سے پڑھنے سے ڈر رہا تھا۔ پہلے۔ وہ ان لفظوں کو اپنے دل پر کندہ کر رہا تھا جن لفظوں کو کسی نے رد کیے جانے کے کرب سے کشید کیا تھا۔ یہ عام لفظ نہیں تھے یہ وہ احساسات تھے جنہیں لیے کوئی مر چکا تھا۔ عالیان مارگریٹ کو اب

یہ ڈائریاں پڑھتے رہتا تھا۔

☼ ☼ ☼

امرحہ کی ڈائری کا ایک صفحہ

وہ سب چلے گئے ' اپنے ساتھ وقت کو لیے اور اس وقت کی ہر یاد کو بھی۔ دنیا کے مختلف کونوں میں بکھرنے ' کبھی دوبارہ نہ ملنے ' میوزک بارز ' کلب اور کینٹین میں مل بیٹھ کر فٹبال میچ دیکھنے والے اب گھروں کی خاموشی میں دیکھا کریں گے۔ میزوں پر چڑھ کر جیت کا جشن منانے والے کندھوں پر دوستوں کو اٹھا کر ہا ' ہو کرنے والے اب ایسی حرکتوں کو بچکانہ سمجھیں گے۔

کاروں کی ریس لگانے والے ' میوزک کنسرٹس کی ٹکٹوں کے لیے بھاگ دوڑ کرنے والے ' پورا ہفتہ ویک اینڈ کا انتظار کرنے والے ' ہر ہفتے گھر جانے والے ماما ز بوائے اور بار بار بلانے پر بھی گھر نہ جانے والے نام کڈز اور سیکرٹ سوسائٹی کے ' بھی جیٹ لی ' بروس لی۔ یہ سب چلے جائیں گے۔ ان کی اسٹوڈنٹ ڈائریاں گرد آلود ہو جائیں گی اور کسی اداس شام سڑک کے کنارے چلتے ' دریا کے کنارے بیٹھے ' کیفے میں کسی کا انتظار کرتے یا آتش دان کے قریب بیٹھ کر یونیورسٹی پر بنی کوئی فلم دیکھتے یہ گزرے وقت کو سوچ کر اداس ہو جایا کریں گے۔

اس پارٹی میں سب نے ایک ایک منٹ کی تقریر کی تھی۔ سب سے پہلے ویرا نے ان کے لیے ایک الوداعی روسی گانا گایا۔ میں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں اور دور جا کر کھڑی ہو گئی ' اس کے لیے جو ناپسندیدگی میں نے دل میں چھپا رکھی تھی اب وہ باہر بھی آنے لگی تھی اور مجھے اس پر کوئی افسوس نہیں تھا۔

کارل نے تقریر میں کہا کہ اسے افسوس رہے گا کہ وہ ان میں سے چند ایک کو الو نہیں بنا سکا تھا کیونکہ باقی الوؤں نے ہی اس کا سارا وقت لے لیا تھا۔ عالیان نے بہت کچھ کہا اور میں نے چاہا کہ وہ بس بولتا ہی رہے۔

اس نے کہا۔

"میں تم سب کو تمہاری عادتوں سمیت یاد رکھوں گا بھلا میں یہ کیسے بھول سکتا ہوں کہ کیسے تم سب نے اپنی اپنی برتھ ڈے پارٹیز میں ایک ایک پونڈ کے کیک سے ساٹھ ستر اسٹوڈنٹس کے پیٹ بھرے اور پھر اترا اترا کر اسے گرینڈ برتھ ڈے پارٹی کا نام بھی دیتے رہے۔ تم میں سے اکثر نے جب بھی مجھے ٹریٹ دی۔ میرے ہی ساتھ بیٹھ کر ' ساتھ ساتھ کھا کر دی ' یعنی آدھی اور جب بھی واپس لی پوری لی۔ اپنے خالی والٹ مجھے دکھا دکھا کر تم سب مجھے خود پر ترس کھانے کے لیے کہتے رہے اور میں نے ترس کھایا بھی اور جب جب میں نے اپنا خالی والٹ تمہارے آگے کیا تو تم نے منہ بنایا وہ بھی دی ہک جتنا بڑا اور ہرا۔"

عالیان کے بعد میں کھڑی ہوئی میز پر تقریر کے لیے اس کے بعد اور اس کے ساتھ میرا ہی نام آنا چاہیے نا۔ اور میں نے کہا۔

"مجھ میں سمیٹ لینے کا ہنر ہوتا تو تم سب کو چھوٹے چھوٹے بونے بنا کر ایک ڈبے میں سمیٹ کر اپنے ساتھ رکھ لیتی ' کہیں جانے نہ دیتی۔" میری اس بات پر سب نے بہت تالیاں بجائیں۔ اور سائی۔ وہ پورے دو منٹ تک کھڑا روتا رہا اس کی جگہ کارل نے تقریر کی۔

"میں نے ایک کتاب لکھ لی ہے جس میں تم سب کے راز عیاں کیے گئے ہیں۔ جاتے جاتے سب ہزار ہزار پونڈ میرے پاس جمع کرواتے جانا اور کتاب میں سے اپنا نام اور راز کٹواتے جانا ' ورنہ چند سالوں بعد اخبارات کی سرخیاں بنتے ' طلاقیں لینے اور دیوالیہ ہونے کے لیے تیار ہو جانا۔"

شکریہ۔ نیک تمنائیں۔ سائی ان بھیس کارل۔

میں نے عالیان کو اسکیچ نہیں دیا تھا۔ ایگزامز کی تیاری کے دوران میں علی گمگ میں کئی بار اس کے پاس سے جا کر پلٹ آئی ' یہ سوچ کر کہ شاید وہ اپ سیٹ ہو جاتا ہو۔ اور اس کا رزلٹ خراب ہو جائے کیونکہ ہر

حال میں اتنا تو جان گئی ہوں کہ میں اس کے لیے ایک وبال بن گئی ہوں۔ سینئرز اور جونیئرز کے چند گروپس میں ایگزامز کے بعد کھیلوں کے مقابلے ہوئے تھے۔

کشتی رانی کے مقابلے کے دوران عالیان اور کارل کی کشتی الٹ گئی تھی۔ اس وقت کنارے پر کھڑے میں نے خود کو ناک تک گہرے پانیوں میں ڈوبا پایا تھا' اور اس حالت میں مجھ پر بہت سے انکشافات ہوئے تھے۔

اسٹوڈنٹ یونین کے لیے رضا کار بنے میں نے بھی جانے والے اسٹوڈنٹس کی چیئرٹی کے لیے دیے جانے والے سامان کو اکٹھا کیا تھا۔ کتابیں' کپڑے' گھریلو استعمال کی دوسری چیزیں اور نہ جانے کیا کیا جو وہ ان سالوں میں خریدتے رہے تھے اور اپنے ساتھ واپس نہیں لے جاسکتے تھے۔ اس سامان کو ہم نے نیلام کردیا تھا۔

اوک ہاؤس سے اکٹھا کیے جانے والے سامان میں سے مجھے ایک ڈائری ملی جس پر "سائی کو دے دی جائے" لکھا تھا۔ اور کوئی نام نہیں تھا۔ اگلے دن سائی کو دینے سے پہلے میں خود کو اس کی ورق گردانی سے روک نہیں پائی۔ ڈائری لکھنے والا بہت ہی حساس اسٹوڈنٹ تھا اسے خزاں میں گرنے والے پتوں پر بھی آنسو بہائے تھے۔ ڈائری کے آخری صفحات میں' میں نے اپنا نام پڑھا اور اس کے آگے صرف اتنا لکھا تھا۔

" میں نے اسے روتے ہوئے دیکھا۔ وہ بار بار اپنی آنکھوں کو مسل رہی تھی۔ مانچسٹر سے دور دنیا کے کسی حصے میں رہتے ہیں' کبھی کبھی یہ ضرور سوچوں گا۔ کیا وہ دونوں ایک ہوگئے۔"

ان سطروں نے میرے اندر سناٹا بھر دیا اور پھر میرے وجود نے اندر ہی اندر ساری دنیا سے چھپ کر خاص کر معاشرے اور روایات سے عالیان' عالیان کا ورد کیا۔

میری آنکھ میں بہت خوب صورت مناظر قید ہیں۔ میں نے ماضی میں خود کو بہت کم مبہوت ہوتے پایا ہے لیکن جب عالیان کے بکھرے بالوں پر' پلکوں پر افشاں گرنے لگی بکھر گر کر ٹھہرنے لگی تو میں نے مبہوت ہونے کا مطلب جان لیا۔ وہ اچھل رہا تھا' ان کے ساتھ گا رہا تھا' اپنے سر کو جھٹک رہا تھا۔ میں نے اس منظر کو تصور میں جلد کیا اور خود کو اس کی آنکھوں کے قریب کر کے اس کی آنکھوں پر پلکوں پر پھونک ماری

اور افشاں کو ہتھیلی میں قید کرلیا اور پھر اپنی پوروں سے اس کی پلکوں کو چھو کر میں نے وہ افشاں سمیٹ لی۔ میں نے مٹھی بند کرلی۔ میری پشت پر ہزاروں سوال چیخ چنگھاڑ رہے تھے' واویلا مچا رہے تھے لیکن میں نے کسی کو نہیں سنا۔ میری مٹھی کو کھول کر میری افشاں چرائے جانے کی ہمت اب کوئی نہیں کرسکے گا۔

وہ ویڈیو بنانے میں مصروف تھا اور میں آنکھوں کی پتلیوں سے اس کی تصویریں لینے میں۔ مجھے کچھ خبر نہیں تھی کہ میرے آس پاس کیا ہو رہا ہے۔ اور مجھے اس سے مطلب بھی نہیں تھا۔ میں اسے چند بار سائیکل سے گرا چکی ہوں' میرا خیال ہے یہ صرف اتفاق ہے لیکن دیکھنے والوں کا ماننا ہے کہ "صرف اتفاق تو نہیں" میں اس پر وضاحت نہیں دوں گی۔ میں اب وضاحتوں سے بچنا چاہتی ہوں' میری کلاس فیلو ٹریسا کا کہنا ہے کہ سوچیں آدھی خوشی نگل لیتی ہیں اور انسان کو پوری خوشی ملتی ہی کہاں ہے کہ وہ آدھی کو بھی کھودے۔

میں اس پر بھی وضاحت دینا پسند نہیں کروں گی کہ میں ہارٹ راک جانے والے راستے پر خود کو کھڑا کیوں رکھتی ہوں اور ہر رات پیغامات لکھ کر انہیں سنبھال لینا میں نے اپنا معمول کیوں بنالیا ہے' میں سمجھتی ہوں کہ اپنی ذات کا حساب کتاب اگر ہم کسی اور سے نکلواتے ہیں تو ہمیشہ جواب غلط نکلتے ہیں اور خود ہمیں اس حساب کتاب کو کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ میں نے اب اجازت لیے بغیر اپنی ذات کے سارے سوالات نکال لیے ہیں اور جوابات میں "عالیان" کو نکلتے پایا ہے۔ "گوشوارہ امرحہ نام عالیان"

ڈائری کے ان آخری صفحات تک آتے آتے میں نے سوچنا کم کردیا ہے کیوں کہ اگر میں نے ایسا کرنا

شروع کیا تو مجھے اپنی مٹھی کھولنی پڑے گی اور میری افشاں اڑ جائے گی۔۔۔

☼ ☼ ☼

عالیان کی ڈائری کا صفحہ :

میرے بہت سے ہال میٹس' یونی فیلوز اور دوست جا چکے ہیں اور ایسا پہلی بار ہوا ہے کہ میں سہم گیا ہوں' میرا مانچسٹر' میری دنیا ماما سے آباد ہیں' لیکن اس بار مجھے دنیا خالی خالی لگنے لگی ہے' کیا یہ سب ان کے جانے سے ہوا؟

میں نے خود کو فضول کام کرتے بھی پایا' سڑک پر چلتے بسوں اور کاروں کو گنتے' لوگوں کے چہروں پر نہ جانے کیا تلاشتے اور ان کے چلنے کے انداز اور جوتوں کی بناوٹ پر غور کرتے۔ کبھی کبھی مجھے لگتا ہے میں بے مقصد زندگی گزار دوں گا اور عملی طور پر کچھ نہیں کر سکوں گا۔ مجھے خود کو پرجوش کرنے کے لیے ماما مہر کو یاد کرنا پڑتا ہے اور ماما مارگریٹ کا خیال آتے ہی میں کسی سزا کی کیفیت میں آجاتا ہوں۔ میرے لیے مسکرانا آسان ہو گیا ہے اور خوش رہنا مشکل۔ وہ ساری چھوٹی چھوٹی کہانیاں جو میں سنا کرتا تھا اب مجھے ان سے نفرت سی کیوں ہونے لگی ہے' اور میں نے جو اتنا عرصہ خود کو ماما کے خطوط اور ڈائریوں سے دور رکھا اب ہر وقت میں انہیں پڑھنے پر مائل کیوں رہتا ہوں۔ کیا میں ان کی اور اپنی کیفیات کا موازنہ کرنا چاہتا ہوں۔

میں ماما کی ڈائریوں سے سبق لے رہا ہوں کیوں کہ مجھے وہ نہیں بننا جو ماما بن گئی تھیں۔ وہ کمزور تھیں' میں بھی کمزور ہوں' لیکن کسی کو تو ہمت دکھانی ہی پڑے گی ان جذبوں کے سامنے جو ہم اپنی ہتھیلیوں میں بھر کر' گھٹنوں کے بل جھک کر کسی کے قدموں میں نچھاور کر چکے ہوتے ہیں۔

میں خود کو مجبور بھی پاتا ہوں اور پابند بھی' میں دو حصوں میں بٹا ہوا ہوں' اگر مجھے ایک پرسکون زندگی گزارنی ہے تو مجھے دونوں حصوں کو ایک کرنا ہو گا تو پھر مجھے ویرا کو ہاں کہہ دینا چاہیے تھا روس دیکھنے کے لیے۔۔۔ اس کا روس اچھا ہی ہو گا۔۔۔ اس کی طرح۔۔۔ اور مجھے زندگی کو اور زیادہ جوش سے جینا ہو گا تاکہ بے خودی مجھے ہرا نہ دے۔

☼ ☼ ☼

ایگزامز کے بعد میں روس جانا چاہتی تھی۔ مجھے پاپا سے ملنا تھا' برف پر پھسلنا تھا' لیکن ساری تیاری کر کے بھی میں نہیں گئی۔۔۔ میں بھی کیوں نہیں گئی۔۔۔ میرا خیال ہے عالیان ہاں کہہ دیتا تو اب ہم دونوں روس بیٹھے ہوتے۔ اس نے کہا ابھی وہ روس دیکھنا نہیں چاہتا' ٹھیک ہے پھر میں نے بھی اپنا سامان کھول دیا۔ مجھے اپنے آس پاس کے لوگوں سے محبت کرنی بھی آتی ہے اور ان کا خیال رکھنا بھی' اسی لیے میں عالیان کا بہت خیال رکھ رہی ہوں کیوں کہ میرے خیال میں پوری دنیا میں اس وقت ایک اسے ہی سب سے زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔

☼ ☼ ☼

امرحہ نے جو ڈائری مجھے دی۔ اسے پڑھ کر میں کئی راتیں سو نہیں سکا۔ وہ ایک ایسے اسٹوڈنٹ کے احساسات سے بھری ہوئی تھی جو کئی سالوں تک یہ فیصلہ کرنے میں ناکام رہا تھا کہ اسے اپنی دوست سے محبت ہے یا صرف لگاؤ۔۔۔ لڑکی اس کے ملک میں اس کے آبائی شہر میں اس کے گھر کے سامنے والے گھر میں رہتی تھی۔ ایک رات اسے اوک ہاؤس میں لڑکی کی اچانک موت کی اطلاع موصول ہوئی' لڑکی کے دماغ کی نس پھٹ چکی تھی پھر اسے فیصلہ کرنے میں آسانی ہو گئی کہ "اب وہ اس کے بغیر ایسے زندہ ہے جیسے اس کے ساتھ ہی مر چکا ہے" کچھ فیصلے صرف دائمی جدائی کے ہاتھوں ہی طے پاتے ہیں اس سے پہلے خبر ہوتی ہے نہ احساس۔۔۔ اور میں بہت سے لوگوں کو یہ احساس دلانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ ٹھیک ٹھیک وہ تحریر

پڑھنے کی کوشش کریں جو کوئی آپ کی ذات میں رقم کر گیا ہے۔

٭ ٭ ٭

کارل کی ڈائری

کبھی کبھی میرا دل چاہتا ہے کہ میں جارج کا گلا دبا کر اسے ختم کر ڈالوں' یعنی کہ وہ جارج میری پوری گیارہ ٹوئیٹس لے کر بھاگ گیا اور جینا جس نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ جاتے ہوئے مجھے اپنی کار دے کر جائے گی اگر پروم نائٹ کی متوقع کوئین کا ڈریس یا منہ میں کسی طرح سے بگاڑ دوں' یا اسے پروم نائٹ میں آنے کے قابل ہی نہ چھوڑوں' تو میں نے دوسرا کام کر دکھایا اور فوڈ پوائزن سے اسے پروم نائٹ سے دور رکھا اور جینا اپنا بوریا بستر اور کوئین کراؤن سمیٹ کر کار سمیت مجھ سے ہی دور ہو گئی۔ میں نے اس کے گھر کا پتا ڈائری میں محفوظ کر لیا ہے ایک دن جینا جان جائے گی اچھا ہوتا اگر وہ مجھے کار دے جاتی۔۔۔ میں جلد ہی امریکا جاؤں گا۔

آج کل میں کافی مصروف ہوں۔ ویلکم ویک کے لیے اس بار میں نے کچھ ایسے مصنوعی کیڑے دریافت کیے ہیں جو کھال کے ساتھ چپک کر کھال کو نیلا کر دیتے ہیں۔ یہ وہی کیڑے ہیں جنہیں دیکھتے ہی لڑکیاں اچھلنے اور پھدکنے لگتی ہیں اور اس بار میں نے چین میں پہلے سے زیادہ طاقت ور بیٹری فکس کی ہے صرف اتنی طاقت ور کہ جب تجربے کے طور پر میں نے شاہ ویز کو اس سے چھوا تو وہ اچھل کر دور جا گرا اور اس نے اقرار کیا کہ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا تھا۔ کچھ اور بھی آلات ہیں' لیکن ابھی میں ان پر کام کر رہا ہوں۔

فریشرز آخر تم کب آؤ گے۔۔۔ تمہارا کارل۔۔۔ نیک تمنائیں۔

٭ ٭ ٭

آسک می کی شرٹ پہنے اور آسک می کا بورڈ پکڑے وہ کافی خوش سی تھی۔ وہ اپنا بورڈ لے کر سب سے پہلے عالیان کے پاس گئی۔

"پوچھو! مجھ سے کیا پوچھنا ہے۔۔۔ جس وقت میں تمہارے پاس آئی تھی اس وقت تم نے کافی کے ہزار وہ ہزار کپ پی رکھے تھے۔۔۔ وہ تو میں حوصلہ مند تھی جو تمہارے انداز اور لب و لہجے پر رونے لگی تھی۔ ویسے مجھے یہ بات بعد میں ڈیرک نے بتائی تھی کہ لڑکیاں جان بوجھ کر بار بار آکر تمہیں تنگ کر رہی تھیں اور حیرت ہوئی یہ سن کر کہ ایسی لڑکیوں کے سر پر تم نے آسک می کا بورڈ کیوں نہیں دے مارا' شاید ان سب کا غصہ تم نے مجھ پر نکال دیا تھا۔ کیا تمہیں ذرا سا بھی ترس نہیں آیا تھا مجھ پر۔۔۔ اچھا تم ایسا کرو میرے ساتھ کھڑے ہو جاؤ' میں تمہیں بتاتی ہوں کہ جب مجھ جیسی ڈری سہمی اور بے چاری سی لڑکی آتی ہے تو اسے کیسے ڈیل کیا جاتا ہے اور اگر اسے اس جگہ تک چھوڑ آیا جائے جہاں جانے کے بارے میں وہ پوچھ رہی ہو تو ہماری عظمت اور شان میں کمی نہیں آجاتی۔۔۔ ویسے آج بھی کافی ہی پی کر نکلے ہو نا۔۔۔ ٹھیک ہے آج تو ضروری تھا ضرورت بھی کیا ہے سب سے نرم خوئی سے بات کرنے کی۔" وہ اس کے ساتھ کھڑی بولتی ہی جا رہی تھی۔

ایک اسٹوڈنٹس عالیان کے پاس اس سے کچھ پوچھنے لگا ہاتھ کے اشارے کے ساتھ وہ اس اسٹوڈنٹ کے ساتھ جانے لگا اور دور چلا گیا۔ اسی دوران ایک ایشیائی لڑکی اس کے پاس آئی اور کافی دیر تک اس کا سر کھاتی رہی یا تو اس لڑکی میں بولنے کی طاقت بہت زیادہ تھی یا اس نے سمجھ رکھا تھا کہ دوسروں میں سننے کا حوصلہ بے مثال ہے۔ وہ کافی تفصیل سے اسے یہ بتانے لگی کہ کن خطرناک مراحل سے گزر کر اس کا داخلہ یونی میں ہوا ہے' کیوں کہ اس کے دادا مان ہی نہیں رہے تھے۔ ایک دوسری لڑکی آئی اور کھڑے کھڑے یونیورسٹی کے بارے میں سب جان لینا چاہا حتیٰ کہ اس نے یہ سوال بھی پوچھ لیا کہ اسٹوڈنٹ یونین کے صدر کا انتخاب کن مراحل سے گزر کر کیا جاتا ہے

اور معقول کن مراحل سے گزر کے۔۔۔

اور کچھ کا خیال تھا کہ "آسک می" سب بتا سکتے ہیں یہ بھی کہ آکسفور روڈ سے بس کہاں کہاں لے جاتی ہے اور یہ بھی کہ کینٹین میں برگر کتنے کا ہے اور کافی کتنے کی۔۔۔ ایک نے یہ بھی پوچھ لیا کہ اس کی دوست ڈمی کہاں ہوگی اس وقت یونی میں کسی کا سوال صرف اتنا سا تھا کہ کس طرح کی ڈریسنگ کر کے آنے سے وہ یونی میں جلد مشہور ہو جائے گی۔

تو ایک سال پہلے عالیان نے اس کے ساتھ بالکل ٹھیک کیا تھا کیوں کہ ہر برداشت کی ایک حد بالآخر ہوتی ہے۔۔۔ تو جس جس مقام سے وہ گزرا ہے اس اس مقام سے وہ گزرے گی تو جان پائے گی کہ حقیقتاً "ہوتا ہے کیا اور پھر محسوسات کیا ہو جاتے ہیں۔

"جیسمین یہ تمہاری گردن پر کیا ہے؟" گہرے سرخ بالوں والی لڑکی نے چلانے میں کنجوسی برتی نہ احتیاط۔۔۔ دونوں امرحہ سے ذرا سی دور تھیں۔

جیسمین نے تڑپ کر سرخ بالوں والی کی طرف دیکھا۔ "کیا ہے میری گردن پر؟"

"او مائے، مائے، تمہاری گردن تو نیلی پڑ گئی ہے یہ چھوٹا سا کیڑا یہ تو زہریلا لگتا ہے "اف یہ تو تمہاری گردن سے اتر ہی نہیں رہا اور یقیناً" اس نے اپنا ڈنک تمہاری گردن میں گاڑ رکھا ہے۔۔۔ زہر پھیل رہا ہے تمہاری گردن میں۔۔۔" یہ سن کر جیسمین نے چلانے میں اپنی دوست کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔

ان دونوں کے تاثرات دیکھ کر نہ چاہتے ہوئے بھی امرحہ کی ہنسی نکل گئی۔ ان سب میں یہ خاموش معاہدہ طے تھا کہ کارل کے بارے میں کوئی اپنی زبان نہیں کھولے گا۔

اس بار فریشرز میں نمونوں کی بھرمار تھی جیسے کہ ایک لڑکی کو دیکھ کر کچھ ایسا لگ رہا تھا جیسے پیرس فیشن ویک کے ریمپ سے چلتی سیدھی یونیورسٹی آگئی ہو اور ایک نے کانوں میں اتنے بڑے بڑے بندے اور کلائیوں میں ایسے ایسے کڑے پہن رکھے تھے کہ گمان ہوتا تھا کہ کرتب کے کرتب سازوں کے آلات فن چرا لائے کا شغل رکھتی ہوں اور چند فریشرز کو دیکھ کر امرحہ کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ کیا ثابت کرنا چاہ رہے ہیں کہ "دنیا ایک جنگل ہے اور ہم اس کے باسی۔۔۔" یا یہ کہ بہت رہ لیا اس قدیم سی دنیا میں چلو اب کسی اور سیارے کی طرف نکلیں۔" یا شاید یہ ثابت کرنا چاہ رہے تھے کہ "میں انسان بنے رہنے سے تھک گیا ہوں جب سے پیدا ہوا ہوں انسان ہی ہوں اب مجھے کوئی اور مخلوق ہونے کا شرف بھی حاصل کرنا چاہیے۔"

ڈیرک آیا اس کے پاس "میری جگہ کھڑی ہو، کیسا لگ رہا ہے؟" کہہ کر دانت نکالے "کچھ بتا نہیں سکتی کاش میری بھی ناک لمبی ہوتی تو میں اپنے احساسات جان پاتی۔۔۔"

"ہاہا! جس طرح تم میری ناک کو گھور رہی تھیں میں نے اس رات سنجیدگی سے ناک کی سرجری کروانے کے بارے میں سوچا تھا۔"

"پھر سوچنا ترک کیوں کر دیا؟" اس نے دانت نکالے۔

اسے ایک چاکلیٹ ٹوئیٹ دے کر، تھوڑی گپ شپ لگا کر وہ چلا گیا۔

ویلکم ویک کا آخری دن تھا، معمول سے زیادہ اسٹوڈنٹس کا رش تھا کہ انتہائی ہائی فائی ڈریسنگ میں، آنکھوں پر چشمہ لگائے، کسی مشہور و معروف ہیئر اسٹائلسٹ سے بال بنوائے ایک لڑکا اسٹارڈم کی دھول اڑاتے چار عدد کالے پینٹ کوٹ اور چشمے چڑھائے گارڈز کے نرغے میں یونی کے اندر آیا۔ اس کے آگے پیچھے فوٹو گرافرز کا ہجوم تھا جو دھڑا دھڑ اس کی تصویریں بنا رہا تھا۔

امرحہ منہ کھولے دیکھتی ہی رہ گئی۔ وہ دیکھ رہی تھی کہ کیا وہ اتنا ہی خوب صورت ہے۔۔۔ ہمیشہ سے۔۔۔ اگر گارڈز اور فوٹو گرافرز اس کے گرد نہ بھی ہوتے تو بھی وہ ہجوم کو روک لینے کا کمال رکھتا تھا۔۔۔ اس کا فیورٹ سپر

اسٹار اس سے کچھ ہی فاصلے پر تھا... کیا یہ سچ تھا؟

فریشرز جہاں کھڑے تھے وہیں کھڑے رہ گئے خاص کر افریقی ' ایشیائی ' چھوٹے اور ترقی پذیر ملکوں کے اسٹوڈنٹس اس خوب صورت اور مشہور انسان کو گردنیں اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگے جس کی تصویریں کھینچنے کے لیے فوٹو گرافرز مرے جا رہے تھے اور ان کے پیچھے مائیک ہاتھ میں لیے ٹی وی چینلز کے رپورٹرز لائیو کوریج کر رہے تھے۔

"مسٹر جین نے مانچسٹر یونیورسٹی میں پڑھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ ایک دانش مندانہ فیصلہ ہے' لیکن میں تھوڑا تشویش میں مبتلا ہوں کہ کیا یونیورسٹی انتظامیہ ان کے لاکھوں فینز کو یونیورسٹی تک آنے سے روک سکے گی ' مجھے خدشہ ہے کہ وہ ایسا نہیں کر سکے گی۔" مائیک ہاتھ میں لیے ٹی وی رپورٹر اپنی پونی ٹیل کو ہلا ہلا کر تیز تیز بول رہی تھی۔

پینٹ کی ایک جیب میں ہاتھ ڈال کر وہ کھڑا ہو گیا اور یونی کو سر اٹھا کر دیکھنے لگا اور ایسا کرتے اس نے گردن کو ایسا خم دیا کہ امرحہ سانس لینا بھول گئی۔

اپنے سارے ضروری کام چھوڑ کر فریشرز انہماک سے مسٹر جین کو دیکھ رہے تھے' یہ ضرور کوئی فلم اسٹار ہے یا شاہی خاندان کا فرد یا کسی بڑے ' لیکن غیر معروف ملک کا متوقع شہزادہ... کوئی فٹ بالر' سنگر جسے فی الحال وہ نہیں جانتے... ہاں وہ نہیں جانتے... فریشرز نے مزید وقت ضائع کرنا فضول سمجھا اور پاگلوں کی طرح معروف مسٹر جین کی موبائل سے تصویریں اور ویڈیو بنانے لگے تاکہ اپنے ملکوں کے مقامی اخبارات کو دے سکیں' سوشل میڈیا پر وائرل کر سکیں۔

اسی دوران لڑکیوں کا ٹولہ چلاتا ہوا اس کی طرف لپکا' گارڈز نے لڑکیوں کو دور سے ہی روک لیا۔

"آنے دیں انہیں..." اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔

لڑکیوں نے خوشی سے بے ہوش ہونے سے پہلے اپنے اپنے ہاتھ آٹوگراف کے لیے آگے کیے اور لڑکے لڑکیاں بھی آنے لگے اور گارڈز کا حلقہ توڑنے کی کوشش کرنے لگے۔

اب تو کوئی شک ہی نہیں رہ گیا تھا۔ فریشرز بھی آگے بڑھے' وہ بے چینی اور جوش کا شکار تھے۔ کوئی ابہام نہیں رہ گیا تھا وہ خوش ہیں کہ کوئی اسٹار ان کی یونی میں ان کے ساتھ پڑھے گا۔

"ان کے فینز نے ان پر ہلا بول دیا ہے۔ ویل ایسے ماحول میں یہ صرف پڑھ نہیں سکیں گے یا پڑھنے نہیں دیں گے' لیکن یہ قابل تعریف ہے کہ مسٹر جین نے اتنی کامیابیاں سمیٹ لینے کے بعد بھی پڑھنے کا فیصلہ کیا۔"

پونی ٹیل والی کی تیز آواز میں رپورٹنگ جاری تھی اس کی آواز اتنی تیز تھی کہ فریشرز کا آدھا مجمع آرام سے سن سکتا تھا اسی کی طرح کی دوسری رپورٹر دوسری طرف کھڑی تیز تیز آواز میں رپورٹنگ کر رہی تھی۔

ویلکم ویک کے اس آخری دن یہ سب آنا "فانا" ہوا وہ آیا اور چھا گیا' چند منٹ لگے اور فریشرز اس کے گرد

گھیرا بنا کر کھڑے ہو گئے اور جو ادھر ادھر تھے وہ بھی اسی کی طرف دیکھنے لگے کہ کون آیا ہے... سب کے موبائلوں والے ہاتھ بلند تھے اور پھر اس گھیرے کے اندر ایک بورڈ بلند ہوا جس کے ایک طرف لکھا تھا۔

"ویلکم فریشرز... وی آر یور سینئرز۔ تھینکس فار دی اٹینشن۔"

اور بورڈ کی دوسری طرف لکھا تھا۔ یو آر آسم فولز۔"

نئے آنے والے ہونقوں کی طرح بورڈ پڑھتے رہ گئے اور پھر ان بلند بانگ قہقہوں کو سننے لگے جو مسٹر جین اس کے گارڈز، فوٹو گرافرز اور اس کے فینز ان کی طرف اشارے کر کر کے لگا رہے تھے خفت ان کے چہروں پر لکھی تھی، سینئرز نے انہیں آتے ہی دھر لیا تھا۔

جب فینز عالیان سے آٹو گراف لے رہے تھے تو وہ بھی فوراً" اس کے پاس گئی تھی اور ایک سادہ کاغذ اس کے سامنے کیا تھا۔

"اس پر اپنا نام لکھ دو۔" امرحہ نے اس کے سامنے کھڑے ہو کر بہت خوش ہوتے ہوئے کہا۔ کیمروں کے لیک فلیشز ان دونوں پر پڑ رہے تھے وہ اس انسان کے سامنے کھڑی تھی جو پوری یونی کی توجہ کا مرکز بنا ہوا تھا۔

عالیان نے کاغذ پر ایسے ہی لکیریں کھینچ دیں۔

"مجھے تمہارا نام چاہیے لکیریں نہیں۔" اس نے اردو میں کہا۔

ناچار اس نے اپنا نام لکھ دیا اور وہ گارڈ نے کارل کو دھکا دے کر حلقے سے باہر نکل آئی اور رپورٹنگ کرتی ویرا کے قریب سے گزرتی خود کو ہجوم سے دور لے گئی۔

اس کا خیال تھا وہ ایک معرکہ سر کر آئی ہے وہ اس کا نام لکھوا لائی ہے اور اس سے پہلے جب اس نے بے نیازی سے اپنی فینز کو دیکھا تو امرحہ دنگ رہ گئی۔ کیا وہ ایسا ہی ہر فن مولا ہے... اس میں کتنی ادائیں ہیں کہ ختم ہونے میں آتی ہیں نہ گنتی میں...

جب وہ اس کا نام لکھوا لے گئی تو عالیان کو لگا وہ اس کا مذاق اڑا گئی ہے۔ اور اب اسے یہ زیادہ شدت سے لگنے لگا کہ وہ اس کا کھلونا ہے، جب جی چاہا کھیل لیا ورنہ توڑ دیا اور پھر جوڑنے کے لیے آ گئے۔

انہوں نے نئے آنے والوں کو الو بنایا... اب وہ سب ہنس رہے تھے۔ یہ عالیان کا ظاہر تھا، لیکن اندر سے وہ خاموش تھا۔ وہ سوچ رہا تھا ایک مذاق تو اس کے ساتھ بھی ہوا جو اتنا عملی تھا کہ اسے ہی بے عمل کر ڈالا تھا۔

✡ ✡ ✡

امرحہ کی ڈائری کا صفحہ

"میں نے اسے انکار کر دیا۔ مجھے ایک مسلمان سے شادی کرنے میں دلچسپی نہیں تھی۔ پھر میں نے ہر رات جاب سے واپسی پر اسے اپنے راستے میں کھڑے پایا... ہر رات، ہر صبح۔ وہ مجھے دیکھا رہتا اور میں اس کے پاس سے گزر جاتی وہ اتنا مستقل مزاج ہے کہ میرے انکار پر بھی میرے راستوں میں کھڑا رہتا ہے میرے ساتھ بس میں سفر کرتا ہے، خریداری کے دوران میرے آس پاس رہتا ہے اور پھر کتنے ہی مہینوں بعد جب میں نے اسے وہاں صرف ایک دن کھڑے نہیں پایا تو میں نے اپنی آنکھوں کی روشنی کم ہوتے ہوئے محسوس کی۔ اس کا وہاں کھڑے رہنا کیوں ضروری تھا اور ایک اس کے وہاں نہ ہونے سے دنیا میں کچھ باقی کیوں نہ رہا اور میں نے سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا "خدا کی تلاش میں" کہ وہ مجھے بتائے کہ کیا ایسا ہی ہے۔

میں گھر واپس آ گئی اور رات صدیوں پر محیط ہو گئی۔

پلکوں کی جنبش کے سوا میرے وجود نے حرکت نہ کی۔

مجھے اس سے محبت نہیں ہو گئی تھی، لیکن وہ میرے لیے ضروری ہو گیا تھا۔ اب اگر وہ مجھے صبح و شام دیکھنے کو نہیں ملے گا تو میری بینائی پر اثر پڑے گا۔ اب اگر اس کا سایہ میرے پیچھے پیچھے نہ رہا تو میرا وجود بے سایہ ہو جائے گا اور اس رات میں نے پہلی بار سوچا اسے ہاں کہہ دینے میں مجھے تامل کیوں ہے، کیا میں مغرور ہوں کہ میں بہت خوب صورت ہوں یا کوئی اور فرق غالب ہے؟

"لیکن وہ انسانوں کی پہلی شناخت تو انسان ہونا ہوتا ہے نا۔" اس رات صرف پلکوں کی جنبش پر اختیار نہ رکھتے ہوئے میں نے یہ فلسفہ گھڑا۔ یہ میری اپنی قابلیت تھی یا اس شخص کی قوت کہ میں نے ایسا فلسفہ خود کو سکھا دیا۔

محبت دنیا میں سب سے بے اختیار جذبہ ہے اور یہی اس کی سب سے بڑی خرابی ہے۔

عالیان نے کئی بار اسے اپنے راستوں میں کھڑا دیکھا تھا وہ ایسے ظاہر کرتا جیسے اسے دیکھا ہی نہیں۔ اسے یقین تھا کہ اُس شخص اور اس امرحہ میں ایک جیسی خامیاں اور خوبیاں ہیں۔ پہلے جکڑ لینا پھر جھٹک دینا' پہلے ہنسانا پھر رلانا' پہلے اپنے ساتھ زندہ رکھنا پھر اپنے بغیر مردہ کر جانا۔ یہ لوگ ایک جیسے ہوتے ہیں' برباد کر دینے والوں لوگوں کی رمزیں ایک جیسی ہوتی ہیں۔ سراب ہوتے ہیں ان کے پیچھے بھاگو انہیں پالو اور پھر یہ دلدل بن جاتے ہیں۔ ان میں دھنس کر دم توڑ دیا جائے یہ یہی چاہتے ہیں۔

"تو مارگریٹ کی زندگی میں آنے والا شخص اور اس کی زندگی میں آنے والی لڑکی دونوں ایک جیسے ہیں۔"

اپنی منتشر ذہنی حالت میں اس نے خود کو کئی بار یہ کہتے پایا۔ کسی ضروری کام کی طرح اس نے اسے خود کو بھولنے نہ دیا۔

"امرحہ پر ترس کھاؤ عالیان۔۔۔"

"سائی! تمہیں ہر وقت اس کا وکیل بنے رہنے کا شوق کیوں ہے؟"

"تم غلطی پر ہو' وکیل میں تمہارا ہوں' خود کو دیکھو عالیان بڈی تم کس کو دھوکا دے رہے ہو؟"

"دھوکے سے ہی تو نکل آیا ہوں۔"

"یہ سال بھی گزر جائے گا۔۔۔ وہ چلی جائے گی۔"

"تو چلی جائے۔۔۔"

"جب چلی جائے گی تب بھی اتنی ہی آسانی سے کہہ سکو گے؟"

"بالکل۔۔۔"

"دیکھو' وہ ایک مختلف ماحول سے آئی ہے۔"

"مارگریٹ کا شوہر بھی مختلف معاشرے سے آیا تھا۔ سب خود غرض اور بے حس لوگ ایک جیسے ماحول اور معاشرے سے آتے ہیں۔" اس کے خیالات کتنے واضح ہو گئے تھے۔

"وہ بے حس نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے تو پھر میں ہوں۔"

"تمہیں اس پر اتنا غصہ ہے یاد رکھنا غصہ اپنوں پر ہی ہوتا ہے۔"

"اپنا وہ ہوتا ہے سائی جس کے دل میں تمہارے لیے احساس ہوتا ہے اور امرحہ۔۔۔ ٹھیک ہے سنو امرحہ کیا ہے۔ وہ جانتی تھی کہ میں اس کے لیے کیا جذبات رکھتا ہوں بے وقوف نہیں تھی وہ۔ وہ مجھ سے دور کیوں نہیں ہوئی۔ اس نے مجھے روک کر یہ کیوں نہیں کہا کہ تم ایک غیر مسلم عورت کے بیٹے ہو' تمہارے باپ کی خبر نہیں۔۔۔ مجھے تم سے تعلق نہیں رکھنا۔ اگر ماما نے میری تربیت نہ کی ہوتی اگر ایک مسلمان کی حیثیت سے میں نے صبر کا درس نہ لیا ہوتا تو جانتے ہو۔ میرے ساتھ کیا ہوتا' میں ذہنی انتشار کا شکار ہو کر پاگل ہو جاتا۔ مجھے بے وقوف بنا کر میرے ساتھ ایسا سلوک کیا گیا۔ میں اس پر بھڑکا نہیں اس پر چلایا نہیں اور اسے یہ بتایا نہیں کہ وہ کس قدر خود غرض ہے۔ میں یہ نہیں بھول سکتا کہ سب جانتے بوجھتے وہ کیسے میرے ساتھ رہی' جیسے میرا دل توڑنا اس کا مقصد تھا۔ کیا محبت اور دوستی میں فرق نظر نہیں آتا۔۔۔ نظر آتا ہے صاف نظر آتا ہے اور اگر دوستی ہی تھی تو اسی دوستی کا لحاظ رکھ کر وہ میری کچھ تو عزت کرتی۔ ویرا کے سامنے اس نے میری' میری ماں کی کیسے بے عزتی کی۔۔۔ احترام وہ ہوتا ہے جو تنہائی میں بھی کیا جائے۔ جو دل و دماغ کی سوچوں میں بھی کیا جائے۔

سائی اگر میری ماں سے محبت کرنے والا' دھتکار کر اسے اپنی زندگی سے الگ کرنے والا ایک صرف احترام اور عزت کا راستہ اپنا لیتا تو آج میری ماں زندہ ہوتی۔ امرحہ کو ایک کھلونا چاہیے تھا۔ "دوست" یونیورسٹی کا سب سے موسٹ وانٹڈ (Most Wanted)

اسٹوڈنٹ اس کا دوست ہے' اس کے ساتھ ہے' اس کے آس پاس رہتا ہے اور اس پر فدا ہے۔ بس یہی حیثیت تھی اس کے نزدیک میری۔ وہ آج بھی میرے پاس آتی ہے کہ میں پھر سے اس کا دوست بن جاؤں' جب تک اسے ثبوت نہیں مل گیا اس نے مجھے لائف ہب سمجھا۔ مجھے لے کر وہ ایک فارم بھرتی رہی اور خانوں میں ٹک' کراس لگاتی رہی اتنی ہمت تو میری ماں نے بھی کی تھی۔ سائی! دو انسانوں میں پہلی اور ضروری مشترک تو اس نے بھی ڈھونڈ نکالی تھی۔ میں کس بلندی سے زمین بوس ہوا تھا تم نہیں سمجھ سکتے' کیوں کہ تم نے کڈز سینٹر میں پرورش پائی ہے نہ تمہاری ماں مارگریٹ رہی ہے۔"

سائی کو دکھ ہوا۔ اسے "سے اٹ آل" نہیں ہونا چاہیے تھا' ایسے دکھ سن کر وہ کیسے سکون سے سو پایا کرے گا۔۔۔ عالیان کی آنکھوں میں نمی تھی اور وہ رو دینے کو تھا۔

"میں کئی حصوں میں بٹا ہوا ہوں' مجھے خود کو اکٹھا کر لینے دو' فیصلہ کر لینے دو مجھے۔"

"فیصلہ دماغ سے کرنے جا رہے ہو۔۔۔؟" سائی نے نرمی سے پوچھا۔

"نہیں تجربات سے۔۔۔ اپنی ماں کے۔۔۔"

"تو تم اس سے محبت کرنا چھوڑ چکے ہو؟" یہ سوال کرتے سائی کا دل بھر آیا۔

"میں اس بارے میں سوچنا چھوڑ چکا ہوں۔"

"تم اپنی ماں کی اور اپنی زندگی کا موازنہ کر رہے ہو اور غلط کر رہے ہو۔"

"جب ٹھیک کر رہا تھا تب بھی غلط ہی ہوا تھا۔"

"تمہارے لیے دعا گو ہوں۔ کاش میں تمہیں وہ ڈائری دے سکتا جو میرے لیے اوک ہاؤس میں ایک اسٹوڈنٹ چھوڑ گیا تھا اس نے ایک جگہ لکھا کہ اب وہ اس چیز کی قدر جان گیا ہے جو اس کے پاس نہیں رہی۔"

"میرے ہاتھ بھی خالی ہیں کچھ نہیں ہے ان میں۔۔۔"

اس نے لکھا ہے "زندگی وضاحت سے میرے سامنے آکھڑی ہوئی ہے۔ میرے لیے یہ کھو کھلی ہے۔"

"زندگی کی حقیقت مجھ پر کھل چکی ہے اور یہ کام امرحہ نے کیا۔"

"اور اس نے یہ بھی لکھا ہے۔

"میں نے اپنے جذبے کو سلائے رکھا اور اسے بتا نہیں سکا۔ اب وہ سو چکی ہے اور میں خود کو بتاتا پھرتا ہوں۔"

"میں اسے بتا چکا تھا سائی بتا چکا تھا۔۔۔" عالیان چلا اٹھا۔

"اور آخری بات اس ڈائری میں یہ ہے۔

"اور میں نے یہ جان لیا محبت کے واقع ہونے سے زیادہ اس کے قیام پر قائم رہنا ضروری ہے۔"

"سائی!" عالیان نے سائی کو اس کی شرٹ کے کالر سے پکڑا۔ "کیا تم سسکتی بلکتی' تڑپتی مارگریٹ کو بھی یہ مشورہ دیتے۔۔۔ بولو۔۔۔ کیا تم اسے بھی یہی فلسفے سناتے۔۔۔ مارگریٹ کی ڈائریاں بھی لے جاؤ۔۔۔ اور پھر مشورے دینا۔۔۔ میں دیکھوں گا سائی! تم کتنے انسان دوست ثابت ہو سکتے ہو۔۔۔ میں دیکھوں گا۔"

اور سائی اس بات پر چپ ہو گیا۔۔۔ اس کے وجود میں سنسناہٹ ہونے لگی تھی۔

☼ ☼ ☼

موسم پھر سے سرد ہونے لگا تھا اور اتنا گرم تھا ہی کب کہ سرد ہونے میں وقت لیتا۔ چلتے چلتے بارش ہونے لگتی اور چلنے کے دوران ہی رک بھی جاتی۔ فریشرز کے بارے میں آئے دن کچھ نہ کچھ نیا سننے کو ملتا رہتا۔ وہ فریشرز کو حسرت سے دیکھتی۔ کاش وہ بھی ان ہی میں سے ایک ہوتی اور وہ سب نہ ہوا ہوتا جو ہو چکا ہے۔ وہ اب عالیان سے ملتی اور اس بار زیادہ سمجھ داری کا ثبوت دیتی اور پھر اسے سڑک پر اکیلے نہ چلنا پڑتا' موسم کے بدلنے پر اسے اداسی نہ ہوتی۔ کسی نے فرصت نکال کر اسے بددعا تھی کہ وہ اس حالت میں

آچکی تھی۔ عالیان اس کے ساتھ زیادہ سختی سے پیش آنے لگا تھا۔ اس میں تیزی سے تبدیلیاں آرہی تھیں، ہر دن وہ پہلے سے زیادہ سخت اور بدلا ہوا لگتا تھا۔

"زندگی کی بدترین صورت حال جانتے ہو کون سی ہوتی ہے سائی۔۔۔! دو پیاروں میں سے ایک کو چننا۔۔۔"

"اور دو میں سے ایک کو چھوڑ دینا۔۔۔"

"ہاں اور اس سے بھی بدترین وہ ہو جاتی ہے جس میں جسے چنا ہو اس کے ساتھ خوش نہ رہ پانا۔"

"اپنے بارے میں سوچ سوچ کر تھک چکی ہوں سائی، کیا شخصیت ہے میری، ساری زندگی روتی رہی اتنی ہمت نہ کر سکی کہ اپنے ماحول کے خلاف ڈٹ جاتی۔۔۔ اسے بدل دیتی۔ احساس کمتری کا شکار رہی۔ میرے ماضی میں کچھ بھی قابل ذکر نہیں، میں نے کبھی یہ نہیں سوچا تھا کہ میری زندگی کا مقصد کیا ہے۔ میں کسی کو خوش رکھ سکی نہ خود کو، میری ایک دوست کہتی ہے کہ دوسروں سے پہلے اپنا بننا ضروری ہے۔ میں کبھی اپنی نہیں بنی، بس ہر وقت بے چارے بنے رہنا، کیا ہوں میں، کمزور ہوں، جھوٹی، خود غرض، بے حس۔۔۔ کیا ہے میرے ہاتھ میں؟"

"تمہارے ہاتھ میں یہ سوچ ہے کہ تم کیا ہو۔۔۔ جب انسان خود سے سوالات پوچھنے لگتا ہے تو وہ خود کو بلندی کی طرف لے جا رہا ہوتا ہے۔"

"کیسی بلندی سائی! میں نے عالیان کے ساتھ کیا کیا۔ ویرا کے سامنے میری، میرے معاشرے کی بے عزتی نہ ہو جائے۔ میں نے عالیان کی کھل کر بے عزتی کر دی الفاظ تو وہی ہوتے ہیں نا جن پر احترام کی لگام ہوں، ورنہ تو سب ہتک ہے، انداز، آواز سب۔۔۔ اگر میں عالیان کی جگہ ہوتی تو ساری عمر امرحہ کی شکل نہ دیکھتی۔ میں اس جگہ کو ہی چھوڑ دیتی جہاں امرحہ ہوتی، میرے خاندان میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جن سے میں سالوں نہیں ملی، بات نہیں کی، سلام نہیں کیا، انہیں دیکھ کر منہ پھیر لیا۔۔۔ یہ سب لوگ وہ ہیں جنہوں نے میرا دل دکھایا تھا۔ میری تذلیل کی تھی۔ میری انتہا پسندی دیکھو کہ کالج کی میری دوست جو میرے بارے میں سب جانتی تھی، ایک دن میرے ساتھ چلتے چلتے گر گئی اور ریذا (قا) کہنے لگی "تمہارے ساتھ چل رہی تھی، گرنا تو تھا ہی۔" اور پھر اس کے لاکھ منانے پر بھی میں نے اس سے کبھی بات نہیں کی۔ اس کے فادر کی ڈیتھ ہو گئی۔ میں نے اس سے صرف افسوس کیا جبکہ اسے میری اس سے زیادہ ضرورت تھی۔

مجھے بس یہ یاد رہتا ہے کہ مجھے تکلیف ہوئی۔۔۔ میں۔۔۔ میں۔۔۔ بس عالیان کے کھردرے سخت رویے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے اور میں اس تکلیف کو لے کر بیٹھ جاتی ہوں۔ مجھے اپنی کتنی فکر رہتی ہے۔ میرا اور عالیان کا کوئی مقابلہ نہیں ہے، جانتے ہو، سادھنا کو آریان کے لیے سب سے زیادہ پیسے وہ جمع کر کے دیتا ہے۔ سادھنا سے زیادہ اسے یاد رہتا ہے کہ آریان کی سرجری کب ہونا ہے۔۔۔ وہ جھڑکتا نہیں ہے، چلاتا نہیں ہے۔ وہ کتنا ذہین ہے، جتاتا نہیں ہے، اس کے خیالات کس قدر عظیم ہیں۔ وہ سکھاتا ہے۔ اتراتا نہیں ہے۔"

"یہ سب تمہیں اب معلوم ہوا ہے امرحہ؟" سائی اتنا افسردہ ہو گیا کہ امرحہ جان ہی نہیں سکتی تھی۔

"معلوم تو تھا قدر نہیں تھی سائی! کہا نا مجھے افسوس ہے خود پر۔ مجھ میں کچھ قابل ذکر نہیں ہے۔ مجھے ویرا اچھی نہیں لگتی، مجھے اس کی ضرورت پڑتی ہے تو میں اس سے کام نکلوا لیتی ہوں، اس سے مسکرا کر بات کر لیتی ہوں اور منہ پھیر کر ناپسندیدگی سے اس کے بارے میں سوچتی ہوں۔ اسے معلوم ہو کہ میں اس کے بارے میں کیسے سوچتی ہوں تو اسے کبھی دکھ ہو۔۔۔ وہ مجھ سے ایک ہی سوال پوچھے۔ "میں نے تمہارے ساتھ ایسا کیا برا کیا ہے؟"

میں سب کے ساتھ برا کرتی ہوں اور بے چاری بھی خود ہی بن جاتی ہوں۔۔۔ یہ منافقت اور سنگ دلی ہے۔"

"تم ایک مشکل وقت سے گزر رہی ہو۔۔۔ لیکن امرحہ! انسان جب اپنا احتساب کرتا ہے تو وہ وقت بہت خاص ہوتا ہے۔"

سب کھو چکا ہوتا ہے۔"

"تم پاکستان کیوں نہیں جاتیں' اپنے گھر والوں سے ملو' انہیں نئے ماحول کی اچھی اچھی باتیں بتاؤ' لوگوں سے جب تک ملا نہ جائے وہ برے اور عجیب ہی لگتے ہیں..... تم ذہنی طور پر اچھا محسوس کرو گی۔"

"کیا واقعی؟"

"ہاں' یونی میں ایک لڑکی جب جب میرے قریب سے گزرتی' اسے دیکھ کر مجھے لگتا کہ یہ مجھے پسند نہیں کرتی۔ ایک لمبا عرصہ ایسے ہی چلتا رہا' پھر ایک دن ایک اسٹوڈنٹ نے مجھے اس کی طرف سے ایک رقعہ دیا جس پر لکھا تھا۔ "تم مجھے پسند نہیں کرتے..... پر کیوں؟"

"فاصلے ابہام پیدا کرتے ہیں اور ابہام شیطان کا پہلا ہتھیار ہے کیوں کہ یہ ہر مثبت جذبے اور سوچ پر حملہ آور ہو کر اسے چت کر ڈالتا ہے۔"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو سائی! لیکن عالیان کیوں اس ابہام کے زیر اثر آ رہا ہے۔"

"تم جانتی ہو امرحہ! میں کسی کی بتائی کوئی بات نہیں کر سکتا۔"

"ٹھیک ہے' لیکن مجھے کوئی مشورہ دو....."

سائی اسے دیکھ کر رہ گیا وہ اسے ایسا کیا مشورہ دے سکتا تھا جو سب ٹھیک کر سکتا..... اس کے پاس بلاشبہ ایسے لفظ تھے نہ ایسا جادو.....

"بہت دیر نہیں ہونی چاہیے کہ انتظار پر فرمان غالب آجائے..... اور فراق کو رخصت ہونے کی اجازت نہ ملے۔"

سائی ہولے سے بڑبڑایا اتنا کہ امرحہ نے سن لیا..... اسے یاد آرہا تھا یہ جملہ اس نے کہیں پڑھا تھا۔ کہاں..... ہاں اوک ہاؤس سے ملنے والی ڈائری میں..... اس ڈائری کے جملے کو استعمال میں لایا جانا امرحہ کو سحر لگا۔

☆ ☆ ☆

ویرا اسے کافی کے لیے کیفے لے کر آئی تھی' جو ہر بار اسے انکار نہیں کر سکتا تھا' کیوں کہ اسے احساس تھا کہ انکار کتنا بھی ٹھیک ہو' تکلیف دہ ہوتا ہے۔

کافی پینے کے بعد انہوں نے پل پر چہل قدمی شروع کر دی' شام رات کے ساتھ جا ملنے والی تھی' بارش پھوار صورت برس رہی تھی اور ویرا ننھے بچوں کی طرح سر اٹھا اٹھا کر آسمان کو دیکھ رہی تھی۔ ساتھ اسے روس کے کھانوں کے بارے میں بتا رہی تھی۔

"کرسمس کی چھٹیوں میں تو روس چلو گے نا؟"

"نہیں ویرا' میں ماما کے ساتھ جانا چاہتا ہوں' ہم گرم علاقوں کی طرف سفر کریں گے۔"

"ٹھیک ہے' لیکن کیا وہ روس نہیں آسکتیں؟"

"بہت زیادہ ٹھنڈ ان کے لیے ٹھیک نہیں ہے۔"

"پھر ڈگری کے بعد.....؟"

"ابھی تو بہت وقت ہے۔"

"تم بہت وقت پہلے ہی مجھے ہاں کہہ دو نا....."

وہ خاموش ویرا کے بالوں پر گرنے والی پھوار کو دیکھ رہا تھا۔ وہ کہیں اور تھا۔

"میں لاہور آنا چاہتا ہوں۔"

"کیوں؟"

"کیوں نہ آؤں؟"

"تم نے تو کہا تھا۔ ابھی تم ایشیا کے سفر کا ارادہ نہیں رکھتے۔"

"میں ایشیا کے سفر کا ارادہ ابھی بھی نہیں رکھتا۔ میں لاہور کی بات کر رہا ہوں۔"

"لاہور ایشیا میں ہی ہے۔"

"لاہور ایشیا میں نہیں' میری ٹاپ لسٹ میں ہے جہاں پہلی فلائٹ سے جایا جائے۔"

"اچھا..... دیکھ لو ویسے لاہور میں مچھر بھی ہوتے ہیں۔"

"تم مجھے مچھروں سے ڈرا رہی ہو..... ہاں تم یہی کر رہی ہو۔"

"بالکل نہیں صرف خبردار کر رہی ہوں..... تم نے ڈنگی کا نام سنا ہے..... اس کے کاٹتے ہی انسان فوراً"

سے پہلے مرجاتا ہے... بالکل جھٹ پٹ۔"

"تو لاہور میں ایسا فوری مار دینے والا ڈینگی ہے ورنہ دو تین گھنٹے تو دنیا کا ہر ڈینگی مچھر دے دیتا ہے مرنے کے لیے۔"

"ہمارے پاس وی آئی پی ڈینگی ہے۔ اپنے رسک پر لاہور آنا مجھ سے شکایت نہ کرنا۔"

"کیا وہ لاہور والوں کو نہیں کاٹتا؟"

"نہیں... یہی تو اس کی خصوصیت ہے وہ غیر ملکیوں پر حملہ آور ہوتا ہے۔"

"جب میں لاہور جاؤں گا تو کیا میں بھی غیر ملکی ہوں گا اس کے لیے۔"

"ڈینگی کے لیے؟"

"نہیں لاہور کے لیے...؟"

"روس کی برف کو جانتے ہونا" پھر نہ کہنا بتایا نہیں...."

"ہاں اس کے کاٹنے سے انسان مرجاتا ہے۔"

"ہاہاہا' برف کاٹتی نہیں عالیان...!"

ہلکی سی جھرجھری کا وہ شکار ہوا... وہ ویرا تھی اور ہنستی جارہی تھی۔

"میں نے تو ولید کو اتنا لمبا عرصہ سنا بھی نہیں تھا' مٹھی سے ریت کی طرح پھسل جانے والے زندگی کے صرف چند سال ہی اور ان چند سالوں میں ہی اس نے مجھے اپنے سوائے سب کے لیے بہرہ کردیا اور دوسروں کے لیے گونگی تو میں تب ہی ہوگئی تھی' جب اس سے ہم کلام ہونا شروع ہوئی تھی۔ یہ وہ ابتدا تھی جو اس کے جانے کے بعد انتہا کو پہنچی... میں عالیان کو دیکھتی ہوں تو سوچتی ہوں اتنی غلطیاں کرچکی ہوں اور نہ کروں اور میں پھر غلطی کر جاتی ہوں' میں ولید کے لیے آنسو بہانے لگتی ہوں۔ میں یہ غلطی اپنی ہر سانس کے ساتھ کرتی ہوں اگر دنیا میں مجھے کسی کو نصیحت کرنے کا موقع دیا جائے تو میں نصیحت کروں گی کہ "خود کو ختم کردینے کے ہزاروں طریقوں میں سے "محبت" کو سب سے آخر پر بھی نہ رکھیں... زندہ درگور ہونے کے لیے کسی اور جذبے کا انتخاب کریں۔"

مجھے اس ایک کمرے کے گھر میں وہ ہر وقت چلتا ہوا نظر آتا ہے۔ میں پیدائشی اندھی ہوجاتی' لیکن ایسی اندھی نہ ہوتی کہ مجھے میرا بیٹا نظر نہ آئے' لیکن اسے دھتکار دینے والا شخص ہر جگہ نظر آئے... تو کیا مجھے ایسی بے اختیاری پر کوڑے نہیں برسانے چاہئیں۔

عالیان نے اپنی ہتھیلی میں بارش کی پھوار سمیٹی۔

"ٹھیک ہے ہم ضرور چلیں گے ویرا!" اپنی بے اختیاری کو اس نے بھی معاف نہ کیا۔

چند دنوں بعد وہ رات کو شٹل کاک آیا اور ماما مہر کی گود میں سر رکھ کر لیٹا رہا۔ وہ چھت کو دیکھ رہا تھا پھر وہ دیوار پر ٹنگی تصویر دیکھنے لگا پھر اس کی نظریں کھڑکی سے باہر بھٹکنے لگیں۔

"کیا تلاش کررہے ہو؟"

"آپ کو کچھ بنا کر کھلاؤں؟" سائی ٹھیک کہتا ہے وہ بات بدلنے میں ماہر ہوچکا ہے۔

"رات کے اس وقت؟"

"کیا وقت ہوا ہے؟"

"تمہیں آئے آدھا گھنٹہ گزر چکا ہے اور تم ایسے خاموش ہو کہ مجھے لگ رہا ہے کہ تم نے کئی دنوں سے کسی سے بھی بات نہیں کی' این بتا رہی تھی یونی میں بھی تم ایسے ہی رہتے ہو' منہ کھولو اور مجھے اپنی زبان دکھاؤ' اس میں ضرور کوئی مسئلہ ہوگا۔"

اس نے فرماں برداری سے منہ کھول کر زبان دکھا دی۔

"اب کھڑکی کے پاس جاؤ اور زور سے چلاؤ مجھے معلوم ہو کہ تم میں کتنی قوت باقی ہے۔"

وہ کھڑکی کے پاس آیا... باہر امرحہ کھڑی اسی کھڑکی کی طرف دیکھ رہی تھی بظاہر اس کے ہاتھ میں فون تھا اور وہ ٹھنڈ میں ٹہل رہی تھی۔

"چلانہ پڑنا... آجاؤ۔"

وہ واپس آکر بیٹھ گیا۔ "این کو آپ نے میرے پیچھے جاسوسی کے لیے لگا رکھا ہے؟"

"اسے چھوڑو' یہ بتاؤ کہ اتنے مشینی سے کیوں ہورہے ہو... تم میں جو خاصی نرمی کا عنصر ہوا

کرتا ہے وہ کہاں ہے؟"

"کیا میرا رویہ برا ہے؟"

"برا نہیں عجیب۔۔۔ سمجھا دینے والا۔۔۔ کیا یونی میں پھر کسی لڑکی نے تمہیں پرپوز کر دیا ہے جسے انکار کر کے تمہیں اس کا دل توڑنا ہے اور تم اس کے لیے حساس ہو رہے ہو۔"

"نہیں!" اس نے ہنسنے کی کوشش کی۔

"تو کیا تم نے کسی کو پرپوز کیا ہے اور اس نے انکار کر کے تم سے ان آٹھ دس لڑکیوں کے بدلے لے لیے ہیں؟"

"کرسمس کی چھٹیوں میں میرے ساتھ چلیں گی ماما؟"

"نہیں۔۔۔ مجھے کہاں کہاں سنبھالتے پھرو گے۔۔۔ کارل، ہم، ویرا، امرحہ سب مل کر جانا۔"

"آپ ہر بار انکار کر دیتی ہیں۔"

"انکار نہیں کرتی، تمہیں پریشان نہیں کرنا چاہتی، کیا تم مجھے سویڈن لے کر جانا چاہتے ہو؟"

"ہرگز نہیں مجھے سویڈن نہیں پسند۔۔۔"

"تم کتنا بدل رہے ہو عالیان! جب تم واپس آئے تھے تو تم نے کہا تھا۔"

"وہ بیان غیر حقیقی تھا ماما۔۔۔ حقیقت یہ ہے کہ اب مجھے کبھی سویڈن نہیں جانا۔"

"تمہیں جلد شادی کر لینی چاہیے۔۔۔ بس۔۔۔ اس سے پہلے کہ تمہیں سب غیر حقیقی لگنے لگے۔"

"میں ایک نارمل انسان ہوں ماما، فکر نہ کریں۔۔۔ میں ابنارمل نہیں ہوں گا۔"

"تمہیں امرحہ کیسی لگتی ہے؟"

"آپ کو ویرا کیسی لگتی ہے؟" اس نے فوراً" کہا۔

"ویرا؟"

"جی۔۔۔ وہ ایک سمجھ دار لڑکی ہے اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ انسانوں کی عزت کرنا جانتی ہے اس کی دوسری بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ انسانی نفسیات کو بہت اچھی طرح سے سمجھتی ہے، میں نے اسے بے غرض اور پرخلوص پایا ہے۔ وہ ہر ایک کی مدد کے لیے تیار رہتی ہے، وہ حسد و رشک سے پاک ہے۔ اس میں بہت سی خوبیاں ہیں ماما۔۔۔!"

"تم نے ویرا کی بات ایک دم سے ایسے کی جیسے اس کی وکالت کر رہے ہو، لیکن میری سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ وکالت تم نے میرے لیے کی یا خود اپنے لیے۔"

اس آخری بات نے عالیان کے چہرے کے سب ہی رنگ نچوڑ لیے۔

"عالیان! دنیا میں کوئی ایسا انسان نہیں جو مجھے ناپسند ہو، کیونکہ میں کسی نہ کسی طرح سے قابل نفرت انسانوں سے بھی محبت کرنے کا راستہ نکال لیتی ہوں اور مجھ پر یہ گراں نہیں گزرتا۔"

"میں کسی سے نفرت نہیں کرتا ماما سوائے ایک کے۔۔۔"

"ہم کتنوں سے محبت کرنے کے قابل ہو چکے ہیں اس سے زیادہ اہم یہ ہے کہ ہم کتنوں سے نفرت کر رہے ہیں انسان "محبت" میں کورا ہو نہ ہو نفرت میں "کورا" ضرور ہونا چاہیے، کوئی نقطہ کوئی نشان نہیں ہونا چاہیے اس جذبے کے نام پر۔۔۔"

"میں اس شخص سے محبت نہیں کر سکتا۔۔۔ میں مارگریٹ نہیں بن سکتا۔"

"میں صرف اسی کی بات تو نہیں کر رہی۔" انہوں نے بہت سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

"پھر مجھے پتا نہیں، آپ کس کی بات کر رہی ہیں؟"

"مجھے ڈر تھا عالیان! کہ ایک دن تم ضرور مارگریٹ کو لے کر بہت سوچا کرو گے۔"

"ماما کے بارے میں سوچنا برا ہے کیا؟"

"مارگریٹ کے بارے میں سوچنا نہیں۔۔۔ بس اس کے ساتھ جو ہوا اس کے بارے میں سوچنا۔۔۔ تم میری اولاد ہو، تمہاری آنکھ کی پتلی کی حرکت بھی پہچانتی ہوں میں۔۔۔ ان آنکھوں کے رنگ اور چمک کہاں گم کر آئے ہو۔ یہ پوچھا نہیں تم سے۔۔۔ ابھی بھی نہیں پوچھوں گی۔۔۔ صرف اتنا کہوں گی کہ پرسکون رہو۔۔۔ جلد باز مت بنو۔۔۔ خود کو وقت دو۔۔۔ ٹھہراؤ خود کو۔۔۔"

"میں جلد باز تو نہیں ماما۔۔۔"

"ہاں نہیں ہو... لیکن بعض معاملات میں ہم ہوجاتے ہیں اور ہمیں خود کو پتا نہیں چلتا۔" وہ خاموش ہوگیا۔ ایک جملہ اس کے ذہن میں بجنے لگا۔

"پہلے اس نے مجھے یہ بتایا کہ میں اس کے لیے کس قدر ضروری ہوں پھر اس نے یہ ثابت کردکھایا کہ میں کتنی غیر ضروری تھی۔"

☆ ☆ ☆

دادا کا اجاڑ پلاٹ بک گیا تھا اور انہوں نے لیڈی مہر سے قرض لی رقم واپس کرنے کے لیے اسے دے دی تھی اور کچھ مزید رقم بھی تاکہ وہ دائم کو دے سکے۔

"دائم کو پیسے میں دوں گی۔"

"اب جب پیسے ہیں تو اسے دے دو امرحہ! تم صرف دل لگا کر پڑھو' بے شک جاب چھوڑ دو....."

"نہیں دادا! جو کام میں نے اپنے ذمے لیے ہیں میں وہ خود ہی کروں گی....."

"تمہارا آخری سال ہے' میرا مشورہ ہے کہ جاب چھوڑ کر پڑھو' تمہیں اب اخراجات کے لیے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے' میں نے سب پیسے تمہارے اور دانیہ کے لیے رکھے ہیں۔"

"سب دانیہ کے لیے رکھ دیں مجھے کچھ نہیں چاہیے۔"

"تو اب تمہیں کیا چاہیے امرحہ..... تمہیں باہر آنا تھا تم آگئیں' اب سے پہلے تک تم بہت خوش خوش مجھ سے بہت ساری باتیں کیا کرتی تھیں' پچھلے دنوں تم اس لیے اتنا اداس رہیں کہ تمہارے بہت سے یونی فیلوز چلے گئے۔ اب نئی وجہ کون سی ہے اداسی کی مجھے بتاؤ' تمہارا آخری سال ہے یونی میں' دل لگا کر صرف پڑھو....."

"یاد ہے مجھے' یہ میرا آخری سال ہے۔ لگتا ہے دادا زندگی کا ہی آخری سال ہے۔"

"اب ایسی باتیں کرنے لگی ہو....؟"

"معلوم نہیں دادا! لیکن اس سے آگے مجھے زندگی نظر نہیں آئی۔ سب ختم ہوا سا لگتا ہے۔"

"تم مجھے اپنی طرف سے مزید شرمندہ کر رہی ہو امرحہ...!"

"دادا! کبھی میں خوش ہوتی ہوں تو فوراً" غم زدہ ہوجاتی ہوں' زندگی اچھی لگتی ہے تو فوراً" بری بھی لگنے لگتی ہے' بھاگتے بھاگتے پھر چلنے کی ہمت رہتی ہے نا چاہ... میری ایک کلاس فیلو کہتی ہے کہ ایسی کیفیات خطرناک ہوتی ہیں۔ آپ کسی کنارے کھڑے ہوتے ہیں اس طرف آتے ہیں نہ اس طرف جاتے ہیں۔"

"تمہیں کس طرف جانا ہے وہ بتاؤ امرحہ...؟" دادا کی آواز کھردری ہوگئی۔

"حسب نسب نہیں ہے میرے پاس کیسے بتاؤں۔" سر پر لٹکتی تلوار کو اس نے گرجانے دیا دونوں کے درمیان سکوت رہا اگلی بات کرنے میں دادا نے کافی وقت لیا۔

"کون ہے وہ...؟" ان کے انداز میں حوصلہ افزائی ناپید تھی۔

"دوست..."

"خرابی دوستی سے ہی شروع ہوتی ہے۔"

"نہیں... خرابی گھٹن سے شروع ہوتی ہے۔"

اگلی بات کرنے میں دادا نے کچھ وقت لیا۔

"تو تم نے فیصلہ کرلیا ہے؟"

"مجھ سے یہ نہ پوچھیں' جو میں آسانی سے بتا رہی ہوں' وہ میرے لیے اتنا آسان نہیں رہا۔"

"میری سماعت پر یہ جتنا گراں گزرا ہے' تمہاری زبان پر نہیں گزرا ہوگا۔ تم پاکستان آؤ گی تو یہ باتیں ہوں گی۔"

وہ تلخی سے ہنسی۔ "دادا! آپ چاہتے ہیں کہ بس میں پاکستان آجاؤں۔ آپ کی احتیاط اچھی ہے کہ اس طرح دور بیٹھے باتیں کرنے سے بات بڑھ جائے گی۔ میں آپ کے ہاتھ سے نکل جاؤں گی میں' جو یہاں اتنی دور اکیلی ہوں۔ کچھ بھی کرسکتی ہوں اور اگر یہیں کی یہیں رہ گئی تو آپ کیا کریں گے۔"

دادا نے کوئی جواب نہیں دیا....

"میں نے اتنی بڑی بات کہہ دی اور آپ خاموش

ہیں۔"

"تم بھی خاموش رہو امرحہ... میں جان گیا ہوں کہ اس میں ضرور ایسی کوئی خرابی ہے کہ اس کے بارے میں بات کرتے تمہارا انداز ایسا ہے۔"

"وہ ایک عیسائی عورت کا بیٹا ہے اور میں اس کے بارے میں نہیں جانتی وہ ایک اچھا انسان اور ایک اچھا مسلمان ہے بلکہ....."

"امرحہ! میں پاکستان میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ تمہیں پاکستان آنا ہے۔"

اور دادا نے بھی وہی انداز اپنا لیا جس کی وہ توقع کر رہی تھی۔ وہ خاموش ہوئی اس نے محسوس کیا کہ وہ کئی گھنٹے بت بنی بیٹھی تو رہ سکتی ہے' بلکہ دادا کے اس انداز کے بعد بولنے کی ہمت نہیں کر سکتی۔ وہ دادا کو بتانا چاہتی تھی کہ اس نے کسی کی پلکوں سے افشاں چن لی ہے۔ وہ جو چار قدم اس سے دور جاتی تھی اور دو قدم اس کی طرف بڑھاتی پھر پلٹ جاتی تھی وہ اب عین اس کے سامنے جا کھڑی ہوئی ہے اور وہ دادا کو یہ بھی بتانا چاہتی تھی کہ ان کا اس پر اور خود اس کا خود پر اختیار نہیں رہا۔ اور یہ بھی کہ اب اگر وہ پلٹی تو پتھر کی بن جائے گی' نہ وہ ان کے کام کی رہے گی نہ اپنے.... اس نے اتنا سب جان لیا ہے تو ہی ایسے دادا سے بات کی ہے نا....

"امرحہ ! میں پاکستان میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں...." دادا کو پھر سے کہنا پڑا۔

اسے دادا کے انداز پر غصہ آگیا' دکھ بھی ہوا اس کا دل چاہا جواب دیے بغیر لاگ آف ہو جائے۔ لیکن وہ بھڑک کر یہ کہنے سے خود کو روک نہیں سکی۔

"آپ چاہتے ہیں میں خود پر زندگی حرام کر لوں اس دروازے پر دستک دوں جو صرف مرنے والوں کے لیے کھلتا ہے۔"

"مرنے کی بات کر رہی ہو امرحہ! پھر یہ بھی یاد رکھنا بوڑھوں پر موت بنا کسی تردد کے جلد مہربان ہوتی ہے۔"

امرحہ جہاں کی تہاں رہ گئی۔

دادا چلے گئے۔

"کیا ہوا ایسے کیوں بیٹھی ہو؟" سادھنا نے کمرے کے آگے سے گزرتے اسے دیکھا تو اندر آگئی۔

"زندگی میں کون سا مقام ایسا ہوتا ہے سادھنا کہ لگنے لگتا ہے کہ بس اب زندہ رہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے؟"

"جب ہم کچھ ایسا کر گزریں جو ہمیں نہیں کرنا چاہیے...." سادھنا کچھ کچھ سمجھ رہی تھی۔

"ایسا کیا؟"

"میں دوسروں کے بارے میں کچھ کہہ نہیں سکتی لیکن میں نے اپنے لیے ایسا محسوس کیا تھا' آریان کے پاپا سے پسند کی شادی کی تھی۔ ہم دو مختلف ذاتوں سے تھے۔ میرے گھر والے نہیں مان رہے تھے' پھر ہم نے خود شادی کر لی اور جب ہمیں آریان کی بیماری کے بارے میں معلوم ہوا' مجھے لگا مجھے میرے ماتا پتا کی بددعا لگی ہے۔ میں ان سے پہلے ہی معافی مانگ چکی تھی' وہ مجھے معاف کر چکے تھے لیکن میری ماں نے ایک بات کہی تھی' وہ بولیں "تم نے تو اپنی خوشی جی لی اور اب ہمیں اپنا دکھ مرن سے تک کاٹنا ہے۔ ہم تمہارے دشمن نہیں تھے۔ بس سماج میں سر اٹھا کر چلنا تھا۔ تم نے ہمارا سر ہی کاٹ ڈالا۔ دھن دولت قسمت سے' مان سمان سماج سے۔"

"غلط وہ نہیں تھے' غلط میں بھی نہیں تھی۔ نہ جانے کیوں پر مجھے ایسا لگتا ہے امرحہ کہ ماں باپ اور اولاد اگر آمنے سامنے ہوں اور دونوں ہی غلط ہوں اور دونوں ہی ٹھیک... تو بھگوان ان دو میں سے ماں باپ کا ساتھ دیتا ہے' کیونکہ جو مان سمان ان کا ہوتا ہے وہ ہمارا نہیں ہوتا.... اس وقت میں نے سوچا تھا۔ میرے پاس رمیش نہ ہوتا آریان بھی نہ ہوتا۔ میرے ماتا پتا کے پاس ان کا مان سمان ہوتا۔"

امرحہ جہاں کی تہاں رہ گئی۔

اگلے دنوں دادا نے اس سے بات چیت ہی بند کر دی۔ وہ کتنی ہی فون کالز کرتی وہ فون نہ اٹھاتے لاگ آن نہ ہوئے' یہ ان کی ناراضی کا عملی ثبوت تھا'

صرف ابھی بات کرنے پر امرحہ کو ایسی صورت حال کا سامنا تھا۔ اس نے فیصلہ سنا دیا تو وہ جان دے کر ثبوت دیں گے کہ دیکھو دو ضدیوں میں سے اس بڈھے ضدی کی جیت ہوئی۔

دانیہ نے اس سے بات کی۔

"کیا کہا ہے دادا سے تم نے ایسا... وہ تو کسی سے بات ہی نہیں کر رہے۔"

"میں نے ان سے پیسے لینے سے انکار کیا تھا۔"

"اب وہاں جا کر تم اتنی بڑی ہو گئی ہو امرحہ کہ دادا کو انکار کرنے لگی ہو۔ تمہاری تو جان ہے دادا میں... ہے نا؟"

دانیہ طنز کر رہی تھی، یہ بات اسے تھپڑ کی طرح لگی۔ وہ اعلان کیا کرتی تھی کہ دادا اس کی جان ہیں تو اب... اس جان کا خیال کیوں نہیں رہا اسے... وہ اسے جذباتی بلیک میل نہیں کر رہے تھے بس پرانے وقتوں کے آدمی تھے تو اتنی بڑی بات سنبھال نہیں سکے۔

عیسائی ماں، لاپتا باپ... گھر نہ خاندان، نام نہ نشان...

وہ ان پیغامات کو کس دل سے عالیان کو دیتی جو کئی راتوں سے وہ لکھ رہی تھی۔ وہ دادا کی جان پر رحم کرتی تو اپنی جان کا کیا کرتی... دادا سے بات کرنے سے پہلے ہی تو اس نے ان پیغامات کو عالیان کو دینے کی کوشش کی تھی اور اچھا ہی ہوا اس نے انہیں نہیں لیا۔

☆ ☆ ☆

"یہ تمہارے لیے چند پیغامات میں نے بہت جرأت سے لکھے ہیں پلیز انہیں پڑھ لو۔"

"انہیں بھی سیف روم میں جا کر لگا دو۔"

"دنیا دکھاوے کے لیے نہیں ہیں یہ عالیان...!"

"ان میں جو لکھا ہے، وہ میں ہارٹ راک میں سن چکا ہوں۔"

"ان میں جو لکھا ہے، وہ سنا گیا ہے نہ کہا..."

"امرحہ! اب تمہیں جو کہنا ہے، وہ سننے کے لیے میں خود کو موجود نہیں پاتا۔"

"تم کس قدر ضدی ہو عالیان!"

"ہاں۔ میں بہت ضدی ہوں۔"

"تم نے کہا تھا تم مجھ سے محبت کرتے ہو۔"

"کرتا تھا اور بکواس کر رہا تھا۔"

"جھوٹ بول رہے ہو نا تم۔ جھوٹ... ایسی ہی بات تھی تو سائی کے منہ سے پال کے حملے کا سن کر تم اپ سیٹ کیوں ہو گئے تھے۔ پال مجھ پر دوبارہ حملہ نہ کر دے تم اسٹور سے گھر تک مجھے چھوڑنے کیوں آتے رہے تھے۔ رافیل کو تم نے جھیل میں دھکا دے دیا کیونکہ وہ بار بار مجھے تنگ کر رہا تھا۔ کارل کو تم نے فائر کر کے گرایا تھا کہ میں ریس جیت لوں... اتنے سارے سچ ہیں اور تم جھوٹ بول رہے ہو۔"

"تم خوش فہمی میں مبتلا ہو امرحہ! کارل پر فائر کرنے کے لیے مجھے ویرا نے کہا تھا، وہ جانتی تھی کہ اگر تم ہار گئیں تو دوبارہ کبھی کسی سے مقابلہ نہیں کر سکو گی... وہ ہر حال میں تمہیں جیتا ہوا دیکھنا چاہتی تھی۔ کارل کے ساتھ کوئی بھی یہ کرنے کے لیے تیار نہیں تھا تو میں نے کر دیا صرف ویرا کے لیے۔"

"صرف ویرا کے لیے۔" امرحہ کے کانوں میں سائیں سائیں ہونے لگی۔

"تم نے کبھی یہ غور ہی نہیں کیا کہ دوسرے تمہارے لیے کیا کچھ کرتے ہیں، انہیں تمہاری کتنی فکر ہے۔ تمہیں صرف اپنی نادانی کی فکر ہے۔ پال نے تم پر حملہ کیا۔ مجھے یہ جان کر دکھ ہوا تمہاری جگہ کوئی بھی ہوتا مجھے دکھ ہوتا۔ کارل نے خاص جا کر پال کو سمجھایا۔ یعنی اسے بھی دکھ ہوا... ایسا ہونا نارمل ہے اور جے پیٹرسن کے کہنے پر ہم تین لوگ تمہیں گھر تک چھوڑتے رہے تاکہ پال دوبارہ ایسی حرکت نہ کرے۔ خود جے پیٹرسن کتنی ہی راتیں یہ ڈیوٹی دیتا رہا۔ یہ میری ڈیوٹی تھی امرحہ! اور رافیل کو صرف اس لیے دھکا دیا کیونکہ وہ پرانک کا ماسٹر مائنڈ تھا۔ اس نے ماما کو اداس کر دیا تھا۔"

"یہ سب جھوٹ ہے عالیان... یہ سب تم خود کرنا چاہتے تھے۔ خود۔"

"جو میں خود کرنا چاہتا ہوں وہ صرف اتنا ہے کہ میں تم سے دور رہنا چاہتا ہوں۔"

"جن سے ایک بار محبت کی جاتی ہے ان سے نفرت کرنے کا گناہ نہیں کرنا چاہیے۔"

"جن سے ایک بار دھتکار ملے ان کے پاس پلٹ کر جانے کا جرم نہیں کرنا چاہیے۔ میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی پریڈ میں تمہارے پیچھے آنا تھا۔ میں تمہارا کھلونا نہیں ہوں۔ امرحہ!"

"تمہیں کیا پتا! میں کس کس کا کھلونا ہوں۔" وہ سوچ کر رہ گئی اور کہہ نہ سکی۔

"یونیورسٹی بھری پڑی ہے کسی کو بھی جا کر دوست بنالو۔" اس کا انداز کبھی بھی ایسا نہیں ہوا تھا جیسا اب ہو گیا تھا۔

امرحہ اس کی طرف دیکھتی رہ گئی۔ "دوست" ہاں وہ دوست... دوستی ہی تو کر رہی تھی تب بھی... اب بھی...

"ٹھیک ہے وہ دادا سے بات کرے گی۔" اس نے اپنی اور اس کی آخری ملاقات میں سوچا تھا۔ وہ بات کر چکی تھی... اور دادا کے ایسے ناراض ہونے پر سوچ رہی تھی کہ ابھی وقت اس کے ہاتھ میں ہے۔

"وقت اس کے ہاتھ میں ہے۔" یہ اس کا اپنا خیال تھا کیونکہ "برننگ مین" جلنے کے لیے تیار کیا جا چکا تھا... وہ پورے کا پورا جل جائے گا... آگ کی لپٹیں اس میں سے اٹھیں گی اور وہ دیکھتی رہ جائے گی۔

"بلیک روک ڈیزرٹ" میں ہونے والے برننگ مین طرز کا فیسٹیول ایک دوسری کمپنی مانچسٹر شہر سے ذرا دور کروا رہی تھی۔ یہ فیسٹیول صرف ایک رات پر مشتمل تھا جو ایک بہت بڑے میدان میں ہو رہا تھا۔ وہ جاب سے گھر جا رہی تھی کہ این اسے لینے آگئی۔ ویرا اسے پہلے ہی جانے کے لیے کہہ چکی تھی لیکن وہ نہیں گئی وہ اپنے آپ میں اتنی گم صم سی ہو گئی تھی کہ نہ کسی سے بات کرنے کو دل چاہتا نہ ہی ملنے کو...

"چلو وہاں ساری یونی اکٹھی ہوئی ہو گی، مرے جا رہے تھے سب وہاں جانے کے لیے۔"

"عالیان بھی ہوگا وہاں؟" اس نے پوچھا۔

"ہونا تو ضرور چاہیے۔"

عالیان بھی وہاں ہو گا وہ سوچ کر این کے ساتھ آ ہی گئی۔ ایک سو بیس فٹ اونچا برننگ مین میدان کے عین درمیان میں ایستادہ تھا۔ آس پاس آگ کے کئی کرتب ہو رہے تھے ہر طرف آگ ہی آگ تھی۔ کوئی منہ سے نکال رہا تھا، کوئی ہاتھ میں لے کر اچھال رہا تھا کوئی کمر کے گرد گھما رہا تھا۔ کہیں آگ کی سائیکل چلائی جا رہی تھی کہیں آگ سے جلتی تنی رسی پر چلا جا رہا تھا اور کہیں آگ سے جلتے دائروں میں قلابازیاں لگائی جا رہی تھیں۔ ہر دس قدم پر آگ ایک نئے انداز سے موجود تھی... رش بہت زیادہ تھا، وہ این اور این کی ایک دوست کے ساتھ ساتھ گھومتے رہے، وہ عالیان کو ڈھونڈ رہی تھی۔ این نے بھی منہ میں تیل ڈال کر آگ منہ سے نکالی اور ایسا کرتے اس کی بھنوؤں کے بال صفائی سے صاف ہو گئے۔

"کتنی پیاری لگ رہی ہو اب تم، ویسے ہی تمہاری بھنوؤں پر چار بال تھے وہ بھی برداشت نہیں ہوئے تم سے۔" این کی دوست ہنسے جا رہی تھی۔

"تم بھی کرو امرحہ؟" امرحہ نے ناں میں سر ہلایا۔

"کب لگے گی اسے آگ؟" امرحہ نے پوچھا۔

"بارہ بج کر ایک منٹ پر..."

"یورپ والے بھی اچھے فارغ لوگ ہیں پتا نہیں کیا کیا کرتے رہتے ہیں۔" امرحہ نے تبصرہ کیا سب بہت انجوائے کر رہے تھے لیکن اسے کوئی مزا نہیں آرہا تھا۔

"دنیا ان ہی کھیل تماشوں سے سجی ہے امرحہ...!"

"اچھا! ویسے تم آج کل کس جاپانی فلسفی کو پڑھ رہی ہو؟" امرحہ چڑ گئی۔

"این اون کو۔" این نے دانت نکالے جو امرحہ کو اچھے لگے چھوٹے چھوٹے بچوں سے۔

"یہ تمہارے دودھ کے دانت ہیں نا؟"

"نہیں! دانت کے دانت..." اس نے اور زیادہ دانت نمایاں کر کے کہا۔

"بہت زبان چلنے لگی ہے تمہاری..." امرحہ ہنس

ہی دی۔

"بالکل جیسے تمہاری سائیکل چلتی ہے....."

امرحہ کی نظر کارل پر گئی جو منہ سے آگ نکال رہا تھا
"آگ' آگ کو آگ لگا رہا ہے.... خدا کرے آگ ہی لگ جائے۔"

این کارل کے پاس جاکر کھڑی ہو گئی۔ کارل کافی کرتب دکھا رہا تھا آگ سے.... لوگوں کی ایک بڑی تعداد اسے دیکھ رہی تھی۔ سائی بھی اسے وہیں مل گیا۔

"تم نے تو کہا تھا تم نہیں آؤ گی؟" سائی کچھ خوش نہیں ہوا تھا اس کے وہاں آنے سے۔

"بس این لے آئی.... عالیان کو دیکھا ہے تم.... آیا ہے وہ.....؟"

"آیا تو ہے وہ اب پتا نہیں کس طرف ہے..... تم نے وہ ڈھانچہ دیکھا ہے جس پر سب اپنی زندگی کے پچھتاوے لکھ رہے ہیں.... پھر وہ ڈھانچہ بھی جلایا جائے گا.... آؤ وہاں چل کر کچھ لکھیں....."

وہ سائی کے ساتھ آ گئی.... ایک روتے بسورتے آدمی کی شکل کا ڈھانچا تھا۔ صرف سر جو میدان میں پڑا تھا اور اتنا بڑا تھا کہ کوئی سو افراد بیک وقت اس پر اپنے پچھتاوے لکھ رہے تھے۔

"میں تاعمر پچھتاؤں گی کہ میں نے تمہارا بہت دل دکھایا' میں تمہارے لیے بہت زیادہ تکلیف کا باعث بنی عالیان۔"

سائی کو وہیں چھوڑ کر وہ عالیان کو ڈھونڈنے لگی وہ تو اسے نظر نہیں آیا ویرا اسے پشت سے نظر آ گئی۔ وہ کسی کے کان میں بات کر رہی تھی اور جب وہ ذرا پیچھے ہوئی تو امرحہ کو معلوم ہوا کہ وہ کان عالیان کا تھا۔

دونوں نے سیدھے کھڑے ہو کر منہ سے آگ نکالی ایک ساتھ پھر ان کے دو کلاس فیلوز نے نکالی پھر ان دونوں نے نکالی جو کافی دور تک گئی۔ شاید ان دونوں کے گروپس میں کوئی شرط لگی تھی۔

مجمع میں کھڑی امرحہ اکیلی ہو گئی۔

جب وہ منہ سے آگ نکالنے سے فارغ ہو چکے تو ویرا نے عالیان کو کھڑا ہونے کا اشارہ کیا اور ہاتھ میں فائر پوئی (Fire Poi) تھام لی اور اسے اپنے ساتھ تیزی سے گول گول گھمانے لگی۔ آگ کی لہریں اس کے جسم کے ساتھ گول گول دائروں میں مختلف اشکال میں کئی رنگوں میں بنتی چلی گئیں.... وہ اسے کمر کے پیچھے لے گئی' سر سے اوپر' دونوں پیروں کے نیچے سے پھر سر کے اوپر.....

فائر پوئی اس کے وجود کے ہم آہنگ ہو گئی وہ اتنی تیزی اور کمالیت سے اس کے نت نئے کرتب دکھا رہی تھی کہ لگتا تھا کہ وہ ساری عمر صرف اسی کھیل کو کھیلتی رہی ہے اس نے صرف اسی کو مشق کی ہے۔

اگر وہاں اس کے سامنے عالیان موجود نہ ہوتا تو امرحہ ضرور داد و تحسین سے اس کی طرف دیکھتی.... لیکن اب جتنی آگ ویرا کے ہاتھ میں تھی اس سے کہیں زیادہ امرحہ کی نظر میں تھی.... امرحہ کا دم گھٹ رہا تھا۔ اس کی سبھی حسیں انگشت بدنداں تھیں۔

اب ویرا نے عالیان کے گرد گھومنا شروع کر دیا.... آس پاس موجود پوئی فیلوز ان دونوں کو دیکھنے لگے.... امرحہ نے اپنے دل پر آگ کی لپٹیں محسوس کیں.... اس نے ذرا غور کیا اپنی غلط فہمی دور کرنی چاہی ہلیکن وہ اور بڑھ گئی ویرا نے وہی لباس پہن رکھا تھا جو اس نے پینٹ ہاؤس کے شوکیس سے ڈرا کیا تھا اور جو بن کر اسے اتنا اچھا نہیں لگا تھا وہ ایک دوبار اسے یونیورسٹی پہن کر جا چکی تھی پھر وہ ایک عرصے تک اس کی وارڈ روب میں پڑا رہا امرحہ کو لگتا تھا وہ اب اسے پھینک دے گی.... لیکن اسے پھینکا نہیں گیا تھا۔

عالیان کھڑا تھا اور ویرا کے کرتب ختم ہونے میں نہیں آ رہے تھے اور پھر وہ رک گئی عین عالیان کے سامنے' بہت کم.... بہت ہی کم فاصلہ رکھ کر.... اس نے کچھ کہا۔

عالیان خاموش اسے دیکھتا رہا۔

اتنی دور سے.... اتنی زیادہ دور سے بھی اسے یہ سننے میں ذرا مشکل نہ ہوئی کہ ویرا نے اس سے کیا کہا ہے۔

"میں تم سے شادی کرنا چاہتی ہوں.... میرے ساتھ روس چلو گے پاپا سے ملنے؟" بارہ گھنٹے بجے.... اور مجمع میں سکوت چھا گیا اور پھر بارہ ایک کا گھنٹہ بجا.....

ہجوم نے سکوت کو شور سے توڑا۔۔۔ سٹرٹ او نچے ڈھانچے میں آگ بھڑکی اور وہ جلنے لگا۔۔۔ سر سے گردن ۔۔۔ گردن سے سینے تک۔۔۔ پھر پورے کا پورا۔۔۔ اس آگ نے قیامت کا منظر برپا کر دیا۔۔۔ اس سے نکلنے والی لپٹیں دنیا کو سمیٹی ہوئی لگیں جیسے تباہی کا نقطہ آغاز ہو اور آبادی کاری کا نقطہ انجام۔۔۔

سب جل جانے کا وقت آ چکا ہو۔

عالیان نے ویرا کے ہاتھ کو نرمی سے چھوا اور مسکرایا۔

اور اسی پر بس نہیں ہوئی۔ ویرا نے یونی فیلوز کی طرف گھوم کر تالی بجائی اور انہیں متوجہ کیا اور عالیان کی طرف اشارہ کیا اور بولنے لگی اور پھر وہ زمین پر عالیان کے سامنے بیٹھ گئی اور دونوں ہاتھ جوڑ دیے اور تیز تیز بولنے لگی۔ اس کا انداز بچکانہ تھا اور دل ربا بھی ۔۔۔

یونی فیلوز دلچسپی سے اس منظر کو دیکھ رہے تھے اور پھر عالیان نے کچھ کہا کہ تالیاں بجنے لگیں اور ویرا کھڑی ہو کر مسکرانے لگی۔۔۔ یہ وہی مسکراہٹ تھی جو پہلے کبھی ویرا کے ہونٹوں پر دیکھی نہیں گئی تھی۔

سائی اس کے عین پیچھے کھڑا تھا "امرحہ! یہاں کھڑی کیا کر رہی ہو؟" سائی کی آواز لرز رہی تھی۔

امرحہ نے مڑ کر اسے دیکھا سائی اس کی حالت دیکھ کر ڈر گیا۔

"ویرا عالیان سے کیا کہہ رہی ہے۔ تم جانتے ہو۔۔۔ ہے نا؟"

سائی نے اس سے آنکھیں چرائیں اور وہ جان گئی کہ سائی جانتا ہے۔

"ویرا تمہارے پاس آئی تھی سائی۔۔۔ کچھ کہا تھا اس نے؟" امرحہ چلا اٹھی۔

سائی خاموش کھڑا رہا اور وہ کیسے کسی کا راز کسی اور کو دے سکتا تھا۔

امرحہ جھٹکے سے پلٹی۔

"زندگی میں سب کو آگے بڑھنا ہوتا ہے امرحہ!" سائی نے نرمی سے کہا۔

امرحہ کے آنسو اس زمین پر گرنے لگے جہاں الاؤ ہی الاؤ دہک رہے تھے۔ "تو عالیان ویرا کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے۔۔۔" کہانی کا یہ وہ موڑ تھا جو اس کے دل کی آنکھ سے اوجھل تھا۔

"اگر ہم کچھ نہیں پا سکتے تو ظاہر ہے اسے کوئی اور پا لیتا ہے۔" سائی کے لیے مشکل تر ہو گیا اس کی طرف دیکھ کر بولتے رہنا۔

امرحہ تیزی سے آگے بڑھی۔

"کہاں جا رہی ہو امرحہ؟"

"گھر۔۔۔"

"اتنی جلدی! دیکھو ابھی تو برننگ مین جلنا شروع ہوا ہے۔" اس نے اس کا دل بہلانے کی اپنی سی کوشش کی۔

"وہ تو کب کا جل چکا۔۔۔" وہ آگے بڑھ گئی رش کو پرے کرتی ہوئی رش سے پرے ہوتی ہوئی۔ سائی اس کے پیچھے لپکا، لیکن اس کی رفتار کے ساتھ اسے پا نہ سکا۔

ایک چنگاری اڑتی ہوئی... اس کے فرشی دوپٹے پر گر گئی۔

"یہ تو ہونا ہی تھا۔۔۔" وہ بڑبڑائی۔

"کیا یہ ہونا تھا؟" وہ کراہی۔

وہ ساری یادیں ذہن سے کھرچ ڈالے گی صرف اس ایک منظر کو ذہن سے مٹانے کے لیے۔ جو اس نے ابھی ابھی دیکھا تھا۔۔۔ ویرا اور عالیان۔۔۔ عالیان اور ویرا۔

وہ اسے پسند کرتی تھی وہ یہ جانتی تھی وہ اسے شادی کے لیے پسند کرے گی، وہ یہ نہیں جان پائی۔

"امرحہ تمہارا دوپٹہ!" این چلائی۔

اس کے دوپٹے کا فرشی پلو آگ پکڑ چکا تھا اس کے بال بھی پیچھے سے جل چکے تھے۔

"کیا ہوا نظر نہیں رہا۔" این اس کا دوپٹہ زمین پر رگڑ رہی تھی۔

"آ رہا ہے نظر۔۔۔ جل گئی ہوں میں۔۔۔"

سب ہاؤ واؤ کر رہے تھے، چنگاریاں اڑ رہی تھیں

.... ہر طرف آگ ہی آگ تھی....

"امرحہ سنو.... کیا ہوا ہے تمہیں؟" ایمن نے اس کی حالت پر غور کیا۔

اسے جواب دیے بغیر وہ چلی آئی' آگ سے بھرے میدان کو پار کر کے.... اس سے باہر نکل کر اسے ٹیکسی کے لیے دور تک چل کر جانا تھا وہ لمبی سڑک پر پیدل چلنے لگی اس کی پشت پر برننگ مین ایستادہ تھا.... اسے لگا وہ ہاتھ اٹھا کر اس کی طرف اشارہ کر رہا ہے.... وہ دیکھو وہاں بھی کوئی جل رہا ہے اور مجھ سے زیادہ جل رہا ہے.... وہ مجھ سے پہلے جل کر راکھ ہو جائے گا۔

اسے پیدل چلنے میں کوئی قباحت نہ ہوئی کیونکہ اسے معلوم ہی نہیں ہو رہا تھا کہ وہ کہاں کیا کر رہی ہے۔

✡ ✡ ✡

اس کے محسوسات چلا رہے تھے کہ اس نے دیر کر دی.... اس کی آنکھ کی پتلی اسے بار بار چند مناظر دکھا رہی تھی۔

وہ جھک کر اس کا ماسک اٹھا رہا ہے.... ویرا اس کے آگے جھکی ہوئی ہے.... وہ ہزاروں کی پریڈ میں اسے ڈھونڈ رہا ہے.... وہ ہزاروں کے مجمع میں ویرا کا ہاتھ نرمی سے تھپک رہا ہے.... وہ اس کے کمرے کی کھڑکی سے کود رہا ہے وہ اسی کھڑکی سے رخ موڑے جا رہا ہے.... دور.... بہت دور.... وہ دور جا چکا ہے۔

اور یہ رات کے آخری پہر کا قصہ ہے۔

آنسو ٹپ ٹپ اس کی آنکھوں سے گرنے لگے اس نے باکس کھولا اور سب سے پہلی چیز جو اس کے ہاتھ نے اٹھانی چاہی وہ رول ہوا کاغذ تھا۔ اس نے اس کا ربن کھول کر اسے اپنے سامنے پھیلا لیا اور گھٹنوں کے بل نیچے ایسے بیٹھ گئی جیسے عقیدت کے پیش نظر ایسا کرنا لازم تھا۔

"سوئیڈن جاتے میں نے ٹرین میں بیٹھے بیٹھے اسے بنانا شروع کیا تھا پھر جہاں جہاں میں گیا یہ میرے ساتھ رہی.... میں نے ہر خوب صورت جگہ رک کر اس کی نوک پلک سنواری.... دریا کے ساتھ ساتھ چلتے میں نے ان بیلوں میں رنگ بھرے' چار اطراف پہاڑوں میں گھر کر مجھے ان بیلوں پر پھول بنانے کا خیال آیا اور ہزاروں کے ہجوم میں گھومتے میں نے یہ سوچنے اور فیصلہ کرنے میں کافی وقت لیا' یہ زمین کو چھوئے گی یا نہیں.... اور کیا تم نے کبھی پھولوں کو کمر کے گرد لپیٹا ہے.... دیکھو اس فراک پر کمر کے گرد لپیٹے یہ کیسے لگ رہے ہیں...."

اس نے اس تصویر کو ان سب خوب صورت جگہوں پر بیٹھ کر بنایا تھا جہاں جہاں وہ چاہتا تھا کہ وہ اس کے ساتھ ہو.... وہ اسے ساتھ لے گیا تھا۔ "سوئیڈن سے صرف یہی لائے ہو میرے لیے؟"

"یہ صرف نہیں ہے۔" اس کا منہ بن گیا وہ بہت اداس ہو گیا۔

"تم نے کبھی آرٹ کی کوئی کتاب نہیں پڑھی' ہر تصویر بولتی ہے۔" وہ اداسی سے ہی گویا ہوا۔ جو کہانی وہ لکھ کر لایا تھا امرحہ نے اسے نہیں پڑھا تھا۔

"مجھے انسان کی زبان سمجھ میں آ جائے یہی کافی ہے۔"

اداسی کو جھٹک کر اس نے ایک نئی داستان کراس بیگ میں سے نکالی اور ایسا کرتے وہ بہت خوش تھا.... اداسی ختم ہو چکی تھی.... جیسے وہ جانتا تھا یہ جادو ضرور چلے گا۔

وہ ایک لکڑی کا پل تھا جو بہت بڑی جھیل کے اوپر بنا تھا۔ پل کے اس طرف ایک لڑکا کھڑا منہ پر ہاتھ رکھے کسی کو آواز دے رہا تھا۔ پل کے دوسری طرف جنگل اور پہاڑ تھے ایک درخت کے پیچھے ایک لڑکی اپنی ہنسی دباتی چھپی کھڑی تھی۔

وہ کتنی زبانیں اور داستانیں اپنے ساتھ لایا تھا' وہ اسے کیا کچھ سنا رہا تھا کیا کچھ بتا رہا تھا۔ جیسے ہی اس نے گھاس پر اس ماڈل کو نکال کر رکھا امرحہ نے اپنا سانس گم ہوتے پایا۔

"تو کیا وہ ابھی اس سے سوال کر دے گا.... اور اسے

انکار کر دینا ہو گا جیسا کہ اس نے سوچ رکھا تھا... یہ خواب اتنی جلدی ختم ہو جائے گا... پھر وہ ایسے اس کے آس پاس نہیں رہے گا۔"

"یہ کس بچے کے لیے لائے ہو؟" اس نے سنگ دلی سے اس کا خواب توڑ دیا۔

"بچے؟" وہ دیر تک حیران رہا اور جیسے اس کا ننھا سا دل بھی ٹوٹ گیا۔ زمین سے پھوٹتی' پھولوں سے لدی دلکش رنگوں والی بیلیں لپٹی تھیں۔ جیسے وہ قدیم لیکن بار بار دہرائی جانے والے داستان کی شاہی ریاست کا محل ہو' ایک لڑکی جس کے پس منظر میں یہ سب تھا زمین کو چھوتی پوشاک جو کمر سے چست اور پھولوں سے لپٹی تھی میں ملبوس چمکتے سورج کو شرارت سے دیکھ رہی تھی اس کا ایک ہاتھ گول ہیٹ کے کنارے پر تھا جو اٹھتے سر سے گرنے کے قریب تھی... لڑکی کے لمبے بال اس کی پشت پر بکھرے تھے...

وہ امرحہ تھی۔

"کیسی ہے؟" اس نے بہت شوق سے پوچھا اس خیال کے متعلق پوچھا جس کی کہانی وہ بنا کر لایا تھا "اچھی ہے..."

"تم ذرا تفصیل سے دیکھو..." اس کی آواز کمزور ہو گئی۔

"بہت تفصیل سے دیکھ چکی ہوں۔" اس نے لاپروائی سے کہا۔

تصویر میں یونی کے اندر سے ایک تقریباً "نہ نظر میں آنے والا سایہ لڑکی کی طرف آتا نظر آتا تھا جو پھولوں اور بیلوں کا حصہ لگتا اور جسے پہلی نظر میں دیکھا نہیں جا سکتا تھا۔ امرحہ نے خود کو دیکھنے سے پہلے اس عکس کو دیکھ لیا تھا۔ "وہ عالیان تھا۔" جس پر اس نے انگلی نہیں رکھی تھی اس پر امرحہ نے نظر رکھ لی تھی۔

اسے ایک پل لگا تھا سمجھنے میں وہ سب جان گئی تھی۔ وہ اس کی کھڑکی کے نیچے کھڑا مسکرا کیوں رہا تھا۔ وہ یونی میں اس کے پیچھے پیچھے کیوں رہتا ہے وہ کہیں سے بھی گزرے وہ سامنے کیوں آ جاتا ہے وہ شو اسٹور میں اس کی منت کرنے کیوں آیا ہے کہ وہ اس کے ساتھ چلے... مانچسٹر میں پہلی برف دیکھتے ہی اسے اپنے چار اطراف محسوس کرتے ہی... برف پر گر کر بیٹھے اس نے سب جان لیا تھا اس کے ہاتھ میں اس کی ہر جنبش ہر جملے کا جواب آگیا تھا وہ وہ کہانی سمجھ گئی تھی جو ابھی سنائی نہیں گئی تھی۔

اسی وقت وہ دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ وہ اپنے پیچھے اس کے قدموں کی چاپ نہ سنتی تو بے چین ہو جاتی' وہ سامنے نہ آتا تو کوئی اسے سامنے آتا اچھا نہ لگتا' وہ اسے ڈھونڈ نہ لیتا تو وہ خود اس کے قریب پہنچ جاتی جس جگہ وہ اسے ہائے کہنے کے لیے کھڑا ہوتا اس جگہ کو وہ بہت دور فاصلے سے ہی اپنی نظروں میں رکھتی... وہ فاصلوں سے اسے دیکھتی اور قریب جانے پر لاپروا بن جاتی...

"تو یہ کھلونا نہیں ہے؟" اس نے مزید اس کا دل توڑ دیا۔ وہ اس کی مشق بہت پہلے سے ہی کرتی رہی تھی۔

"نہیں... یہ ایک تصور کی عملی صورت ہے امرحہ... اسے چھوا جا سکتا ہے' سمجھا جا سکتا ہے اور بدلا بھی جا سکتا ہے... دیکھو ہل کے اس طرف کھڑا یہ لڑکا اس لڑکی کو آواز دے رہا ہے' جس کے ساتھ اسے مچھلی کا شکار کرنا ہے یا جھیل کے پانی میں پیر ڈبو کر بیٹھنا ہے اور سورج کو چڑھتے اور ڈھلتے دیکھنا ہے یا جنگل کی طرف ہاتھ پکڑ کر لے جانا ہے اور تتلیوں کے پیچھے بھاگنا ہے۔"

"تو کھلونا ہی ہوا نا' تتلیوں کے پیچھے بچے ہی تو بھاگتے ہیں۔"

"بچے نہیں امرحہ! معصوم دل تتلیوں کے پیچھے بھاگتے ہیں' کیا تمہارا دل نہیں چاہتا' سارا مانچسٹر' تمہارا لاہور' یہ ہماری دنیا ہر رنگ کی تتلیوں سے بھر جائے' ہم ان میں گھر جائیں' وہ ہمارے ساتھ اڑیں' ہمیں اپنے ساتھ اڑائیں..."

"تم بزنس کے اسٹوڈنٹ ہو نا عالیان؟"

"میرا دماغ بزنس کا اسٹوڈنٹ ہے دل نہیں... تم

کتنی معمولی باتیں بھی نہیں سمجھتیں.... چلو کوئی بات نہیں میں تمہیں ہر بات تفصیل سے سمجھا سکتا ہوں۔" اس نے حوصلہ نہیں ہارا۔ ہر بات وہ تفصیل سے سمجھ چکی تھی... اس وقت وہ یہی چاہتا تھا کہ پل کے اس طرف کھڑا عالیان جو اسے آواز دے رہا ہے تو اس کی آواز پر وہ درخت کے پیچھے سے نکل کر چلتی اس کے پاس آجائے اور کہے۔

"لو میں آگئی۔ تم اپنی بے سُری آواز کو تھوڑا سریلا کر کے آواز نہیں دے سکتے....."

"جب تم میرے پاس نہیں ہوتیں تو یہ بے سری ہو جاتی ہے... اب سنو کیا اس میں سُر آئے...."

"ہاں اب کچھ بہتر ہے...." ہیٹ کو سر پر جمائے وہ اس سے آگے چلے گی۔

"تمہاری نوکری میں کیا ہے؟" وہ اس کے پیچھے آئے گا... ضرور آئے گا...

"چیری!" وہ مڑے بغیر ادا سے کہے گی۔

"اتنی کم چیری؟" اسے صرف بات کرنے کا بہانہ چاہیے ہوگا۔

"میں اتنی ہی کھاتی ہوں... ہاہاہا... تمہارے نہیں لائی میں۔"

"لیکن میں تو تمہارے لیے لایا ہوں؟" وہ لینے سے زیادہ صرف دینے پر تیار رہے گا۔

"کیا؟" اب وہ پلٹے گی اسے دیکھے گی۔

"یہ..." اس نے مٹھی کھول دی اور تتلی اڑتی ہوئی اس کے سر پر سے گزر گئی وہ سمجھ گئی کہ وہ کیا سوچتا ہے ... تتلیوں کے پیچھے بھاگنے کا بہانہ کرتے دراصل اس کے پیچھے بھاگنا... اسے تتلیاں نہیں چاہیے تھیں ان کے پیچھے بھاگتی امرحہ چاہیے تھی ... اسے مچھلیوں سے مطلب نہیں تھا... اسے اس کے ساتھ بیٹھنے سے غرض تھی... اسے پھول اچھے لگتے تھے اگر وہ اس کی پوشاک میں گندھے ہوں' اس کی کمر سے لپٹے ہوں یا اس کے سر پر تاج صورت رکھے ہوں۔

"یہ جو تمہیں کھلونا لگ رہا ہے امرحہ جس دن یہ تمہیں کھلونا نہ لگے مجھے بتانا۔"

"اچھا! تم کیا کرو گے...؟" اس کا دل ڈوب گیا۔

"جس دن اسے سمجھنے کی سمجھ لے کر آؤ گی اس دن یہ سوال نہیں کرو گی۔"

"اگر مجھے کبھی بھی سمجھ نہ آئی تو...." اپنے خوف کو اس نے زبان دی۔

"ایسا ہونا ممکن نہیں... یہ پھر کوئی بد دعا ہی ہو گی جو تمہاری عقل کو دی گئی ہو گی۔" بد دعا اس کی عقل کو نہیں قسمت کو دی گئی تھی... اس نے درخت کے پیچھے کھڑی لڑکی کو لے جا کر اس کے ساتھ کھڑا کر دیا.... دونوں کو جھیل کے کنارے بٹھا دیا... سورج ڈھلنے لگا .... وہ وہیں بیٹھے رہے .... وہ یہ چاہتا تھا تو وہ بھی یہی چاہتی تھی... لیکن اس کا چاہنا وہ بند کمرے میں ایک عملی تصور کے ساتھ ہی کر سکتی تھی... اس نے مانا کہ وہ ایک نحس وجود ہے' وہ عالیان کے لیے نحوست لے کر آئی تھی... ایک ایسے شخص کے لیے جو بچوں سے زیادہ معصوم تھا جو اس کے لیے نت نئی کہانیاں بنتا تھا اور ایسا کرنے وہ کتنی ہی راتیں جاگتا رہا ہو گا۔

☼ ☼ ☼

"اچھا چلو ایک کہانی سنو۔" رات کو یہ بہانا کرتے

کہ وہ بس اس کے اسٹور کے سامنے سے گزر رہا تھا وہ گھر تک کے لیے اتفاق سے اس کا ہم راہی بن گیا اور راستے میں اسے کہانی سنانے لگا۔

"تم سب کو کہانیوں کا اتنا شوق کیوں ہے... سنتے بھی ہو سناتے بھی ہو...." کہانی کا بہانا کر کے وہ رات کو اس سے ملنے آیا تھا یا کہانی کے لیے بہانہ بنایا تھا' امرحہ اس سے پوچھ لینا چاہتی تھی۔

"ہم فرشتے ہیں نا....!"

"فرشتے....؟"

"ہاں' بچے فرشتے ہی تو ہوتے ہیں...." شٹل کاک سے کتنی ہی دور پہلے وہ اسے بس سے لے کر اتر گیا۔

"کتنے اسٹاپ پہلے اتر گئے تم!" وہ چلا اٹھی۔

"ڈاکٹرز کہتے ہیں اگر رات کو چہل قدمی کر کے سویا جائے تو بہت گہری نیند آتی ہے۔"

"یقیناً" ان ڈاکٹرز میں سے ایک ڈاکٹر عالیان ہوں گے۔"

"ہاہاہا... تمہیں میری باتوں پر یقین کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔"

"مجھے تمہارے جھوٹ پکڑنے کی کوشش کرنی چاہیے۔"

"چلو کہانی سنو۔ ایک جادوگرنی نے ایک شہزادے کو جادو سے غائب کر دیا... غائب مطلب وہ موجود ہے لیکن کسی کو دکھائی نہیں دیتا' وہ سن سکتا ہے لیکن بول نہیں سکتا۔ اسے ایک شہزادی سے محبت ہوتی ہے لیکن شہزادی اس سے لاعلم ہوتی ہے۔ جادوگرنی شہزادے سے کہتی ہے کہ اگر اس نے شہزادی کو اپنی محبت کا یقین دلا دیا تو وہ اس کے جادو سے آزاد ہو جائے گا۔"

"اچھا پھر...؟"

"پھر اب تم پوری کرو۔"

"کیا؟"

"کہانی..."

"پر کہانی تو تم سنا رہے تھے۔"

"یہ ایسی ہی کہانی ہے نا... آدھی سنانے والے کی آدھی سننے والے کی... اب تم یہ بوجھو کہ شہزادہ کیسے شہزادی کو اپنی محبت کے بارے میں بتائے گا..."

"اس کے سرہانے پھول رکھ کر۔"

"پھولوں سے اسے کیسے یہ معلوم ہو گا کہ یہ وہی رکھ رہا ہے..."

"بہت عجیب پہیلی اور غریب کہانی ہے..."

"کوشش تو کرو۔"

"کبھی بہت فارغ ہوئی تو کوشش کروں گی... اور ڈاکٹرز ٹھیک کہتے ہیں مجھے بہت گہری نیند بس آنے ہی والی ہے..." اس نے اسے خاموش کروا دیا جبکہ وہ فوراً" کہانی بوجھ چکی تھی۔

شہزادہ پیغامات لکھے گا اور اسے کسی ایسی جگہ باندھ دے گا جہاں سے شہزادی کا گزر ہوتا ہو۔ چلو مان لیتے ہیں شہزادی کے کمرے کے باہر لگے درخت کے ساتھ' رات کے وقت' وہ ان کے ساتھ گھنٹیاں باندھ دے گا اور ان گھنٹیوں کو ہلائے گا' شہزادی نیند سے جاگ جائے گی اور اسے جاگتے ہی رہنا پڑے گا جب تک وہ درخت کے پاس آ کر پیغامات نہیں پڑھ لیتی۔ وہ درخت کی شاخوں میں جا بجا بندھے پیغامات کو پہلے حیرت سے دیکھے گی پھر وہ انہیں ایک ایک کر کے پڑھے گی اور پھر ہر رات کو وہ گھنٹیوں کے بجنے کا انتظار کرے گی... اور پھر ایک دن شہزادہ جادو سے آزاد ہو جائے گا...

اس رات وہ سو نہ سکی ایسی کہانی سن کر نیند کیسے آ سکتی تھی اور آخری پہر کی اس رات اس نے اسکیچ کے پیچھے وہ ساری کہانی لکھ دی... لیکن یہ کیا... جادو الٹا ہو گیا... اب وہ سن رہا تھا نا ہی بول رہا تھا... اور یہ سب خود اس کی اپنی وجہ سے ہوا تھا... وہ سب سمجھتی تھی اور انجان بنتی تھی۔ اسے یہ فخر حاصل ہو گیا تھا کہ کوئی اس پر ایسے فدا ہے اور اس نے خود ایسی خود غرضی سیکھ لی کہ اس سے فاصلہ رکھا نہ اپنے پلان کے مطابق اسے پہلے یہ بتایا کہ وہ پاکستان میں اپنی بات پکی کروا کر آئی ہے...

اس نے اسے انکار کیا نہ اقرار کے قابل سمجھا... اس نے اپنے اس پورے پلان پر بھی ٹھیک سے عمل نہیں کیا جس کے تحت انہیں صرف دوست رہنا تھا۔ اگر وہ اسے ہر حال میں انکار کرنے کا ارادہ ہی کیے ہوئے تھی تو اسے خود کو اتنا آگے نہیں لانا چاہیے تھا۔

ایک بار میں مکس کلاس کے مڈ ٹرم ایگزامز میں فیل ہو گئی' میں اتنا روئی کہ بے ہوش ہو گئی' پھر ہوش میں آئی پھر روئی اور پھر سے بے ہوش ہو گئی... میرے رونے کی وجہ یہ تھی کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں فیل ہو گئی ہوں' خواب سچا ہو گیا... یعنی اب وہ خواب بھی سچا ہو گا جس میں میری گردن کٹی ہوئی ہے اور سمندر کے پانی کے اوپر تیر رہی

ہے۔۔۔۔"

عالیان اس کی شکل کی طرف کئی لحظے دیکھتا رہا اور پھر اس کے قہقہوں کو تھمنے میں آدھے گھنٹے سے زیادہ کا وقت لگا۔۔۔ اس نے سر پر ہاتھ رکھ لیا' ہنس ہنس کر اس کا سر درد کرنے لگا تھا۔

اس کی ایسی ہنسی دیکھنے کے لیے وہ اپنے ماضی کو کھنگال کر چند واقعات اس کے روبرو لائی تھی۔۔۔ وہ خود کو بھی ٹھیک سے یہ بتا نہیں سکتی تھی کہ جب وہ اس کی کسی بات پر ہنستا ہے تو اسے لگتا ہے اس نے ثواب کمایا ہے۔۔۔ اس کی بھوری آنکھیں پانی سے بھر جاتی ہیں تو مشرقی ساحرہ کو اپنے سحر پر پیار آنے لگتا ہے۔

وہ ہنسنے میں ایسے مصروف رہتا ہے کہ وہ اسے دیکھنے میں مشغول ہو جاتی ہے۔

"کیا تم مجھے ہمیشہ ایسے ہنسا سکتی ہو؟" وہ ہنسی کے درمیان پوچھتا ہے۔

وہ خاموش ہو جاتی ہے جیسے سوال سنا ہی نہیں۔۔۔ ایسے وقت وہ دوسرے حصے والی امرحہ بن جاتی ہے جسے معلوم ہے کہ انہیں ہمیشہ ساتھ نہیں رہنا۔۔۔

وہ بیک وقت خود غرضی اور خود ترسی کی انتہا پر پہنچ جاتی ہے۔

وہ خود سے بھی اقرار نہیں کرتی کہ وہ کیا چاہتی ہے اور۔۔۔

چینی خاتون نے ربن دیتے ہوئے اس سے پوچھا۔ "اگر تم شادی شدہ ہو یا جلد ہی شادی کرنے والی ہو یا تم جانتی ہو کہ تمہیں کس سے شادی کرنی ہے تو تم اس کا نام ان پر لکھوا سکتی ہو۔۔۔"

امرحہ نے خاتون کو دیکھا اور مسکرا نہ سکی۔ کیا وہ اس کے دل کا چور پکڑنے کو ہیں۔

"میں چینی میں تم دونوں کے نام لکھ دوں گی۔" وہ پھر سے مسکرائیں جیسے چوری پکڑ چکی ہوں۔

اس سے سوال کیا جا رہا تھا۔۔۔ اس کا سر گھومنے لگا جو کام خود سے بھی چھپا کر کیا جا رہا تھا اس کا اقرار کسی کے سامنے کیسے کرلیتی۔۔۔ وہ پلٹ کر جانے لگی پھر جیسے اس نے اسے بدشگونی جانا۔۔۔ جب دل میں کوئی ہو تو دل سب شگونوں اور بدشگونوں کے حساب رکھنے لگتا ہے۔۔۔ وہ خطرہ مول لینا نہیں چاہتا۔۔۔ پھر وہ تہوار کا موقع تھا اور پھر تہواروں پر ویسے ہی بہت سی اجازتیں دے دی جاتی ہیں تو اس نے خود کو یہ اجازت دے دی۔۔۔ اور اسے یہ بھی لگا کہ آسمانوں سے اس سے پوچھا جا رہا ہے "کس کا نام لکھوانا ہے اپنے نام کے ساتھ امرحہ؟"

وہ جو پلٹ گئی تھی واپس پلٹی "میرا نام امرحہ ہے اور اس کا۔۔۔"

"اس کا؟" خاتون مزید مسکرانے لگیں۔

"وہ۔۔۔ اس کا۔۔۔ عالیان۔۔۔!"

خاتون نے سر کو جنبش دی اور دونوں کے نام چینی میں لکھ دیے۔

ان دو ربن کو لے کر اس کے لیے چلنا دوبھر ہو گیا۔ اس کے دل کی دھڑکن اتنی تیز ہو گئی کہ اسے لگا کہ وہاں موجود ہزاروں لوگ جو ادھر ادھر دیکھ رہے ہیں تو دراصل اسی کے دل کی دھڑکن کو تلاش کر رہے ہیں۔۔۔ اسی کو لے کر سرگوشیاں کر رہے ہیں۔۔۔ اسی پر مسکرا رہے ہیں۔۔۔ اور سر ہلا کر اسے بتانا چاہتے ہیں کہ ہاں ہم جان گئے ہیں تم کیا کر آئی ہو۔۔۔ دیکھو تم پکڑی گئی۔۔۔

وہ مسکرائی اور مسکراہٹ غائب بھی کرلی۔۔۔ اسے یہ بھی لگا کہ اس نے کوئی بڑا گناہ کرلیا ہے۔۔۔ اور یہ بھی کہ زندگی میں اب اسے کوئی ایسی چیز ملی ہے جو اتنی قیمتی ہے کہ اسے دنیا کا ہر محفوظ کونا غیر محفوظ لگنے لگا ہے اور اسے لگنے لگا ہے کہ دنیا میں ہر کوئی اس کے ان ربنز کو چرا لینے کا ارادہ رکھتا ہے۔۔۔ اگر عالیان ڈریگن پریڈ میں نہ آتا تو وہ اگلے کئی دنوں تک خود ہی اس کا سامنا نہ کرتی۔۔۔ چینی اسٹالوں پر گھومتے اس نے بہت کچھ دیکھا۔۔۔ ادھر عالیان۔۔۔ ادھر عالیان۔۔۔ ہر آنکھ' ہر انداز' ہر مسکراہٹ عالیان' اس نے خود کو شیشے میں دیکھا اور وہاں بھی عالیان کو پایا۔۔۔

"ہم اچھے دوست بنے رہیں گے پھر میں پاکستان

چلی جاؤں گی اگر اس نے کچھ کہا تو میں کہہ دوں گی میری بات میرے کزن کے ساتھ طے ہے۔"

یہ تھا اس کا پلان جو اس نے ترتیب دے رکھا تھا اور اس پلان کی وجہ یاد بنی تھی جو اسے عالیان کو دیکھ کر آیا کرتی تھی۔۔۔

☆ ☆ ☆

"جب تک اسے کوئی نوکری نہیں مل جاتی۔ تم اسے رکھ لو واجد۔۔۔"

"جب ایک بار کہہ دیا نہیں۔۔۔ تو نہیں۔"

"کیوں اتنے انتہا پسند بن رہے ہو۔۔۔؟"

"جی میں ہوں انتہا پسند۔۔۔ اور کیا سننا ہے مجھ سے۔۔۔"

"انسان کو اتنا سخت دل نہیں ہونا چاہیے۔"

"میرے اپنے اصول ہیں۔ آپ مداخلت نہ کریں بابا۔۔۔!"

"اصول ہیں شریعت نہیں کہ بدلی نہ جاسکے۔"

"شریعت ہی سمجھ لیں۔۔۔"

"شریعت ہی سمجھ لیں۔" یہ جملہ اس کے کانوں میں اس وقت ضرور گونجتا جب جب اس کی نظر عالیان پر پڑتی۔

ان کی کالونی کا چوکیدار عیسائی تھا اپنے بیٹے کی نوکری کے لیے پریشان تھا' جو ایک ٹانگ سے معذور تھا اور صرف بیٹھنے والا کام ہی کر سکتا تھا۔ اس کے دو بچے تھے اور اس کے گھر کے حالات ٹھیک نہیں تھے' جہاں وہ پہلے کام کرتا تھا وہ نوکری کسی وجہ سے جاتی رہی۔

چوکیدار دادا کے پاس کئی بار آیا تھا کہ بابا اسے عارضی طور پر اپنی شاپ پر رکھ لیں لیکن بابا نے لاکھ منت پر بھی نہیں رکھا۔ چند ہزار روپے دیے کہ اس کی امداد کر دیں۔

"امداد ہی لینی ہوتی تو نوکری کرنے کے لیے تڑپ نہ رہا ہوتا۔" دادا نے پیسے واپس کر دیے۔

جو اپنی شاپ پر ایک عیسائی لڑکے کو ملازم نہیں رکھ رہے تھے وہ ایک عیسائی عورت کے بیٹے کو گھر میں داماد ہونے کی حیثیت سے گھسنے دیتے۔۔۔ جسے نوکری نہیں دی تھی اسے بیٹی دیتے۔۔۔ جس کے لیے ضد نہیں توڑ رہے تھے اس کے لیے روایت توڑتے؟

وہ عالیان کو پاکستان لے جاتی اور اس کی تذلیل کرواتی۔

اور رات کے آخری پہر کی اتنی ہی کہانی ہے کہ گھٹنوں کے بل وہ زمین پر جھکی اس تصویر کو سینے سے لگائے رو رہی ہے جس میں نظر آتے اس کے مہیب عکس کو اس نے پنسل سے گہرا کر لیا تھا۔۔۔ وہ ڈریگن کے ماسک تلے بھی روتی رہی تھی۔۔۔ وہ جیسے جان گئی تھی کہ اب اسے رونا ہی ہے۔۔۔ وہ روتی رہی۔۔۔ روتی رہی کیونکہ وہ جانتی تھی اسے اس سے الگ ہی رہنا ہے۔۔۔ وہ اسے دوستی کے لیے منالے گی' محبت تک بات نہیں لائے گی۔

لیکن اب اس رات۔۔۔ برننگ مین کو اپنی پشت پر دور چھوڑتے وہ بات محبت تک لے آئی تھی۔۔۔ اس نے اس بار محبت کا ترازو ہاتھ میں پکڑا تھا' اور دونوں طرف عالیان کو بٹھایا تھا۔

خوف کو دل میں ہی لیے وہ بے خوف ہو کر آگے بڑھی تھی۔۔۔ ہاں اب تو۔۔۔ اب ہی تو اس نے وہ دھن تشکیل دینی شروع کی تھی جو عالیان کے وجود سے پھوٹتی روشنی سے مل کر رقص کناں ہونے کو تھی۔۔۔ اب ہی تو اس نے اس کی آنکھوں پر تنی کمانوں کے کناروں سے جا ملنے کی ٹھانی تھی۔ اس نے انہیں تصور میں کتنی ہی بار اپنی پوروں سے چھوا تھا۔۔۔ عالیان کو روک کر اسے ساکت کر کے اب ہی تو اسے سامنے بٹھا کر دیکھتے رہنے کا کنول آسن جمایا تھا۔

سسکیوں نے سناٹے سے ہم کلام ہونا چاہا۔

وقت نے بے دردی سے بھڑ جانا چاہا۔۔۔

تقدیر نے ترحم کے آنسو ٹپکائے۔۔۔

اندھیرے' آگے سے روشن ہوتے اس راستے پر چلتے "خلیفہ" نے اپنی داڑھی کو بھیگ جانے دیا۔۔۔ جسے

ساری عمر دیکھتے رہنے سے اس کا جی نہیں بھرنے والا تھا اب وہ اسے آخری بار دیکھ آیا تھا۔۔۔ وہ جو عشق مجازی میں آقا تھا وہ عشق حقیقی کی باندی کو چھوڑ آیا تھا۔۔۔ اب وہ محبوب کے محبوب کو پانے نکلا تھا۔۔۔ رات کے ایسے اگ اگ ہوتے پہر میں لامنزل چلتے خلیفہ نے ایک بار بھی پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔۔۔ اس کا دل دائمی جدائی کے خوف سے کرلا رہا تھا۔۔۔ اس کی سیاہ داڑھی سفید ہونے جا رہی تھی۔

"اور عشق۔۔۔ اس پر یہ جائز نہیں کہ غفلت برتی جائے۔"

نار کو پیچھے چھوڑتے نار کو وجود میں لیے اسے لگا وہ تب سے چل رہی ہے جب سے پیدا ہوتی ہے۔۔۔ آخر اس کا سفر کب ختم ہوگا۔۔۔ ہوگا بھی یا نہیں۔۔۔ اس کے پیروں کے ساتھ اس کے آنسوؤں نے جو سفر کیا ہے وہ کہاں جا کر رکے گا اب۔۔۔

کئی ٹیکسیاں اس کے قریب سے گزر گئیں اس نے کوئی ایک بھی نہیں لی۔۔۔ وہ کوٹ کے کالر سے اپنی آنکھیں رگڑتی رہی۔ اسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ کئی بار گرنے لگی تھی۔۔۔ اسے اپنی آنکھیں صاف رکھنی تھیں اس کی آنکھیں صاف ہونے میں نہیں آ رہی تھیں۔

اس کے کانوں میں لفظوں کی دھمال مچی تھی۔

"مجھ سے شادی کرو گی امرحہ۔۔۔؟ مجھ سے شادی کرو گی امرحہ؟ شریعت ہی سمجھ لیں۔ حسب نسب لے کر بیٹھنا۔۔۔ اسے ایک شہزادی سے محبت ہوتی ہے لیکن شہزادی اس سے لاعلم ہے۔۔۔ میرے ساتھ روس چلو گے پاپا سے ملنے۔۔۔ میں تمہارا کھلونا نہیں ہوں۔ امرحہ۔۔۔ اب تمہیں جو کہنا ہے وہ سننے کے لیے

میں خود کو موجود نہیں پاتا۔۔۔ جن سے ایک بار دھتکار ملے ان کے پاس پلٹ کر جانے کا جرم نہیں کرنا چاہیے۔۔۔"

اور اس کا وہ گیت جو پورا بنا گیا تھا نہ آدھا' وہ سڑک پر اس کے قدموں تلے بکھرتا چلا گیا۔۔۔ لفظوں کی دھمال میں کرلانے لگا۔

"آغاز بہار کی آمد ہے۔۔۔
سانسیں معطر ہونے لگی ہیں
مرتسم ہے دھنک بھی آنکھوں میں
نیا جہاں دل میں سجنے لگا ہے
اب وہ سجنے لگا ہے۔"

ٹیکسی کو بمشکل روک کر وہ اس میں بیٹھ سکی اور گھر آگئی۔۔۔ اور اس سامان کو پیک کرنے لگی جسے ساتھ لے کر اسے پاکستان جانا تھا۔۔۔ اپنے سامان میں اس نے سب سے پہلے چھپا کر رکھے باکس کو نکال کر رکھا۔۔۔ وہ پہلی فلائٹ سے ہمیشہ کے لیے پاکستان جانے کے لیے خود کو تیار کر چکی تھی۔۔۔ کیونکہ وہ جان چکی تھی اس نے اس شخص کو کھو دیا ہے جسے اب کوئی اور پا چکا ہے۔

امرحہ زندگی میں کبھی دوبارہ عالیان کو دیکھ سکے گی؟ کیا عالیان ہمیشہ کے لیے امرحہ کو اپنی زندگی سے نکال چکا ہے؟ امرحہ اس کے بغیر کیسے جی پائے گی؟

(باقی واقعات، آئندہ ماہ ان شاء اللہ)